ہندو کا ہمدرد

www.KitaboSunnat.com

تالیف
مولانا امیر حمزہ

Dar-ul-Andlus

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرنے کا ہمدرد

www.kitabosunnat.com

تالیف
مولانا امیر حمزہ

دار الاندلس
مرکز القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی، لاہور
فون:7230549-7231106-7240940

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

ہندو کا ہمدرد

تالیف

مولانا امیر حمزہ

ناشر .... دارالاندلس

ملنے کا پتہ

مرکز القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی، لاہور
فون: 7230549-7231106-7240940

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سرِ راہ

باب اول

اللہ کی عبادت، رام کی اپاسنا

رسول کی اطاعت، گرو کا ماننا

باب دوم

رام کی رامائن

باب سوم

مہابھارت اور بھگود گیتا

باب چہارم

دیو مالائی دیویاں اور دیوتا

باب پنجم

تہوار اور روایات

باب ششم

چانکیہ کی ارتھ شاستر اور موجودہ بھارت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست

باب اوّل

(۱)	سچے دھرم کی پہچان	25
(۲)	اوم، بھگوان اور دیوتا	26
(۳)	ویدوں کے چار زمانے اور قرآنی حقائق	28
(۴)	بھگوان کی خصوصیات وصفات	33
(۵)	ایک رب کی عبادت اور ہندو لیڈر	35
(۶)	توحید کے ساتھ شرک کی آمیزش	37
(۷)	ویدوں کے بارے میں	41
(۸)	ویدوں اور قیامت کے بارے میں ہندو علماء کا عقیدہ	43
(۹)	ویدوں کی زبان سنسکرت کا زوال	46
(۱۰)	ویدوں کا زمانہ نامعلوم	48
(۱۱)	کالی یگ اور کلکی اوتار	50
(۱۲)	کالکی کی مورتی کا امتیاز	52
(۱۳)	اوتار یا مظہر	54
(۱۴)	کلکی کے ہاتھوں ملیچھوں کا خاتمہ	57
(۱۵)	کلکی کے ہاتھوں فسادیوں کا خاتمہ	58
(۱۶)	کلکی کے پوتر (پاکباز) صحابہ	60
(۱۷)	کلکی کے بارے میں کچھ مزید باتیں	62

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۸)	کلکی اوتار اور اس کی خصوصیات	63
(۱۹)	کلکی اوتار کا نام	64
(۲۰)	کلکی اوتار کے والد اور والدہ کا نام	64
(۲۱)	تاریخ پیدائش	65
(۲۲)	کلکی اوتار کا زمانہ	65
(۲۳)	کلکی کے والد اور والدہ کی وفات	66
(۲۴)	شادی اور بیوی	66
(۲۵)	کلکی اوتار اور غار حراء	67
(۲۶)	کلکی اوتار کی ہجرت پھر اپنے شہر کی فتح	67
(۲۷)	براق اور معراج	68
(۲۸)	کلکی اوتار تلوار اٹھائے گا	69
(۲۹)	جنگ میں فرشتوں کے ذریعہ مدد	69
(۳۰)	چار خلفاء سے تائید	69
(۳۱)	دنیا کی سروری و سرداری	70
(۳۲)	نبوت و رسالت کا خاتمہ	71
(۳۳)	حسن و جمال	71
(۳۴)	جسم خوشبودار	72
(۳۵)	خصوصیات کا خلاصہ	73
(۳۶)	دھرم بھی جانیے اور ادھرم بھی پہچانئے	76
(۳۷)	ہندوستان میں بت پرستی اور مہاراج	77
(۳۸)	عالمگیر سیلاب اور منو کی کشتی	77
(۳۹)	قرآن میں حضرت نوحؑ کا واقعہ	81
(۴۰)	حضرت ہند کی اولاد موحد ہندو نہ رہی	83
(۴۱)	موئنجوداڑو اور ہڑپہ کے دراوڑ	84
(۴۲)	دراوڑ قوم شرک کی وجہ سے تباہ ہوئی	86

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴۳)	آرین کون تھے؟	87
(۴۴)	جناب ہنداور زردشت	90
(۴۵)	دھرم کے نام پر ادھرم مت قبول کیجئے	92
(۴۶)	ہندو اپنا دھرم تبدیل کرلیں — ہندو عالم کا مشورہ	94

باب (۲)
رام کی رامائن

(۴۷)	ایودھیا اور رام کا باپ دسرتھ	100
(۴۸)	آشرم اور آستانہ	101
(۴۹)	راجہ وشوامتر	101
(۵۰)	خوبصورت بچی زمین سے نکلی	102
(۵۱)	شادی مقابلہ	103
(۵۲)	رومال اور چرنا کا بندھن	103
(۵۳)	رام چندر جی کی تخت نشینی مگر؟	104
(۵۴)	کھڑاویں کے بارے میں	107
(۵۵)	تلخ حقیقت	108
(۵۶)	جنگل کی زندگی	110
(۵۷)	راکشس دیو سے مقابلہ	110
(۵۸)	رشیوں کی ریاضتیں رام کے نام	111
(۵۹)	سورپ نکھا اور کھر سے رام کا مقابلہ	113
(۶۰)	سیتا کو راون لے اڑا	115
(۶۱)	سیتا کے حصول کا پتہ راکشس نے بتلایا	116
(۶۲)	بندر فوج کی معاونت مگر مشروط	117
(۶۳)	بندروں کی فوج اور ہنومان کا کردار	118

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۶۴)	ہنومان اور امرتی یا ماروتی کی مٹھائی	120
(۶۵)	آخری جنگ اور راون کا قتل	121
(۶۶)	رام اور سیتا کی ملاقات	121
(۶۷)	جدائی اور اختتام	122
(۶۸)	انجام کار	123

باب سوم

مہابھارت اور گیتا

(۶۹)	کورو اور پانڈو	129
(۷۰)	دشمنی کا آغاز	130
(۷۱)	کشو کچ کی پیدائش	131
(۷۲)	درو پدی کی شادی پانچ بھائیوں کے ساتھ	132
(۷۳)	ہندو مت میں شادی کی رسومات	134
(۷۴)	ہندو دھرم میں شادی کے نو طریقے	136
(۷۵)	براہم	136
(۷۶)	دیو	137
(۷۷)	ارشا	137
(۷۸)	پرجاپتی	137
(۷۹)	اسر	137
(۸۰)	گندھرب	137
(۸۱)	راکشس	137
(۸۲)	پشاچ	137
(۸۳)	سوئمبر	137
(۸۴)	پانڈوؤں کو ملک مل گیا	138

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۸۵)	جواری ہال کمرے میں	139
(۸۶)	دروپدی بھی جوے کی نذر	140
(۸۷)	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں اک دھری بات	141
(۸۸)	جوے کے کھیل کا دوسرا ادھری منظر	142
(۸۹)	جنگل کے بارہ سال	144
(۹۰)	تیرھواں اور آخری سال	145
(۹۱)	پانڈو آدھے بادشاہ بن گئے	146
(۹۲)	ارجن اور دریودھن کرشن کے پاس	148
(۹۳)	جنگ کا آغاز	149
(۹۴)	بے مقصد فتح	150
(۹۵)	آخری بات	151
(۹۶)	کرشن اور بھگوگیتا	151
(۹۷)	جوان برہنہ گوپیوں کا نظارہ	155
(۹۸)	رادھا اور رکمنی سے کرشن کا عشق	156

باب چہارم

دیومالائی دیویاں اور دیوتا

(۹۹)	کروڑوں دیوتا	161
(۱۰۰)	بیٹی سرسوتی سے شادی اور جھوٹ بولنے والا برہما دیوتا	162
(۱۰۱)	دوسرا بڑا دیوتا "وشنو" یا "نارائن"	164
(۱۰۲)	"وشنو" کی بیوی لکشمی یا سری دیوی	165
(۱۰۳)	شو جی کا لنگاجی اور سانپ دیوتا (اننت ناگ)	167
(۱۰۴)	گائے ملیچھ بھی اور پوتر بھی — کیسے؟	168
(۱۰۵)	لنگاجی کی مزید باتیں	169

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۶) ملنگ کا مطلب 171
(۱۰۷) ننگا کی شریان میں لوہے کا کیل 171
(۱۰۸) شوجی کے ہتھیار "ترشول" کا مطلب 172
(۱۰۹) شوجی کی بیوی "کالی دیوی" 172
(۱۱۰) گیارہ کنواری لڑکیاں قربان 174
(۱۱۱) کلکتہ کے قریب چالیس بھگتوں نے ایک ایک بچہ قربان کیا 175
(۱۱۲) شوجی کی دوسری بیوی پاروتی — گوری کیسے بنی؟ 178
(۱۱۳) شوجی اور پاروتی کا بیٹا گنیش جی 179
(۱۱۴) چوہے پر سے گر کر گنیش کا پیٹ پھٹ گیا 181
(۱۱۵) گنیش جی پنجتن میں سے ایک 182
(۱۱۶) شوجی اور پاروتی کا دوسرا بیٹا عورتوں کا شوقین (کرتی کیا) 183
(۱۱۷) جالندھر دیوتا اور سارا گاؤں کھا جانے والا دیوتا "گرودا" 185
(۱۱۸) کائنات کا دیوتا — جگن ناتھ 186
(۱۱۹) پرتھوی اور "را" 187
(۱۲۰) ہاتھی کیسے وجود میں آیا؟ 188
(۱۲۱) سمندروں کا دیوتا "ورونا" 189
(۱۲۲) عشق اور شادی کی محفلوں میں آنے والے دیوتا 189
(۱۲۳) ناز نخرے والی "اوشا" دیوی 189
(۱۲۴) اندرا — دیوی یا دیوتا 190
(۱۲۵) ہواؤں کا دیوتا — وا 191
(۱۲۶) سید علی ہجویری کے دربار پر جیب تراش 192
(۱۲۷) نگینہ کون تھی؟ 193
(۱۲۸) حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا مرض 194
(۱۲۹) دربار — جہاں عورتوں کی بولی لگتی ہے 195
(۱۳۰) داتا دربار کے نعت گو کی اصل حقیقت 196

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۳۱) نعت خوانی کا کرشمہ جمعرات کو — 197
(۱۳۲) دودیوتا ــــ سوما اور بدھ — 199
(۱۳۳) ستارے اور سیارے بزرگوں کی نورانی ارواح؟ — 202
(۱۳۴) ستاروں اور سیاروں کے بارے میں اسلام کا نظریہ — 205
(۱۳۵) مقدس پودے تلسی کی پوجا — 207

باب

تہوار اور روایات

(۱۳۶) سب سے بڑا "کمبھ میلہ" — 211
(۱۳۷) الہ آباد — 212
(۱۳۸) ہردوار — 212
(۱۳۹) ناسک — 213
(۱۴۰) اجین — 214
(۱۴۱) نورتری اور دسہرا — 214
(۱۴۲) شورتری اور گیارہ مقدس کھانے — 215
(۱۴۳) کشمیر میں "امرناتھ" یاترا — 219
(۱۴۴) امرناتھ کو جانے والا راستہ — 220
(۱۴۵) لکشمی کا تہوار: دیوالی — 222
(۱۴۶) بسنت یا بہار کا تہوار: ہولی — 224
(۱۴۷) چتھورتی — 225
(۱۴۸) کرشن کا میلہ "گوکولستھانی" — 227
(۱۴۹) گوکولم کا منظر — 228
(۱۵۰) ڈوارکا میں میلہ — 230
(۱۵۱) کرشن کی مذہبی گدی "سومناتھ" — 231

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۵۲)	بھارت مندر میں دھرتی ماتا کی پوجا	232
(۱۵۳)	مہادیوی کے نام پر ممبئی	235
(۱۵۴)	ستی دیوی	235
(۱۵۵)	دیوتاؤں کا تحفہ "ڈانس"	236
(۱۵۶)	ہندو اور ہندوؤں کے فرقے	236
(۱۵۷)	سات مقدس شہر	237
(۱۵۸)	ورانسی	237
(۱۵۹)	ایودھیا	238
(۱۶۰)	کانچی پورم	238
(۱۶۱)	سات مقدس دریا	240
(۱۶۲)	مقدس پھول	240
(۱۶۳)	پوجا کے خاص اوقات	240
(۱۶۴)	ہندومت کی تین اہم بنیادیں	240
(۱۶۵)	رشی کون ہوتا ہے؟	241
(۱۶۶)	ہندوؤں کی چار بڑی گدیاں	241
(۱۶۷)	چار ذاتیں	242
(۱۶۸)	زندگی کے چار مرحلے	242
(۱۶۹)	برہم چاریہ	243
(۱۷۰)	گرہستھ	244
(۱۷۱)	بان پرست	244
(۱۷۲)	سنیاس	244
(۱۷۳)	تلک (قشقہ) اور راکھی	244
(۱۷۴)	جھوٹے لعل، سوم اور چلم	245
(۱۷۵)	کوتلیہ چانکیہ اور ارتھ شاستر	251

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چانکیہ کی ارتھ شاستر اور موجودہ بھارت

(۱۷۶)	ملک سے سرمایہ لے جانے والے تاجر کا قتل	252
(۱۷۷)	مزدور عورت کا انگوٹھا کاٹ دیا جائے	253
(۱۷۸)	نوچندی پر گھوڑوں اور ہاتھیوں کی "آرتی"	253
(۱۷۹)	بدکرداری جائز	253
(۱۸۰)	عورت وراثت کی حقدار نہیں	254
(۱۸۱)	ماؤں کی ذاتوں کی بنیاد پر بیٹوں کے حصے	254
(۱۸۲)	دو باپوں کی جائیداد کا وارث	254
(۱۸۳)	برہمن بچے کی فروخت ناجائز: شودر کی جائز	255
(۱۸۴)	ذاتوں کے اعتبار سے سزا	255
(۱۸۵)	برہمن کو تھپڑ یا ٹانگ مارنے کی سزا	255
(۱۸۶)	آگ کی عبادت	255
(۱۸۷)	دریا کی عبادت	255
(۱۸۸)	چوہے کی عبادت	255
(۱۸۹)	شیاطین سے بچاؤ کے لئے	256
(۱۹۰)	جنات کے بارے میں قرآن کا بیان	256
(۱۹۱)	دونوں آنکھیں نکال دی جائیں	258
(۱۹۲)	زبان کاٹ دینی چاہیے	258
(۱۹۳)	سزاؤں میں امتیاز	258
(۱۹۴)	خفیہ چالوں سے دشمنوں کو مروانا	258
(۱۹۵)	خزانہ بھرنے کے طریقے اور چالیں	259
(۱۹۶)	حکمران کو شعبدہ بازیوں کے مشورے	260
(۱۹۷)	غور کا مقام	261

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۹۸) مسلمانوں کا رویہ (اوم پرکاش کی تحقیق) 262

(۱۹۹) تقسیم سے قبل مسلم کش فسادات 264

(۲۰۰) برصغیر کی تقسیم کے وقت فسادات 264

(۲۰۱) ایمان سینے میں چھپائے اس سکھ سے پانچ بیٹیاں.... 265

(۲۰۲) لڑکیاں زیادہ — ذبح کرنے والا ایک 267

(۲۰۳) مجھے مریم نہیں بھولتی 268

(۲۰۴) تقسیم کے بعد کیا بیت رہی ہے 268

(۲۰۵) بمبئی کے لرزہ خیز مسلم کش فسادات 268

(۲۰۶) شری کرشنا رپورٹ 269

(۲۰۷) مسلمان ہونے والی ریشماں نے خاوند کس طرح بچایا؟ 274

(۲۰۸) آسام میں نیلی کے اٹھارہ سو مسلمان قتل (پتواری رپورٹ) 275

(۲۰۹) داغدار تاریخ 276

(۲۱۰) قاتلوں کو انعام 277

(۲۱۱) قاتل چھوٹ بھی گئے 277

(۲۱۲) پارکھ کمیشن کی رپورٹ 277

(۲۱۳) عیسائی پادری اور اس کے دو بچے زندہ جلا دیے گئے 278

(۲۱۴) عیسائی نرسوں کی عزتیں تار تار 281

(۲۱۵) شودروں اور دلتوں پر مظالم 282

(۲۱۶) سکھوں پر مظالم اور عالمی دہشت گردی 285

(۲۱۷) کشمیر میں مظالم 286

(۲۱۸) کشمیر میں ماضی کا کردار 287

(۲۱۹) مستقبل کے ارادے 290

(۲۲۰) راشٹریہ سوائم سیوک سنگھ (RSS) کیا ہے؟ 292

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَمَّابَعْدُ!

"**ہندو کا ہمدرد**" محترم مولانا امیر حمزہ ﷾ کی کتاب ہے۔ جس کا موضوع اسلام کی حقانیت کو واضح کرنا اور غیر مسلم اقوام خاص طور پر دنیا بھر میں ایک ارب سے زائد ہندوؤں کو "ہندومت" کی قلعی کھول کر اسلام کی سچی دعوت پیش کرنا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد یہ علمائے امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ساری اقوام کو دین کی دعوت پیش کریں اور اکڑ جانے والی گردنوں کو سرنگوں کرنے کے لیے امت کو ان کے خلاف جہاد کے لیے کھڑا کریں۔

مولانا امیر حمزہ نے اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈالا ہے انہوں نے دلائل کی قوت سے جہنم کی وادی میں گرنے والے ہندوؤں کو جنت کی شاہراہ پر چلانے کی ایک بھرپور سعی کی ہے انداز تحریر نہایت موثر ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین!

مذکورہ کتاب ادارہ "دار الاندلس" کی طرف سے اس دعا کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ اسے بھولے بھٹکے ہندوؤں کے لیے مشعل راہ بنا دے اور امت مسلمہ کو بھی ہندوانہ رسوم و رواج پہچان کر ترک کرنے کی توفیق بخشے اور کتاب وسنت کا شیدا بنا دے۔

آمین!

محمد سیف اللہ خالد

مدیر "دارالاندلس"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دردِ دل

اکیسویں صدی کا سورج طلوع ہوتے ہی ہندوستان کی آبادی ایک ارب ہو گئی ـــــ اس ایک ارب میں ۷۰ کروڑ انسان ہندومت کے ماننے والے ہیں ـــــ مزید براں! نیپال ہندو اکثریت کا ملک ہے۔ بنگلہ دیش میں بڑی تعداد میں ہندو آباد ہیں۔ پاکستان کے صوبہ سندھ کے علاقے تھر میں یہ اکثریت میں ہیں۔ سری لنکا میں تامل علیحدگی پسند ہندو ہیں۔ بحر ہند کے جزیرہ ماریشس (Mauritius) میں ہندو اکثریت میں ہیں۔ رام گولام جو یہاں کا حکمران تھا۔ اب بھی اسی کی اولاد حکمرانی کرتی چلی آ رہی ہے۔ یہ تو تھی جنوبی ایشیا کی صورت حال جبکہ ایشیا کے مشرق بعید میں انڈونیشیا کے مسلم اکثریتی ملک میں ایک جزیرہ کہ جس کا نام "بالی" ہے وہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ مشرق بعید کا انتہائی اور آخری ملک جس کا نام "فجی" ہے وہاں ہندو اس قدر اکثریت میں ہیں کہ ہندوستان کا رہنے والا ہندو "مہندر راچوبدری" اس ملک کا وزیر اعظم بن گیا جسے بعد میں نسلی تعصب کی وجہ سے اس عہدے سے ہٹا دیا گیا ـــــ یوں ایشیا میں ہندومت ماننے والے لوگوں کی تعداد ستر کروڑ سے بہت بڑھ جاتی ہے۔

اسی طرح جنوبی افریقہ میں بڑی تعداد میں ہندو موجود ہیں۔ خلیج عرب کے ممالک میں ہندو کافی تعداد میں ہیں ـــــ اور اسی طرح ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں ہندومت ماننے والوں کی تعداد ایک ارب کے قریب ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے ایک ارب انسانوں کو اسلام کی دعوت پہنچانے کا فریضہ کس قدر ادا کیا گیا ہے؟ یقیناً کام ہوا ہے اور ہو بھی رہا ہو گا ـــــ مگر میں اپنے مولا کریم کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ رب کریم کے پسندیدہ دین "اسلام" کی دعوت کو دنیا بھر میں پھیلانے کا عزم کیے ہوئے پبلشنگ کے عظیم ادارے "**دارالاندلس**" کہ جس کی بنیاد راقم نے ۱۲ سال قبل رکھی۔ اس کے تحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شائع ہونے والی بہت ساری دینی کتب میں سے ہندوؤں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے چار کتابوں کا سیٹ پیش کیا گیا ہے ـــــ دو کتابیں "محمدؐ ہندو کتابوں میں" اور "ہندو دھرم" منظر عام پہ آچکیں اور کئی ہندو انہیں پڑھ کر اسلام قبول کر چکے ـــــ موجودہ کتاب "ہندو کا ہمدرد" ـــــ سب سے جامع، دلچسپ، حیرت انگیز اور دعوتی کتاب ہے۔ اس کتاب سے ہندو تو ان شاء اللہ بڑی تعداد میں اسلام قبول کریں گے ہی۔ مسلمانوں کو بھی اس سے متعدد فوائد ملیں گے۔

(۱) وہ مسلمان جو ہندوؤں کو اسلام کی دعوت دینا چاہتے ہیں انہیں ہندو مذہب سے آگاہی ہو جائے گی اور آگاہ ہو کر وہ بہتر طریقے سے دعوت کا کام کر سکیں گے۔

(۲) مسلمان حکمرانوں کو ان سے معاملہ کرتے ہوئے آسانی رہے گی۔ اس لئے کہ وہ ان کے دھرم اور نفسیات کو جانتے ہوں گے۔

(۳) برصغیر کے عام مسلمان کہ جو ابھی تک ہندوؤں کی بعض رسومات کو بے سمجھی میں کچھ تبدیلی کے ساتھ اپنی مذہبی رسوم بنائے ہوئے ہیں ـــــ اور اسی طرح ان کی معاشرتی رسوم کو اپنائے ہوئے ہیں انہیں آگاہی ہو جائے گی کہ کیا کچھ ہندوؤں اور ان کے دھرم سے آیا ہے۔

اسی طرح راقم کی ایک چوتھی کتاب "رجنیش اور روحانیت" بھی آخری مرحلے میں ہے ـــــ تو یوں یہ چار کتب کا ایسا دعوتی سیٹ ہے جسے پیش کر کے ہندوؤں کو اسلام کی دعوت دی جا سکتی ہے۔

جی ہاں! پاکستان کے چودہ کروڑ مسلمان، بنگلہ دیش کے اٹھارہ کروڑ مسلمان اور ہندوستان کے بیس کروڑ مسلمان ـــــ جن کی مجموعی تعداد ۵۲ کروڑ بنتی ہے ـــــ اور اگر نیپال، سری لنکا اور جزائر مالدیپ وغیرہ کے مسلمانوں کو شامل کیا جائے تو تعداد ۶۰ کروڑ تک جا پہنچتی ہے ـــــ یہ ساٹھ کروڑ مسلمان ـــــ آخر ہندوؤں سے ہی مسلمان ہوئے ہیں ـــــ سوائے چند لاکھ کے جو عرب سے یہاں آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے ـــــ ان میں کچھ تعداد جہاد کی برکتوں سے مسلمان ہوئی اور کچھ تعداد خاص طور پر جنوبی ہند کے علاقوں کے مسلمان ـــــ عرب تجار اور علماء کی دعوت سے مسلمان ہوئے ـــــ یہ کام ہوتے رہیں گے تو ان شاء اللہ سارا ہند اسلام اور مسلمانوں کا مرکز بن جائے گا۔ "ہندو کا ہمدرد" کی صورت میں راقم کی یہ کوشش اسی دعوتی سلسلہ کی کڑی ہے۔ صحیح بخاری میں مذکور اللہ کے نبیؐ کی وہ حدیث مجھے کبھی نہیں بھولتی جس کے مطابق آپؐ نے حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی رضی اللہ عنہ کو خیبر کے معرکے میں بھیجتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ اگر تیرے ہاتھوں سے ایک شخص بھی مسلمان ہو گیا تو یہ تیرے لئے کئی سرخ اونٹوں سے بہتر ہو گا ـــ جی ہاں! اللہ کے نبی ﷺ کو اللہ نے "داعیاً الی اللّٰہ" یعنی اپنی توحید کا داعی بنا کر بھیجا تھا۔ یہ دعوت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جہاد کا مقصد بھی بجائے خود کچھ نہیں اگر اس کا مقصد دعوت نہیں۔ بھائیو! آپ یہ دعوت "ہندو کا ہمدرد" کی شکل میں کسی ہندو کو پہنچا کر اپنا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ کے ہاں جنت میں اڑنے والے اونٹوں کی سواری کر سکتے ہیں ـــ جی ہاں! کسی ہندو کو جہنم کی لپٹوں سے بچا کر جنت کی بہاروں میں لا کر۔ اس کے ہمدرد بن سکتے ہیں ـــ قرآن کے الفاظ میں:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ○

(الکہف:٦)

(میرے رسول ﷺ) آپ تو شاید ان کافروں کے پیچھے اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالیں گے اس درد سے کہ یہ لوگ اس قرآن پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

آخر میں ـــ ہندو دوستوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ ہم آپ کے خیر خواہ اور آپ کی ہدایت کا درد رکھنے والے ہیں ـــ اس کتاب میں یہ درد آپ کو جا بجا نظر آئے گا ـــ مگر دلائل کے ساتھ، براہین کے ساتھ، بالکل فطری اور عقلی رموز کے ساتھ ـــ اسے پڑھتے جائیے غور کرتے جائیے۔ اللہ آپ کو سچے دھرم کی توفیق دے ـــ تو اسلام قبول کر کے اپنے ہمدرد بھائی امیر حمزہ کو بھی دعاؤں میں یاد کر لیجئے۔

انسانیت کا ہمدرد اور خیر خواہ

امیر حمزہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

اللہ کی عبادت: اوم کی اپاسنا
رسولؐ کی اطاعت: کلکی کو ماننا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سچے دھرم کی پہچان

مذہب (Religion) کے لئے ہندوؤں کے ہاں لفظ "دھرم" بولا جاتا ہے۔ ہندوؤں کا "دھرم" "ہندومت" ہے اور جو تعلیمات ہندو دھرم کے خلاف ہوں انہیں وہ "ادھرم" کہتے ہیں۔ یعنی لادینیت اور بے دینی۔ معروف ہندو عالم سوامی دیانند سرسوتی اپنی مقدس کتاب کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"جس پر عمل کرنے سے حشمت و اقبال یعنی حسب دلخواہ دنیوی سکھ حاصل ہوتا ہے اور جس سے اعلیٰ مقصد انسانی موکش یعنی نجات کا سکھ بھی ملتا ہے اس کو دھرم جاننا چاہئے" (ویشیشک:۱-۱-۲)

اس کے بعد سوامی جی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

پس جو اس سے خلاف ہو اسے "ادھرم" جاننا چاہئے۔ (رگ وید صـ۷۵)

قارئین کرام! ثابت یہ ہوا کہ ایسی تعلیمات کہ جن پر عمل کر کے دنیا کا سکون ملے اور راحت و سکون کے ساتھ حشمت و اقبال بھی ملے اور مرنے کے بعد بھی موکش یعنی تکالیف اور مصائب سے نجات مل کر راحت و چین مل جائے تو ایسی تعلیمات کا حامل دھرم "سچا دھرم" ہے اور جو دھرم ان دونوں اصولوں پر پورا نہ اتر سکے وہ ادھرم یعنی بے دینی ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔

اے ہندو دوستو! آیئے، اب ہم دھرم کو تلاش کرتے ہیں، سچ کو ڈھونڈنے نکلتے ہیں، حقیقت کو پانے کی کوشش کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوم، بھگوان اور دیوتا

ہندوؤں میں بے شمار دیوتا ہیں جن کے بتوں اور مورتیوں کی پوجا کی جاتی ہے مگر ایک ایسی ذات بھی ہے کہ جس کی نہ کوئی مورتی ہے، نہ بت ہے اور نہ کوئی تصویر ہے۔ اس ذات کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے:

(۱) بھگوان

(۲) ایشور

(۳) پرمیشور

(۴) مہا آتما

(۵) برہم

(۶) اوم

یہ تو ہوتا ہے کہ ہندو لوگ اپنے کسی دیوتا کو کہ جس کا اپنا نام موجود ہے اسے بھگوان کہہ دیں یا ایشور کہہ دیں۔ ان معنوں میں کہ یہ دیوتا —— بھگوان یا ایشور کا اوتار ہے۔ پرمیشور کا مظہر ہے۔ مگر ہندوؤں کے ہاں بھگوان ایک ہی ہے جس کی کوئی تصویر نہیں، کوئی بت نہیں اور کوئی مورتی نہیں۔

یاد رہے! بھگوان کا لفظ سنسکرت کے مصدر "بھج" سے نکلا ہے۔ اس کے معنی بھجن یعنی اطاعت و عبادت کرنے کے لائق ہستی کے ہیں کہ جس کے بھجن یعنی حمد و ثناء کے گیت گائے جائیں۔

اسی طرح ایشور سے پرمیشور کا لفظ فضیلت میں زیادہ ہے یعنی کائنات کا بندوبست چلانے والا اور بہت ہی زبردست طریقے سے نظام چلانے والا اور رکھوالی کرنے والا۔

مہا آتما کا مطلب ہے سب روحوں سے بڑی روح کہ جس میں بالآخر ساری روحیں مل جائیں گی۔ دوسرے لفظوں میں "واصل بحق" ہو جائیں گی لہٰذا ہندو اپنے بھگوان کو "مہا آتما" بھی کہتے ہیں۔

"برہم" بھی ہندوؤں کا خالق و مالک ہے۔ اس کی بھی کوئی تصویر اور بت نہیں۔ ایک اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھٹا نام جس کی کوئی تصویر اور بت نہیں اور وہ نام ان پانچ ناموں سے بھی بڑا اور انتہائی مقدس ہے وہ "اوم" ہے۔ سوامی صاحب اپنی کتاب میں اس کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

"جس برہم بھگوان کے وصال کی خواہش لئے ہوئے عالم اس کا تصور اور اپدیش (وعظ) کرتے ہیں۔ جو اس قسم کا پد (حاصل کرنے کے لائق پرمیشور) ہے۔ اس کو میں تجھے اختصار کے ساتھ بتاتا ہوں کہ وہ "اوم" ہے۔ (کٹھ اپنشد- دلی ۲ منتر ۱۵)

ایک دوسری مقدس کتاب میں "اوم" کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

"جس کا نام "اوم" ہے وہ لازوال ہے اس کو کبھی فنا نہیں"

(مانڈو کیہ اپنشد منتر ۱)

برطانیہ کے پروفیسر جان بوکر (JOHN BOWKER) جو کہ آج کل امریکہ میں پینسلوانیا کی یونیورسٹی میں مذہبی تحقیق کے پروفیسر ہیں، نے اپنی کتاب (RELIGIONS WORLD) میں اوم کے بارے میں اپنی تحقیق کو اس طرح بیان کیا ہے:

> The conch represents "OM" The first sound of creation, and also the begining of matter, as sound and matter are considered to be synonymous. Worshippers intone "OM" as a means of trying to attain oneness with a deity.

گھونگا "اوم" کی علامت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ تخلیق کی پہلی آواز ہے اور مادہ کا آغاز بھی اسی آواز سے ہوا۔ آواز اور مادہ کو مترادف یا ہم معنی ہی خیال کیا جاتا ہے۔ عبادت گزار "اوم" کو ان معنوں میں پکارتے ہیں کہ وہ کسی معبود کی عبادت کے ساتھ ساتھ توحید کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔

قارئین کرام! بات واضح ہے کہ ہندو پجاری جب اپنے کسی بھی دیوتا کرشن یا رام وغیرہ کی مورتی کی پوجا کرتے ہیں تو حقیقت میں وہ اپنے اصلی خالق و مالک "اوم" کی عبادت کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ بتوں کے آگے سجدہ ریز ہو کر دراصل توحید کے حصول کے لئے کوشاں ہوتے ہیں۔ بظاہر وہ "شوجی" کی مورتی کی پوجا کر رہے ہوتے ہیں لیکن اصل میں اس پوجا کے اندر خواہش ایک بھگوان کی بھگتی اور عبادت ہی کی ہوتی ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا اس سے یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے؟ کیا اس سے ایک بھگوان کہ جس کا اعلیٰ ترین نام "اوم" ہے۔ اس کی توحید اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی پوجا کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ بہرحال! مقصد حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ بحث ذرا بعد میں پہلے ہم یہ دیکھ لیں کہ وہ ایک بھگوان یا "اوم" کن خصوصیات کا حامل ہے۔ آیئے! پہلے یہ دیکھ لیں۔ پھر فیصلہ کرتے ہیں۔

ویدوں کے چار زمانے اور قرآنی حقائق

ہندوؤں کے ہاں زمانے کو چار ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے جو اس طرح ہیں:

(۱) کرتا ٹیگ (عہد) — کا زمانہ چار ہزار سال

(۲) تریتا ٹیگ — تین ہزار سال

(۳) دواپر ٹیگ — دو ہزار سال (موجودہ دور دواپر دور ہے)

(۴) تشیا (کالی) ٹیگ — کوئی پیمانہ مقرر نہیں

(بھشم پرون بحوالہ ہندو صنمیات ص ۴۵)

"کرتا ٹیگ" یعنی یہ زمانہ ایسا اچھا زمانہ تھا کہ ہندوؤں کے ہاں یہ سب سے اچھا اور نیک دور تھا۔ آئیڈیل اور مثالی دور تھا ایسا مثالی دور کہ جس کی ہر ہندو خواہش رکھتا ہے۔ اس دور کی یہ خصوصیت تھی کہ

> "سب لوگ ایک ہی الوہیت کی پرستش کرتے تھے۔ ایک ہی منتر پڑھتے تھے۔ ایک ہی قانون کے پابند تھے اور ایک ہی رسم و رواج پر قائم تھے۔ ان سب کے پاس صرف ایک وید تھا۔ (ہندو صنمیات ص ۵۶)

قارئین کرام! ہندوؤں کے اس عہد زریں کی مزید تفصیلی جھلک ملاحظہ فرمایئے:

> "یہ وہ عہد ہے جسے عہد صداقت و نیکوکاری کہہ سکتے ہیں۔ اس عہد میں نیکی ابدی اور لازوال تھی۔ اس نہایت اعلیٰ یگ میں جو کچھ کیا جانا تھا وہ کر لیا گیا تھا (کرتا کا یہی مطلب ہے کہ سب کچھ کر لیا گیا) اور مزید کرنے کو کچھ باقی نہ تھا فرائض کی ادائیگی میں کہیں کوئی کوتاہی نہ ہوتی تھی اور نہ ہی لوگ انکار کے عادی تھے تاہم بعد میں وقت کے اثرات سے یہ جگ (زمانہ) بھی کمتر مقام پر گر گیا۔ اس عہد میں کوئی دیوتا نہیں تھے، دانو نہیں تھے، گندھرو، یاکشس، راکشس اور پناگ (یعنی شیاطین اور

www.KitaboSunnat.com

بدکار لوگ وغیرہ) بھی نہیں تھے۔ کوئی خرید و فروخت کا نظام رائج نہ تھا۔ آدمیوں کو کوئی مشقت نہ کرنا پڑتی تھی۔ زمین کا پھل محض چاہنے سے مل جاتا تھا۔ نیکی اور صداقت کا دور دورہ تھا۔ دنیا سے رغبت کا رجحان نہ تھا۔ کوئی بیماری نہ تھی اور نہ ہی بڑھاپے کی وجہ سے اعضائے جسمانی میں کوئی اضمحلال یا طاقت کی کمی آتی تھی اور نہ حواس بگڑتے تھے۔ کوئی بغض اور کینہ نہ تھا۔ کوئی رونا دھونا، فخر و تکبر، دھوکہ بازی، جھگڑا، فساد، نفرت، ظلم، خوف، دکھ درد اور مصیبت نہیں تھی اور نہ کہیں رشک و حسد تھا۔ اسی وجہ سے بزرگ و بالا برہم (معبود حقیقی) اس یگ میں رہنے والے لوگوں کا ماوریٰ سہارا اور آسرا تھا۔ اس وقت نارائن، تمام چیزوں کی روح، سفید تھا۔ اس عہد میں جو مخلوقات ذی روح پیدا ہوئیں وہ فرائض کی پابند تھیں۔ ایمان و اعتقاد کے مدارج میں، تعمیل احکام میں اور علم میں سب لوگ برابر تھے۔

(ہندو تہذیب ص ۵۵)

قارئین کرام! اس دور کی خصوصیات ملاحظہ کیجئے۔ صاف نظر آتا ہے کہ اس دور کے لوگ موحد تھے، توحید والے تھے، دیوتاؤں کا نام و نشان نہ تھا، ان کی پوجا نہ تھی، عبادت تھی تو صرف ایک "الہ واحد" رب العالمین کی تھی۔ جی ہاں! وید جو ایک تھا وہ اس عہد زریں کے بعد چار ویدوں میں تقسیم ہو گیا مگر اس کے باوجود اللہ کی توحید اور وحدانیت کی جھلکیاں ان ویدوں سے آج بھی جھلک رہی ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے:

> وہ سب کا پیدا کرنے والا ہے اور خود کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ وہ خود اپنی قدرت سے قائم (قائم بالذات) ہے۔ ان صفات سے موصوف ہستی مطلق، عین علم اور عین راحت پرماتما، ہر کلپ (خدائی دن جو دنیا کے لاکھوں سالوں کے برابر ہوتا ہے) کے شروع میں ہمیشہ اپنی قدیم و ابدی مخلوقات کے لئے ویدوں کے صحیح و صادق الہام کے ذریعہ علم کو ظاہر کرتا ہے یعنی وہ بھگوان (پرمیشور) ہر مرتبہ جب از سر نو پیدائش عالم ہوتی ہے۔ تب مخلوقات کی بہبودی کے لئے دنیا کے شروع ہی میں تمام علوم سے معمور ویدوں کا اپدیش (الہام) کرتا ہے۔ (یجروید۔ ادھیائے ۴ منتر ۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم قارئین! "یجروید" میں آپ نے بھگوان کی صفات ملاحظہ کیں۔ آئیے! ان صفات کی خوشبو کا ایک رنگ قرآن میں بھی ملاحظہ فرمالیں:

پہلا رنگ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ط وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ط بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (لقمٰن:۱۰-۱۱)

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا (جیسا) تم انہیں دیکھتے ہو اور زمین میں سلسلہ ہائے کوہ رکھ دیے۔ تاکہ وہ تمہیں لے کر ہچکولے نہ کھائے اور اس میں ہر طرح کے جاندار پھیلا دیے۔ نیز ہم نے آسمان سے پانی برسایا جس سے ہم نے زمین پر ہر قسم کی عمدہ اجناس اگا دیں۔ یہ تو ہے اللہ کی مخلوق، اب مجھے دکھلاؤ کہ اللہ کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا کچھ تخلیق کیا ہے؟ (کچھ نہیں) بلکہ یہ ظالم صریح گمراہی میں پڑے ہیں۔

دوسرا رنگ

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ○ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ (الاخلاص)

ترجمہ: اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ نہ پیدا کیا گیا۔

تیسرا رنگ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط (البقرۃ:۲۵۵)

اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ از خود زندہ اور قائم بالذات، سب کو قائم رکھنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔

چوتھا رنگ

یجروید، بھگوان کو عین علم قرار دیتی ہے۔ قرآن میں اس علم کا رنگ اس طرح ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ (البقرہ:۲۵۴)

جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو اوجھل ہے اسے بھی جانتا ہے۔ یہ (کوئی) اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ چاہے۔

پانچواں رنگ

یجروید، پرماتما کو "عین راحت" قرار دے رہی ہے۔ اس راحت کا رنگ جو قرآن نے ظاہر کیا ہے وہ اس طرح ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (الرعد:۲۸)

ایمان لانے والوں کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھو! دل اللہ کے ذکر سے ہی مطمئن ہوتے ہیں۔

چھٹا رنگ

یجروید، کلپ کو بھگوان کا دن قرار دیتی ہے۔ "کلپ" کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ہندوؤں کے چار ادوار کا ذکر کیا اور وہ ہیں (۱) کرتا یا ست یگ (۲) تریتا (۳) دواپر (۴) کالی یا کل یگ۔ یہ جو چار ادوار ہیں ان کو ہندوؤں کے ہاں ایک "مہا یگ" یعنی بہت بڑا دور یا زمانہ کہا جاتا ہے۔ ایسے ایک ہزار "مہا یگ" ہوں اور اتنی ہی راتیں ہوں تو وہ بھگوان کا ایک دن بنتا ہے۔ اس دن کو "کلپ" کہا جاتا ہے۔

قرآن میں بھی ایسے ایک بڑے دن کا ذکر موجود ہے مگر اس دن کا ذکر اپنا منفرد رنگ لئے ہوئے ہے۔ فرمایا:

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ (السجدہ:۵)

وہی آسمان سے زمین تک کے انتظام کی تدبیر کرتا ہے پھر ایک یوم میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال ہے۔ وہی انتظام اس کی طرف اٹھ جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مقام پر فرمایا:

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝

(المعارج:۴)

فرشتے اور جبریل اس کی طرف چڑھتے ہیں ایک دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

یعنی فرشتے اور جبریل جتنے وقت میں اللہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اس وقت کا اگر دنیاوی وقت کے ساتھ اندازہ کیا جائے تو پچاس ہزار سال لگ جائیں۔

ان دونوں مقامات کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ ہی اپنی مخلوقات کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔ اب اس کی تدبیر کے مطابق نبی نے کب آنا ہے، مخلوق کو الہامی علم کب عطا فرمانا ہے؟ یہ سب اس کی مرضی ہے۔ تاہم یہ بھی معلوم ہوا کہ قوموں کے فیصلے صدیوں کی تدبیروں پر محیط ہوتے ہیں۔ اور جناب جبریل جو اللہ کے الہامی علم کو لے کر آتے ہیں ان کا چڑھنا اس قدر سرعت رفتار ہوتا ہے کہ ہمارے وہ پچاس ہزار سال بن جائیں۔

جی ہاں! یہ ہے قرآن کا رنگ جو بڑا نکھرا ہوا، واضح اور شفاف رنگ ہے۔ یہ رنگ موجودہ دور میں زیادہ سمجھ آنے والا ہے کہ سائنسدان جو چاند پر انسانی قدم کے ساتھ اور مریخ پر خلائی شٹل کے ساتھ کمندیں ڈال چکے ہیں انہوں نے کائنات کے طویل ترین فاصلوں کو ماپنے کے لئے نوری سال ایجاد کئے ہیں۔ نوری سال کے پیمانے روشنی کی رفتار کے حساب سے بنائے گئے ہیں۔ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ یعنی روشنی ایک سیکنڈ میں مذکورہ فاصلہ طے کر جاتی ہے۔ اس حساب سے اندازہ لگائیے کہ ایک نوری سال میں کتنا فاصلہ طے ہو جائے گا۔ تو سمجھ یہی آتی ہے کہ قرآن کا جو انداز ہے وہ بالکل فطری، سائنسی اور قابل فہم ہے۔ ویدوں کا انداز بھی ایسا ہی دکھائی دیتا ہے مگر بعد میں آنے والے ہندوؤں نے اس کا کچھ سے کچھ بنا دیا۔ انہوں نے زمانے کو چار ادوار میں تقسیم کر کے پہلے دور کی مدت سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال متعین کر دی اور دعویٰ کر دیا کہ اس دور میں انسانوں کی طبعی عمر ایک لاکھ سال ہوا کرتی تھی۔ تریتا یگ کی مدت کا تعین انہوں نے بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سال کیا اور کہا کہ اس دور میں انسانوں کی طبعی عمر دس ہزار سال تھی۔ تیسرے یعنی دواپر دور کی مدت کا تعین انہوں نے آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال کیا اور کہا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دور میں انسان کی طبعی عمر ایک ہزار سال ہوتی ہے۔ چوتھے دور کی مدت کا تعین چار لاکھ بتیس ہزار سال کیا اور کہا کہ اس دور میں انسان کی طبعی عمر یک سو سال ہوتی ہے۔ اس وقت یہی آخری دور گزر رہا ہے۔ اس دور کے خاتمے پر ہندو کہتے ہیں کہ پھر پہلا دور شروع ہو جائے گا جسے ست یگ کہا جاتا ہے۔ اب تک بے شمار ست یگ پیدا ہو چکے ہیں۔ ہر ست یگ میں برہم (خالق کائنات) برہما (رشی) کو بھیجتا ہے جو وید (آسمانی کتاب) لے کر ظاہر ہوتا ہے۔ ہندو کہتے ہیں برہما کی عمر سو سال ہوتی ہے۔ لیکن اس کو کالی یگ یعنی آج کے سو سالوں کے برابر نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اس دور کا ہر دن آج کے چار ہزار سالوں کے برابر ہے اور اس دور کی ہر رات بھی اتنی ہی بڑی ہوتی ہے۔

الغرض، ہندوؤں نے یہ جو ادوار اور کلپ و منونتر بنائے تو لگتا یہی ہے کہ اللہ نے تو ان کی راہنمائی کی کہ تمہارے ہاں جو فلاں تعداد میں ہزاروں سال ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کے ہاں ایک دن ہوتا ہے مگر انہوں نے اس کا کیا سے کیا بنا دیا اور ادوار کے چکروں میں پڑ کر آخرت اور قیامت کو بھول ہی گئے۔

بھگوان کی خصوصیات وصفات

قارئین کرام! بھگوان کی تعریف و توصیف اب ایک منتر میں ملاحظہ کیجئے:

ایشور جو تمام دنیا پر محیط ہے۔ بالیقین سب جگہ حاضر و ناظر اور موجود ہے کیونکہ ویاپک (محیط) اور ویاپیہ (محاط) دونوں کا تعلق اتصالی ہوتا ہے۔ وہ ایشور حلیم مطلق ہے یعنی سب کی سنتا ہے۔ اس لئے اس کو "سہہ" کہتے ہیں۔ وہ ایشور ایک ہی ہے۔ (اتھروید کانڈ ۱۳ انوواک ۴ منتر ۲۰)

اتھروید میں دی گئی بھگوان کی صفات کی جھلکیوں کا انداز قرآن میں ملاحظہ کیجئے۔ فرمایا:

پہلی جھلکی

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝ (النساء:۱۲۶)

اللہ ہر چیز کو گھیرے میں لئے ہوئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری جھلکی

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَۃٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَا اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ وَ لَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَیْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ (المجادلہ:۷)

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں مشورہ ہو تو چوتھا وہ نہ ہو یا پانچ آدمیوں میں مشورہ ہو تو ان کا چھٹا وہ نہ ہو۔ اس سے کم ہوں یا زیادہ وہ یقیناً ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ کہیں بھی ہوں۔ پھر وہ قیامت کے دن انہیں خبر بھی کر دے گا جو وہ کرتے رہے بلاشبہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

تیسری جھلکی

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ۝ (الاحزاب:۵۱)

جو تمہارے دلوں میں ہے اللہ اسے جانتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا (مگر اس کے باوجود) حوصلے والا ہے۔

اور آخری صفت بھگوان کی یکتائی کی جسے یجروید نے بیان کیا ہے۔ قرآن اس کا اس طرح اعلان کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو!

چوتھی جھلکی

قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ (الاخلاص:۱)

میرے نبی کہہ دو، اللہ ایک ہے۔

قارئین کرام! یجروید کا منتر آپ نے ملاحظہ کر لیا اور قرآن کی آیات بھی ملاحظہ کر لیں۔ اب یجروید کے مندرجہ بالا منتر کی شرح ملاحظہ کیجئے۔ سوامی دیانند جی سرسوتی رقمطراز ہیں:

کوئی دوسرا ایشور اس سے بڑا یا اس کے برابر نہیں۔ لفظ "ایک" سے تین نکات پیدا ہوتے ہیں یعنی اس ایشور کے علاوہ کوئی دوسرا سجاتیہ (ہم جنس) وجاتیہ (غیر ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنس) ایشور نہیں ہے اور نہ اس میں سوکت بھید (اندرونی تقسیم اعضاء وغیرہ) ہے۔ اس لئے دوسرے ایشور کی قطعی تردید کی گئی ہے۔ ایشور اکیلا ہی ہے اس لئے اس کو منتر میں ایک درت (واحد مطلق) کہا گیا ہے۔ وہ علیم مطلق اپنی ذات سے واحد دیکھتا ہے۔ وہ کسی کی مدد کا خواہاں نہیں ہے۔ وہ اس دنیا کو بناتا اور اسے قائم رکھتا ہے اور قادر مطلق وغیرہ اس کی صفات ہیں۔

(رگ وید، شرح سوامی ص ۶۳)

ایک رب کی عبادت اور ہندو لیڈر

ہندوؤں کے ایک مشہور و معرف لیڈر لالہ لاجپت رائے جنہوں نے ۱۹۱۴ء میں لندن میں بیسویں صدی کے ہندو معاشرے اور ویدوں کے دور کا موازنہ کرتے ہوئے ایک کتاب لکھی اس کتاب کے اختتامی باب کا آغاز وہ اس طرح کرتے ہیں:

اے مالک کائنات! میں تمہارا عابد ہوں۔ صرف تمہارا ہی ہوں۔ اے قادرِ مطلق! تمہارے سوا میرا اور کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔

(رگ وید بحوالہ آریہ سماج کی تاریخ)

اسی طرح لالہ صاحب اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۴ پر رقمطراز ہوتے ہیں:

(انگریز مصنف) شلیگال لکھتا ہے کہ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ابتدائی ہندوؤں کو حقیقی پرماتما کا علم تھا۔ ان کی تمام تحریریں اتنے ہی عظیم، واضح اور پیارے جذبات سے پُر ہیں جتنے کہ کسی بھی انسانی زبان میں خدا کے بارے میں پائے جاتے ہیں۔

ریورینڈ جے برائس اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس بات کو بہر حال ماننا پڑے گا کہ ہندو تاریخ میں ایک دور ایسا بھی تھا جب مذہبی پرستش کا واحد مقصد ایک بھگوان تھا۔

ریورینڈ وارڈ کا کہنا ہے کہ "یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندو پرماتما کی وحدت میں یقین رکھتے ہیں۔ ایک برہم جس کا کوئی ثانی نہیں ہے" یہ ہے وہ فقرہ جو بھگوان کی ذات کا ذکر کرتے ہوئے اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ایشور ہر جگہ موجود اور ہمہ بین ہے اور تمام تر دانش اور قوتیں اس کی ذات میں موجود ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسٹر چارلس کول بین لکھتے ہیں کہ عظیم تر طاقت کا مالک، لامحدود، لافانی جو کسی کی سمجھ سے بالاتر ہے اور جس کا وجود خود اس کی ذات ہے۔ جو ہر ایک کو دیکھتا ہے لیکن جسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ جس کا بیان نہیں کیا جاسکتا اور جو انسانی خیال کی حدود سے بالاتر ہے۔ وہ ہے برہم۔ واحد سچی ذات جسے کوئی نہیں جان سکتا جو اس کائنات کا خالق اور پروردگار ہے۔ اسے فنا کرنے والا ہے۔ ویدوں یا ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں پرماتما کو ان گنت دیگر صفات سے متصف کیا گیا ہے۔

کرنل کینیڈی کے خیال میں اپنے مذہبی اصولوں سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے والا ہندو بھی ایشور کی وحدت میں اعتقاد رکھتا ہے۔

مورخ بجوان سجزنا ویدوں کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حقیقی طور پر یہ عظیم خیالات ہمیں اس بات کا قائل کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ویدوں میں واحد ایشور کی ذات کو تسلیم کیا گیا ہے جو تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ لامحدود اور لافانی ہے اور جو خود اپنے آپ سے ہے اور اس کائنات کی روشنی اور مالک ہے۔

مارلیس کو یقین ہے کہ براہمن ایک ان دیکھے پرماتما کا متلاشی ہے بلکہ براہمن کی پوری زندگی اور نظم وضبط کا مقصد اپنے آپ کو باہری (بیرونی) آلائشوں سے پاک کرنا ہے تاکہ وہ روشنی کے واحد منبع یعنی ایشور کو بہتر طور پر سمجھ سکے۔

مسٹر کول برک لکھتے ہیں کہ ہندوؤں کی متبرک کتب پر مبنی قدیم ہندو مذہب واحد رب میں یقین رکھتا ہے۔ (آریہ سماج کی تاریخ صہ ۱۲۴-۱۲۵)

اور آخر میں بڑا مناسب رہے گا کہ ہم سوامی جی کا لکھا ہوا ایک اقتباس بھی قارئین کی نظر کر دیں جس میں ایشور کے علاوہ دوسروں کی پوجا کرنے والوں کو حیوان کہا گیا ہے:

> "جو وید میں بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے آریہ ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اسی ایشور کی اپاسنا (عبادت) کرتے آئے ہیں۔ اب کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ جو اسے چھوڑ کر کسی اور کو اپنا مطلوب یا معبود سمجھتا ہے وہ بالیقین آریہ نہیں۔ اس بارہ میں (مذہبی کتب سے) ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ "آتما (پرمیشور) ہی کی اپاسنا (عبادت) کرنی چاہئے اور جو یہ کہے کہ پرمیشور کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی عبادت کرنی چاہئے۔ اس کو پیار سے یہ جواب دینا چاہئے کہ تو دکھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں پڑ کر رودے گا۔ ایشور کرے کہ تو پرماتما ہی کی اپاسنا کرے کیونکہ جو اس پرماتما کو پیارا جان کر اپاسنا کرتا ہے۔ اس کا کچھ برا نہیں ہوتا نہ اسے دکھ ہوتا ہے اور جو اسے چھوڑ کر کسی دوسرے دیوتا کی اپاسنا کرتا ہے وہ کچھ نہیں جانتا۔ عالموں کے درمیان ایسا شخص بمنزلہ حیوان ہے۔ (رگ وید۔ شرح سوامی دیانند سرسوتی ص۴۶)

توحید کے ساتھ شرک کی آمیزش

ہم نے ہندوؤں کی مقدس کتب سے یہ ثابت کیا کہ ان کے قدیم ترین معاشرے کا آغاز توحید سے ہوا اور یہ کہ توحید کے منتر ان کی کتب میں آج بھی موجود ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہندو جب مورتیوں کی پوجا کر رہے ہوتے ہیں تو تلاش توحید ہی کو کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر اسی کا نام تو شرک ہے جس میں ہندو لوگوں کو مبتلا کر دیا گیا ہے اور وہ صدیوں سے اس شرک کا شکار ہیں۔ ان کی کتابوں میں بھی حتیٰ کہ ویدوں جیسی ان کی اعلیٰ ترین اور مقدس کتب میں بھی شرک کو بھر دیا گیا۔ مثال کے طور پر یجروید کا منتر ملاحظہ کیجئے:

"تمام مخلوقات کے محافظ، جملہ کائنات کے حاکم اور سب کو قائم رکھنے والے پرماتما نے تمام موجودات کو تینتیس دیوتاؤں پر منقسم کر کے قابو کر رکھا ہے۔

(یجروید ادھیائے ۱۴ منتر ۳۱)

قارئین کرام! اسی یجروید کا منتر آپ ملاحظہ کر چکے ہیں جس میں ایشور کو ساری دنیا پر محیط اور بالیقین سب جگہ حاضر و ناظر اور موجود مانا گیا ہے۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی صفات رکھنے والے ایشور کو دیوتاؤں کی کیا ضرورت ہے۔ جب وہ خود قدرت والا ہے اور سب کے مسائل حل کر سکتا ہے۔ کائنات کو بنانے والا ہے تو اس کا نظام چلانے کے لئے اسے دیوتاؤں کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر آپ کہیں کہ وہ دیوتاؤں کا محتاج ہے تو پھر ایسا محتاج ایشور، ایشور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ محتاج ایشور پر تو سارے دیوتا مل کر کوئی دباؤ ڈال کر اپنا کام بھی نکلوا سکتے ہیں اور یوں کائنات کا نظام بگڑ جائے۔ لہٰذا ایشور کو تو غیر محتاج ہونا چاہیے وگرنہ جس طرح دیوتا آپس میں لڑتے ہیں جیسا کہ ہم آگے چل کر بتائیں گے۔ ایسے ہی ایشور کی بھی ان سے لڑائی ہو جائے تو کائنات تباہ ہو جائے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ ایسے منتر جو شرک کا سبق دیتے ہیں۔ یہ مفاد پرست برہمنوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ یاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے! جو بھی رسول اور انبیاء جن کو ہندو رشی اور منی کہتے ہیں وہ اس دنیا میں آئے تو یہی پیغام لے کر آئے کہ اللہ کے ساتھ کچھ دوسری ہستیوں کو جو پکارا جاتا ہے اور یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ اللہ نے انہیں دنیا کا نظام چلانے کے لئے بعض اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ اس عقیدے کو ختم کیا جائے اور توحید کو قائم کیا جائے۔ توحید کے قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بھگوان یا ایشور کی ذات اور صفات میں جن دوسری ہستیوں، دیوتاؤں اور دیویوں وغیرہ کو شامل کیا جاتا ہے اس شمولیت کے عقیدے کو ختم کیا جائے۔ یہ شمولیت کا عقیدہ ہی شرک کہلاتا ہے۔ یہ ہے وہ عقیدہ جو بھگوان کو سب سے برا لگتا ہے اور ناراض کرتا ہے۔ اس عقیدے سے توحید کا مقصد کبھی حاصل نہیں ہو سکتا جس کو ہندو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مکہ کے وہ لوگ جن کی طرف حضرت محمد ﷺ رسول بن کر آئے۔ رشی اور منی بن کر آئے۔ ان کا مکہ کے لوگوں کے ساتھ یہی جھگڑا تھا کہ تم لوگوں نے ایک رب کے ساتھ اپنے بزرگوں لات، منات، عزیٰ اور ہبل کی مورتیاں بنا کر ان کو اللہ کی ذات اور صفات میں شامل کر دیا ہے۔ ان سے بیٹے مانگتے ہو، مشکلات کے وقت ان کو پکارتے ہو جبکہ یہ بے چارے کچھ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اپنا عقیدہ برباد نہ کرو۔ شرک مت کرو۔ توحید پر آجاؤ۔ ان کی پوجا نہ کرو۔ صرف ایک رب کی پوجا کرو۔ اس پر وہ فوراً جواب دیتے:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ (الزمر:۳)

اے محمد ﷺ! ہم ان کی عبادت نہیں کرتے صرف اتنی بات ہے کہ یہ اللہ تک رسائی رکھتے ہوئے ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

اور یہ بھی کہتے کہ:

هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ (یونس:۱۸)

یہ مورتیوں والے اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

یعنی یہ اللہ کے قریبی لوگ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کر کے اللہ سے ہمارے کام بنوا دیتے ہیں۔

غرض ایسی ساری باتوں کا جواب اللہ نے یہ دیا:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ○ (البقرہ:۱۸۶)

میرے رسول! جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے پوچھیں (تو انہیں بتلا دیجئے) کہ میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے لہٰذا انہیں بھی چاہئے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ بھلائی (سیدھے راستے) کو پا سکیں۔

یعنی سیدھا راستہ یہ ہے کہ ڈائریکٹ اللہ ہی سے رابطہ کیا جائے۔

جی ہاں، مکہ کے لوگ جب کعبہ کا طواف کرتے تھے تو کہتے تھے:

لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ "وَيْلَكُمْ قَدْ قَدْ" فَيَقُوْلُوْنَ "اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ، تَمْلِكُهُ وَ مَا مَلَكَ يقولون هٰذَا وَ هُمْ يَطُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ (رواہ مسلم، کتاب الحج)

اللہ! تیری جناب میں ہم حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ اس جملے پر آپ ﷺ فرماتے ہیں: تم پر افسوس ہے (انہی الفاظ پر) رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مگر وہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ساتھ یہ بھی کہتے: مگر وہ شریک جو تیرا ہی (بنایا ہوا) ہے۔ تو ہی اس کا مالک ہے۔ وہ کسی چیز کا مالک نہیں۔

نوٹ: "وما ملک" کا یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس چیز کا وہ بزرگ مالک ہے اس کا مالک بھی اے اللہ تو ہی ہے۔

یعنی مکہ کے لوگ اعتراف کر رہے ہیں کہ لات، منات، عزیٰ اور ہبل وغیرہ کی مورتیاں جن دیویوں اور دیوتاؤں کی ہیں، اے اللہ! تو ان کا بھی مالک ہے اور یہ دیوتا جن املاک کے مالک ہیں ان کا بھی اصل مالک تو ہی ہے۔

یاد رہے! اسی کا نام شرک ہے۔ اسی کو مٹانے کے لئے رشی اور منی آئے۔ آخری رشی، آخری منی، آخری کلکی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی کو مٹانے کے لئے آئے۔ غور کیجئے! ہندو لوگ بھی بالکل مکہ کے لوگوں کی طرح اعتراف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

"وہی تمام دیوتاؤں کا پیدا کرنے والا اور وہی ان کو قائم رکھنے والا منتظم کل اور سب کو (مکتی کا) آنند عطا کرنے والا ہے۔ بالیقین کوئی بھی اس سے برتر اور اعلیٰ نہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(رگ وید۔ شرح سوامی دیانند ص ۷۴)

یعنی جس طرح مکہ کے لوگ اللہ کو مخاطب کر کے اعتراف کرتے تھے کہ اصل مالک تو ہے۔ یہ ہمارے دیو تا بھی تیرے ہی بنائے ہوئے ہیں۔ وہی بات ہند کے ہندو کہہ رہے ہیں۔ کہ کائنات کا اصل منتظم تو بھگوان ہے کہ جو دیو تاؤں کو پیدا کرنے والا ہے۔ بس بات اتنی سی ہے کہ اس بھگوان نے اپنی سلطنت کا نظام دیو تاؤں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو وید کا حوالہ:

"تینتیس دیو تا اس "پرماتما" کے تقسیم کئے ہوئے فرائض کو پورا کر رہے ہیں۔

(اتھروید ۱۰۔ ۲۳۔ ۴۔ ۲۳)

پرمیشور کو چھوڑ کر باقی سب دیوتا پرمیشور کی قدرت سے ظاہر ہوتے ہیں جبکہ پرمیشور خود منور بالذات ہے۔ (رگ وید شرح سوامی جی)

قارئین کرام! ان دیو تاؤں کو مشکل کشا اور حاجت روا ماننے کے باوجود پڑھے لکھے ہندو ان دیو تاؤں کی عبادت کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ سوامی دیانند جی لکھتے ہیں:

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ سب دیو تا اپاسنا (عبادت) کے لائق ہیں۔ کیونکہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ (رگ وید۔ شرح سوامی دیانند)

جی ہاں مکہ کے لوگ بھی لات، منات اور عزیٰ وغیرہ کی مورتیوں کی اپاسنا بھی کئے جا رہے تھے اور انکار بھی کئے جا رہے تھے یہ کہہ کر کہ "مَانَعۡبُدُهُمۡ" ہم ان کی عبادت نہیں کرتے۔

ویدوں کے بعد ہندوؤں کی ایک مقدس کتاب میں ہمیں ایسا ہی انداز دکھائی دیتا ہے کہ ایشور کی تعریف و توصیف اور عظمت بیان کرنے میں کمال کر دیا گیا ہے جبکہ آخر میں ایشور کو ۳۳ دیو تاؤں سے آگے چونتیسواں دیو تا قرار دے دیا گیا ہے۔ صاف نظر آتا ہے کہ یہ آخری ظلم برہمنوں کی کارستانی ہے۔ اب منتر ملاحظہ فرمایئے!

"پاگیہ ولکیہ جو تمام کائنات کا بنانے والا، قادر مطلق، سب کا مطلوب و معبود، سب کو قائم رکھنے والا، محیط کل، مسبب الاسباب، ازل ہست مطلق، عین علم و عین راحت، غیر مولود و عادل وغیرہ صفات سے موصوف برہم ہے، وہی ایک پرمیشور چونتیسواں دیو تا ہے جس کا وید کے سوہانت (اصول) نشان (پہچان) دیتے ہیں وہی کل نوع انسان کا معبود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(شت پتھ براہمن، کانڈ ۴ا پرپاٹھک ۶)

نوٹ: ہندوؤں کی مقدس ذات تو برہمن ہے ہی، برہمن کے نام پر مقدس کتاب بھی ہے۔

ویدوں کے بارے میں

لفظ "وید" کا مادہ "وِد" ہے جس کا معنی جاننا ہیں لہٰذا وید کے معنی ہوئے علم۔ تاہم یہ وہ علم ہے جو سناسنایا ہے یا سینہ بسینہ منتقل ہوتا رہا ہے کیونکہ صدیوں تک یہ معرضِ تحریر میں نہیں لایا گیا۔ ویدیں کسی ایک شخص کی تحریر بھی نہیں ہیں۔ ان کے بارے میں عام عقیدہ یہی ہے کہ ان کے مشمولات بہت سے رشیوں (انبیاء) پر القاء ہوئے جو انہوں نے آگے اپنے شاگردوں تک پہنچادیے۔ ویاس جی ان سب کو ترتیب دینے والا یعنی مرتب ہے۔ (ہندو صنمیات صفحہ ۳۴)

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ ہندوؤں کے مقدس پرانوں (کتب) کے مطابق زمانے چار ہیں۔ پہلا زمانہ "کرتا یگ" جو بہت اچھا تھا۔ وہ گزر گیا۔ اس دور میں ایک ہی وید تھی۔ پھر دوسرا زمانہ "ترتیا یگ" آگیا۔ اس میں لوگ زوال پذیر ہو گئے تاہم وید ایک ہی رہا۔ تیسرا زمانہ یعنی "دواپر" جب آیا تو!

"نیکوکاری اور صداقت دو چوتھائی کم ہو گئی۔ وشنو پیدا ہو گیا اور وید چار بن گئے۔ بعض لوگ چاروں وید پڑھتے تھے۔ بعض تین بعض دو اور بعض کوئی وید بھی نہ پڑھتے تھے۔ مذہبی کتابوں کے اس طرح تقسیم ہو جانے سے مذہبی رسومات بھی بے شمار طریقوں سے ادا کی جانے لگیں۔ لوگ ریاضتوں کے ذریعے نعمتیں حاصل کرنے کے درپے ہو گئے۔ ان کے جذبات میں تیزی آگئی اور خواہشات بھڑک اٹھیں۔ ایک وید کو سمجھ نہ سکنے اور اس سے ناواقف ہونے کی بناء پر ویدوں کی تعداد بڑھ گئی اور اب نیکی کے زوال کی وجہ سے صداقت کا دامن تھامنے والے لوگ بہت کم تعداد میں رہ گئے۔ جب لوگ نیکی کی راہوں سے ہٹ گئے تو تقدیر نے انہیں بہت سی بیماریوں، خواہشات اور مصائب کا ہدف بنا ڈالا۔ اس سے ان کو سخت تکلیف پہنچی تو یہ پھر ریاضتوں میں پڑ گئے اور دوسرے لوگ جو آسمانی مسرتیں چاہتے تھے اور خوشیوں کے طالب تھے انہوں نے قربانیاں شروع کر دیں۔ سو دواپر کے اواخر میں انسان بداعمالیوں کی وجہ سے زوال پذیر ہو گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مقدس پران، بحوالہ ہندو صنمیات صہ۴۵۶)

ویدوں میں سب سے پہلی وید "رگ وید" ہے اس میں ایک ہزار ستائیس یا ایک ہزار اٹھائیس بھجن یعنی حمد و ثناء کے گیت ہیں۔ رگ کا معنی بھی (ستتی) یعنی حمد و ثناء اور مدح و تعریف ہے۔

"یجروید" میں جو لفظ "یجر" ہے اس کا مطلب بھینٹ چڑھانا یا قربانی پیش کرنا ہے چونکہ اس میں زیادہ تر قربانیاں پیش کرنے کے منتر ہیں اس لئے اسے "یجروید" کا نام دیا گیا۔

"سام وید" میں لفظ "سام" اصل میں "سامن" تھا جس کا معنی "برابر" ہے۔ اس کے منتر شعری اوزان کے مطابق ہیں اس لئے اسے سام وید کہا جاتا ہے۔

چوتھی اور آخری وید "اتھراوید" ہے۔ اتھرا کا معنی آخری ہے۔ اس کے اور باقی ویدوں کے درمیان ایک زمانے کا فرق ہے۔ لہٰذا اسے اتھراوید کہا جاتا ہے۔ یہ وید زیادہ تر سحر یا جادو کے علم پر مشتمل ہے۔

مزید برآں ہر وید کو مزید چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱) منتر — ایک دو جملوں پر مشتمل موزوں عبارت

(۲) براہمن — پوجاپاٹ کے طریقے

(۳) آرنیک — یوگ لینے کے طریقے

(۴) اپنشد — فلسفہ کے اسرار و رموز

نوٹ: براہمن اور اپنشد کے نام سے الگ کتب بھی موجود ہیں۔

ڈاکٹر مہر عبدالحق جو ہندو مذہب پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اپنی ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب میں ویدوں کے بارے میں رقمطراز ہیں:

> اس وقت جو ویدیں موجود ہیں ان کے متن کے بارے میں بھی اختلافات ہیں۔ چونکہ یہ زبانی یاد کرائے جاتے ہیں اور سینہ بسینہ منتقل ہوتے رہتے ہیں اس لئے اختلافات کا پیدا ہو جانا غیر متوقع نہیں تھا۔ ایک روایت کے مطابق رگ کے اکیس مختلف نسخے ہیں۔ ایک اور روایت کے مطابق رگ وید کے پانچ، یجروید کے بیالیس،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سام وید کے ایک ہزار اور اتھروا وید کے بارہ نسخے ہیں۔ جس مکتب فکر کے پاس جو بھی وید تھا وہ اسے اصلی وید سمجھتا تھا۔ اگر کسی کے پاس کوئی دوسرا نسخہ اس کے اپنے نسخہ سے مختلف ہوتا تھا تو وہ اسے رد کردیتا تھا اور اس کی تعلیم دینے والوں اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں پر لعنت بھیجتا تھا۔ ویدوں کی تاریخ تصنیف کے بارے میں کوئی بات وثوق کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی تاہم یہ امر مسلمہ ہے کہ ان کا شمار دنیا کے قدیم ترین ادب میں ہوتا ہے۔ کوئی اسے چودہ صدیاں قبل مسیح کی کتب قرار دیتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہ بعد کی تصنیفات ہیں۔ ڈاکٹر ہاگ کا خیال ہے کہ ویدوں کا زمانہ دو ہزار سال قبل مسیح سے بارہ سو قبل مسیح تک ہو سکتا ہے۔ میکس ملر (جو ہندو مائیتھالوجی کا ماہر یورپین سکالر مانا جاتا ہے) اس کے خیال میں ان کا زمانہ بارہ سو سے آٹھ سو سال قبل مسیح ہے۔

(ہندو صنمیات ص ۳۵-۳۶)

ویدوں اور قیامت کے بارے میں ہندو علماء کا عقیدہ

مجھے یعنی راقم کو جب ہندو برہمن جو پنڈت بھی تھا اور بھگت بھی ——— سے ملنے کا اتفاق ہوا تو میں نے ان سے جب ویدوں کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے بتلایا کہ بھگوان نے دنیا میں جب انسان پیدا کئے تو ساتھ ہی وید بھی بھیجے۔ اس پر جب میں نے دلیل پوچھی تو وہ دلیل نہ دے سکے۔ بس عقیدے کی حد تک اصرار کرتے رہے۔ سوامی دیانند سرسوتی سے جب ویدوں کے بارے میں کسی نے سوال کیا کہ ان کے ظہور کو کتنے سال گزرے ہیں تو انہوں نے جواب دیا:

"ایک ارب، چھیانویں کروڑ، آٹھ لاکھ، باون ہزار، نو سو چھتر برس گزر گئے ہیں اور اب یہ ۱۹۶۰۸۵۲۹۷۶واں برس گزر رہا ہے اور اتنے ہی سال اس موجودہ کلپ کی دنیا کو ہوئے ہیں۔

(رگ وید شرح سوامی جی ترجمہ نہال سنگھ)

یاد رہے! ہندوؤں کے ہاں فنا جسے وہ "پرلا" کہتے ہیں اس میں جو "برہم دن" (بھگوان کا دن) ہے۔ وہ اتنا بڑا ہے کہ اس میں چودہ منونتر ہیں جب یہ چودہ کے چودہ گزر جائیں گے تو کائنات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تباہ ہو جائے گی۔ اب ان چودہ میں سے چھ منونتر گزر چکے ہیں اور ساتواں جاری ہے۔ تو ایسے پیمانوں کا حساب لگا کر سوامی جی نے ویدوں کے ظہور کا ناپا تلا جواب دیا۔ مگر یہ پیمانے اور یہ حساب کتاب سارا وہم و گمان پر مبنی ہے کہ جس پر سند اور محکم دلیل کوئی نہیں۔ کائنات کی عمر کس قدر ہے اور باقی کتنی ہے۔ یہ علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ فرمایا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ (الاعراف:۱۸۷)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ان سے کہئے۔ یہ بات تو میرا رب ہی جانتا ہے۔ وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کرے گا اور یہ آسمانوں اور زمین پر بڑا بھاری ہوگا جو اچانک تم پر آن پڑے گا۔ آپ سے تو لوگ یوں سوال کرتے ہیں جیسے آپ ہر وقت اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو بتلا دیجئے کہ اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے مگر اکثر لوگ (اس حقیقت) کو نہیں جانتے۔

قارئین کرام! ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ قیامت کے بارے میں ہندوؤں کا عقیدہ بھی واضح کر دیں۔ برصغیر کی مشہور اور معتبر تاریخ فرشتہ جسے محمد قاسم فرشتہ نے آج سے ساڑھے چار سو سال قبل تحریر کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

"بعض قدیم برہمن اہل علم کے مختلف اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی ایک آخری حد یا انتہا معین ہے اور قیامت کا آنا لازمی ہے لیکن بعد کے ہندو عالم ان اقوال کی جو تعبیر دیتے ہیں وہ اس کے برخلاف ہے یعنی۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق اس جہان بوقلموں کی گردش چار ادوار پر ختم ہوتی ہے جو حسب ذیل ہے۔

۱۔ ست یگ (یا کرتا یگ)

۲۔ ترتیا یگ

۳۔ دوا پر یگ

۴۔ کل یگ (یا کالی یگ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کل یگ یا کالی یگ کے خاتمے پر پہلا یگ، ست یگ نئے سرے سے شروع ہوتا ہے اور اسی طرح یکے بعد دیگرے دوسرے یگ پہلے کی طرح آتے ہیں اور کل یگ (یا کالی یگ) پر خاتمہ ہوتا ہے۔ غرض اسی طرح ان چاروں یگوں (زمانوں) کی گردش جاری رہتی ہے۔ نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ابتدا کب ہوئی اور نہ انتہا کا کچھ پتہ چلتا ہے۔

(تاریخ فرشتہ از محمد قاسم ص ۴۵-۴۶)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ بعد میں آنے والے ہندوؤں نے اپنے قدیم اسلاف کے عقیدہ آخرت اور قیامت کو بدل دیا اور دنیا کے نہ ختم ہونے کا چکر چلا دیا حالانکہ حق وہی ہے جو قدیم ہندوؤں کا عقیدہ تھا۔ قرآن بھی اسی کا علمبردار ہے۔ اور یہ کیسا خوبصورت انداز ہے جو دل کو لگتا ہے۔ عقل کو مطمئن کرتا ہے کہ بندوں کا کام ہدایت آ جانے پر اس پر عمل کرنا ہے۔ نیک کام کرنا ہے اور اپنی عمر پوری کر کے اپنے خالق کے پاس چلے جانا ہے۔ رہی قیامت تو وہ جب بھی آئے گی نیکوں کے لئے بہتر ہوگی۔ بدوں کے لئے بری ہوگی۔ لہٰذا نیکی کی فکر کرنا چاہئے تاکہ قیامت کا دن معلوم کرنے کی ——— اور یہ بھی تو حقیقت ہے کہ اگر موت کا دن یا قیامت کا وقت بتا دیا جائے تو پھر امتحان کس بات کا؟ جبکہ بندے کو تو دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا ہی امتحان کے لئے گیا ہے۔ لہٰذا بندے کا کام یہ ہے کہ اپنا پرچہ حل کرے تاکہ یہ سوچنا شروع کر دے کہ امتحان ہال کی بلڈنگ کب تباہ ہوگی؟

جی ہاں، ہم بات کر رہے تھے ویدوں کی کہ یہ کتب کب ظہور میں آئیں تو اس سلسلہ میں ہندوؤں کی ایک مقدس کتاب کا حوالہ مناسب رہے گا۔

"جس نے برہما کو پیدا کیا اور جس نے دنیا کے شروع میں برہما کو ویدوں کی تعلیم دی"

(شوتیا شوتر اپنشد، ادھیائے ۶ منتر ۱۸)

یہ ہے وہ منتر جس کی بنیاد پر ہندو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ویدیں دنیا کے آغاز پر نازل ہوئیں۔ سوامی دیانند سرسوتی بھی اسی نظریئے کے تحت رقمطراز ہیں:

"اسی طرح ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک جس کے ذریعہ سے برہما وغیرہ رشی یا عالم تمام سچے علوم کو "سنتے" (یا سینہ بسینہ پڑھتے) چلے آئے ہیں ان کو شرتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔ شرتی نام ہونے کی یہ بھی وجہ ہے کہ کسی انسان نے کبھی کسی جسم والے شخص کو وید تصنیف کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیونکہ ان کا ظہور ایشور سے ہوا ہے۔ اگنی، وایو، آدتیہ اور انگرس (رشی انسانوں) کو ایشور نے وید ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک ذریعہ بنایا تھا۔ کیونکہ ان کے گیان (علم) سے وید پیدا نہیں ہوئے۔ ویدوں میں جو الفاظ اور معنی اور ان کا باہمی ربط ہے وہ خاص پرمیشور ہی نے ظاہر کیا ہے کیونکہ ایشور تمام علوم سے باہر ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ پرمیشور نے اگنی، وایو، روی (آدتیہ) اور انگرس نام والے اہل جسم جیووں یعنی انسانوں کے ذریعہ سے وید یا شرتی کو ظاہر کیا۔

(رگ وید۔ شرح سوامی دیانند ترجمہ نہال سنگھ ص۱۵-۱۶)

سوامی جی مزید لکھتے ہیں!

"چونکہ ویدوں کا ظہور ایشور سے ہوا ہے اس لئے ان کا غیر فانی ہونا خود بخود ثابت ہے کیونکہ ایشور کی سب قوتیں غیر فانی ہیں"

(رگ وید۔ شرح سوامی دیانند ص۱۶)

قابلِ غور باتیں

ویدوں کی زبان سنسکرت کا زوال

سوامی جی اپنی کتاب "رگ وید" میں رقمطراز ہیں:

"ویدوں کو معنی کے علم کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور اس میں لکھے ہوئے دھرم پر چلنا چاہئے۔ جو شخص وید وغیرہ کو معنی کے علم کے بغیر پڑھتا ہے یعنی صرف عبارت پڑھنا سیکھتا ہے وہ ہرگز علم کے نور سے منور نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے سوکھا ہوا ایندھن موجود ہو مگر آگ نہ ہو۔ یعنی جس طرح آگ کے بغیر خشک لکڑی رکھ دینے سے آگ یا روشنی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اس کا پڑھنا بھی بے سود ہے۔" (نرکت ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۱۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام! سمجھ کر پڑھنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جسے پڑھا جا رہا ہے اس کے بارے میں یہ تو واضح ہو کہ یہ کلام کب نازل ہوا۔ جبکہ یہاں دعویٰ تو یہ ہے کہ ویدیں دنیا کی سب سے پرانی الہامی کتب ہیں مگر وہ صدیوں تک سینہ بسینہ ہی چلتی رہیں۔ کیا صدیوں تک سینہ بسینہ چلنے والی کتب اپنی اصلی حالت پر رہ سکتی ہیں؟ بالکل نہیں! تو پھر جن کتب کا دور اور زمانہ ہی معلوم نہیں اور جن کی حفاظت کا کوئی بندوبست ہی نہیں ان کے بارے یہ کیسے یقین ہو کہ جو اس وقت پڑھا جا رہا ہے یہ واقعی وہی ہے جو بھگوان نے نازل کیا تھا؟ جی ہاں! ویدیں دھرم کی بنیاد ہیں اور دھرم کی بنیاد شک پر نہیں رکھی جا سکتی۔ اب یہ تو مشکوک گمان ہی ہو سکتا ہے کہ یہ کتابیں الہامی ہیں اور فرض کریں اگر الہامی ہیں تو صدیوں تک سینہ بسینہ چلتے رہنے کی وجہ سے ان کی اصل شکل مسخ ہو کر رہ چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ویدیں، دیوتاؤں اور ان کی پوجا پاٹ سے بھری پڑی ہیں اور یہ ہے وہ سارا شرک جو برہمن پنڈتوں نے اس میں داخل کر دیا۔ تاہم وہ منتر جو ایک بھگوان کی عبادت بتاتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے یہ الہامی ہوں لیکن یہ تھوڑا سا سچ بھی ——

آج سمجھ کر کیسا پڑھا جائے کہ ویدوں کی اصل زبان جو سنسکرت ہے اسے عام ہندو تو کجا پڑھے لکھے ہندو بھی نہیں جانتے۔ بلکہ ہندوؤں کے جو علماء ہیں ان میں ایک فیصد بھی مشکل سے سنسکرت کا علم رکھتے ہیں۔ غرض ہندوستان کی ایک ارب آبادی میں گنتی کے چند لوگ ہیں جو سنسکرت جانتے ہیں۔ یعنی عملی طور پر یہ زبان دنیا سے مٹ چکی ہے۔ یہ زبان خود ہندو علماء میں ایک مردہ زبان ہے۔ ہندوستان میں کیا چلے گی اور دنیا میں تو اس کا ذکر ہی فضول اور بے مقصد ہے۔ تو جب زبان ہی موجود نہیں تو ویدوں کو سمجھ کر پڑھنے کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟

سوامی جی نے باحوالہ درست لکھا کہ:

گرو "گر" مصدر سے بنتا ہے جس کے معنی "بولنا" ہے۔ لہٰذا جو بذریعہ ویدی سچی باتوں کی اپدیش (ہدایت) کرتا ہے وہی ایشور گرو ہے۔

(پاتنجل یوگ درشن۔ ادھیائے اپاؤ اسوتر ۲۶)

قابل غور بات یہ ہے کہ اگر کوئی "گورو" ایشور گرو بن بھی جائے تو وہ سچ تلاش کہاں سے کرے؟ ویدیں تو شکوک کی بنیاد پر قائم ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی زبان تک مٹ چکی ہے اور جو تھوڑی بہت زبان موجود ہے وہ بھی کیسی ہے؟ یہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ویدوں کی زبان کو سمجھنے کے لئے ویدوں کے دور کو مدنظر رکھنا ضروری ہو گا۔ ویدوں کی سنسکرت تقریباً معدوم ہو چکی ہے اور وہ جدید سنسکرت سے بالکل مختلف ہے جو پچھلے اڑھائی ہزار سال سے لکھی یا بولی جاتی رہی ہے۔ گرامر میں نمایاں تبدیلیاں واقع ہوئی تھیں۔ جدید گرامر ویدوں کا مطلب سمجھنے میں بہت کم مددگار ہوتی ہے۔ اس لئے ویدوں کا مطالعہ ویدوں کے دور کی گرامر کی رو سے کیا جانا اشد ضروری ہے۔

(آریہ سماج کی تاریخ۔ لالہ لاجپت رائے ص ۶۹)

بات واضح ہو گئی کہ "گورو" چاہے وہ آج جس قدر بھی مخلص ہو اگر وہ ویدوں کی دعوت پھیلانا چاہے تو وہ ویدوں کے نام پر انسانوں کی گھڑی ہوئی باتوں کو تو پھیلا سکتا ہے مگر ویدوں کی تعلیمات کو نہیں کہ جن کے بارے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ الہامی ہیں۔

ویدوں کا زمانہ نامعلوم

مزید برآں، جیسا کہ لالہ لاجپت رائے نے اس رائے کا اظہار کیا۔ ویدوں کی زبان کو سمجھنے کے لئے ویدوں کے دور کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ جی ہاں! ضروری تو ہے مگر یہ ضرورت پوری کیسے ہو گی؟ کہ ویدوں کا دور ہی نامعلوم ہے۔ باقی بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ دور معلوم ہونا چاہئے کہ ویدیں کن لوگوں پر نازل ہوئیں؟ کن رشیوں پر ان کا نزول ہوا۔ ویدیں تو اس بارے میں خاموش ہیں۔ ہاں! البتہ سوامی دیانند سرسوتی نے کہا کہ چار ویدیں چار رشیوں، اگی، وایو، آدتیہ اور انگرس پر نازل ہوئیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بات بیسویں صدی کا ایک آدمی سوامی دیانند سرسوتی مسلمانوں کے اعتراض کے جواب میں کہہ رہا ہے۔ مگر اعتراض تو اب بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ ویدیں کس رشی (نبی) یا کن رشیوں (نبیوں) پر نازل ہوئیں۔ اعتراض تب دور ہوتا جب سوامی جی اپنی کسی مقدس کتاب کا حوالہ دیتے۔ ویدوں کا نہ سہی کسی اور ہی کتاب کا حوالہ دے دیتے۔ اب سوامی جی کا قول تو حوالہ نہیں بن سکتا لیکن اس ساری بحث کے باوجود ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ویدیں مذکورہ چار رشیوں پر نازل ہوئیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان چار رشیوں کی مستند زندگیاں کہاں ہیں؟ سوائے دیومالائی، دیوتاؤں کے چیستانی قصوں کے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان ہستیوں کے بارے میں مزید کچھ بھی ثابت نہیں۔ تو جب ثابت نہیں تو آج کا انسان ویدوں کو کیسے سمجھے؟ وہ تو تبھی سمجھ پائے گا کہ ان رشیوں کی ایسی زندگی کا نمونہ اس کے سامنے ہو کہ جو قابل عمل ہو عمل کر سکے جبکہ یہ ساری باتیں ناممکن ہیں۔ نہ تو اصل ویدیں موجود ہیں، نہ رشی موجود ہیں۔ نہ زمانہ معلوم ہے اور اگر زمانہ معلوم مان لیا جائے۔ رشی معلوم مان لئے جائیں تو رشیوں کی زندگیاں افسانوی قصے ہیں۔ اور اگر ان افسانوی قصوں کو جنہیں ہم آگے جا کر قدرے تفصیل سے بیان کریں گے۔ سچ مان لیا جائے تو پھر ان قصوں اور دیومالائی داستانوں کے حاملین رشی دیوتاؤں کی زندگی پر آج کون انسان عمل کر سکتا ہے کہ یہ سارا کچھ مافوق الفطرت بنایا گیا ہے۔ جبکہ انسان بے چارہ تو اپنی فطرت کے مطابق انسان رہنے پر مجبور ہے تو اس لحاظ سے بھی ایک انسان کے لئے ہندو دھرم میں کوئی راہنمائی نہیں ہے۔

انفرادی طور پر انسان کے لئے نہ صرف راہنمائی بلکہ اجتماعی طور پر کوئی انسانی نظام بھی نہیں۔ ہندو لوگ "رام راج" کا نعرہ بلند کرتے ہیں لیکن رامائن کا وہ رام محض ایک افسانوی داستان ہے کہ جس کے نام پر بابری مسجد کو ڈھا کر "ایودھیا" میں رام مندر بنایا گیا۔

اس رام کے بارے میں مہاتما گاندھی کہتے ہیں:

"My Rama is not the Rama of the Ramayana." (Oh you Hindu Awake. By:Dr. Chatterjee M.A.. P.H.D. (USA)

"میرا رام وہ نہیں جو "رامائن" کا رام ہے۔"

سوال پیدا ہوتا ہے۔ گاندھی جی کا رام کون تھا۔ گاندھی جی ذرا اس کے بارے میں بتلاتے تو سہی۔ کوئی تاریخی شہادت پیش تو کرتے۔ وہ نہ کر سکے، نہ کر سکتے تھے۔

جواہر لعل نہرو نے یہاں سچ بولا اور پتے کی بات کی۔ انہوں نے کہا:

"The Ramayna and Mahabaratha are nothing but another Arabian Nights story." (Oh you Hindu Awake)

رامائن اور مہابھارت الف لیلوی داستانیں ہیں جن کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔

اسی طرح انڈیا کے پہلے گورنر جنرل راج گوپال اچاریہ نے کہا:

Ramayana is not a divine story: it is only a literature.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رامائن کوئی مقدس قصہ نہیں ہے۔ یہ محض لٹریچر ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس لٹریچر کو پھر تم ختم کیوں نہیں کرتے۔ ایسا لٹریچر کہ جس کی بنیاد پر مسلمانوں کی مسجد کو ختم کر دیا گیا اور مزید کئی سو مساجد ختم کر دی گئیں۔ جی ہاں! اگر اس فرضی لٹریچر کو ختم کریں گے تو ہندو دھرم ختم ہو جائے گا۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ "ہندوتوا" کے لئے کہ جس ہندوستان پر بصورت اجتماعی نظام نافذ کرنے کے نعرے لگتے ہیں۔ وہ "ہندوتوا" کہاں ہے؟ لامحالہ وہ تو کہیں موجود نہیں۔ معلوم انسانی تاریخ میں یہ نظام ہندوستان پر نافذ رہا ہو اور اس کی عملی تفصیل اور اس کی برکات تاریخ میں موجود ہوں۔ یہ کہیں نہیں ملے گا۔ چلو اب ہی کہ جب ہندوستان کے ہندوؤں کو ۱۹۴۷ء میں اپنا ملک بنانے کا موقع ملا تو اس نظام کو نافذ کر دیتے۔ مگر نافذ تو تب کرتے جب وہ موجود ہوتا؟

الغرض جب ہندو دھرم نہ تو انسان کے لئے انفرادی طور پر اس کا روحانی مسئلہ حل کرتا ہے، نہ اجتماعی مسئلہ حل کرتا ہے تو پھر اے ہندو دوستو! انصاف کے ساتھ بتلاؤ کہ اس کے ساتھ چمٹے رہنے کا کیا فائدہ ہے؟ ہم نے مذہبی اور سیاسی ہندو لیڈروں کے اقوال پیش کئے۔ انہی کی کتب کے حوالے دیئے۔ لامحالہ اس کے ساتھ چمٹے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ نہ دنیا کا نہ آخرت کا۔

کالی یگ اور کلکی اوتار

بقول ہندو مذہب کے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے۔ اس وقت دنیا کا آخری "یگ" (زمانہ) گزر رہا ہے۔ اسے "کالی یگ" کہا جاتا ہے۔

"کالی یگ میں صداقت اور نیکوکاری صرف ایک چوتھائی رہ گئی۔ اندھیرے کے اس عہد میں وشنو کالا ہو گیا۔ ویدوں کے بتائے ہوئے اعمال، نیکی کے کام اور قربانی کی رسومات ختم ہو گئیں۔ الجھنیں، بیماریاں، تھکاوٹ، اضمحلال، جذبات فاسدہ مثلاً غصہ، تفکرات بھوک اور خوف مسلط ہو گئے۔ جب زمانہ گھومتا ہے تو نیکی ایک بار پھر زوال پذیر ہو جاتی ہے اور جب یہ ہو جائے یعنی نیکی اور صداقت کم ہو جائے تو انسان بھی زوال پذیر ہو جاتے ہیں۔ جب انسانوں پر انحطاط آ جاتا ہے تو ان کی قوت فعال بھی کمزور پڑ جاتی ہے۔"

(ہندو صنمیات ص ۵۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام! جب قوت فعال (جدوجہد حیات) کمزور ہوتی ہے تو انسان مظاہر فطرت سے ڈرنا اور امیدیں وابستہ کرنا شروع کر دیتا ہے اور یوں شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

معلوم یہی ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے ہاں اگر یگوں کی کوئی حقیقت ہے تو ایک تو وہ ہے جسے ہم بیان کر چکے اور آخری یگ یعنی کالی یگ کی حقیقت اگر کوئی ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ کوئی آئے اور کالی یگ سے انسان کو نکال کر علم کے نورانی یگ میں داخل کرے۔ اس تقاضے کا تذکرہ سوامی جی نے بھی کیا ہے۔ وید کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"وہ بھگوان ہر مرتبہ جب از سر نو پیدائش عالم ہوتی ہے تب مخلوقات کی بہبودی کے لئے دنیا کے شروع ہی میں تمام علوم سے معمور ویدوں کا اپدیش (الہام) کرتا ہے۔

(یجروید۔ ادھیائے ۳۱ منتر ۸)

ہندو دوستو! وید تو شروع میں ایک ہی تھا۔ آگے چار اور چار کے کئی بن گئے اور یہ بھی معلوم ہے کہ "وید" کا معنی جیسا کہ ہم ذکر چکے "معلوم ہونا" اور "علم" ہیں۔ نامعلوم چیز، معلوم اسی وقت ہوتی ہے جب اسے معلوم کیا جائے اور معلوم کرنے کا ذریعہ "علم" ہے اور علم پڑھنے سے آتا ہے۔ دیکھئے، قرآن کے الہام کا آغاز ان دونوں چیزوں سے ہوتا ہے۔ اللہ نے اپنے آخری رسول جناب محمد ﷺ پر جب وحی کا آغاز کیا تو فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○ (العلق ا تا ۳)

پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھئے! کیونکہ آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ وہ کہ جس نے قلم کے ذریعہ علم دیا۔ انسان کو وہ علم دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

ہندو دوستو! غور کرو، اس الہام کا آغاز مکہ کے ان لوگوں میں ہوا جو تمہارے ہم عقیدہ تھے۔ وہ تو ایمان لے آئے اور جو ایمان نہ لائے وہ مٹ گئے۔ تم آج بھی زندہ ہو۔ یہ کلام چودہ سو سال بعد بھی تازہ ہے اور تم سے مخاطب ہے۔

ذرا غور تو کرو۔ الہام کا آغاز لفظ "پڑھ" سے ہوا۔ یہ لفظ پہلے ہی الہام میں دو بار استعمال ہوا، پڑھنا، علم حاصل کرنا جس کا مادہ "علم" ہے۔ وہ بھی دو بار استعمال ہوا۔ قلم کا تذکرہ ہوا۔ جی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں! قلم کے لکھے ہوئے کو پڑھ کر ہی علم حاصل ہوتا ہے۔ تو جس علم کے ظہور کا تذکرہ تمہاری وید کر رہی ہے۔ وہ تو ظاہر ہو چکا "کالا یگ" رخصت ہو گیا۔ اجالے کے یگ (دور) کا آغاز ہو گیا۔ قرآن کے اولین الہام میں اللہ نے اپنی صفت تخلیق کا ذکر کیا۔ گویا اے انسان! تجھے مخاطب کر کے کہا! تجھے ایک لوتھڑے کی شکل دے کر پھر اس لوتھڑے کو بار آور کر کے تیری پیدائش کی۔ تجھے ماں کے پیٹ کے اندھیرے سے دنیا کے اجالے میں لایا۔ دیکھ! اسی طرح علمی طور پر دنیا اندھیرے میں تھی۔ بت پرستی کر کر کے (کالی یگ) کے کالے اندھیرے میں تھی۔ اب یہ دنیا توحید کے اجالے میں آگئی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ قرآن ظاہر ہو گیا۔ قرآن کا تو معنی ہی "پڑھا ہوا" ہے لہٰذا قرآن پڑھتا جا، اندھیرے سے نکلتا جا، نور میں داخل ہوتا جا۔

جی ہاں! جس ہستی عظیم پر یہ قرآن نازل ہوا۔ اے ہندو دوست! اسے ہی تو تیری کتابیں "کالکی یا کلکی اوتار" کا نام دیتی ہیں۔

کالکی کی مورتی کا امتیاز

اے ہندو دوست! میں تیرے دیوتاؤں کی مورتیوں کو دیکھ کر حیرت میں گم ہو جاتا ہوں۔ ان کی تصویروں کو دیکھ کر تعجب میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ مگر.... مگر ان کی طلسماتی اور افسانوی مورتیوں اور تصویروں کو بار بار دیکھ کر اب میں کوئی زیادہ حیرت اور استعجاب میں مبتلا نہیں ہوتا۔ اب تو مجھے حیرانی ہوتی ہے کلکی اوتار کی مورتی اور تصویر پر کہ یہ کس قدر سادہ اور فطری ہے۔ جناب والا! آپ کے تمام دیوتاؤں کا نقشہ یہ ہے کہ ہنومان جی کا منہ بندر جیسا ہے۔ گنیش جی کی ناک ہاتھی کی سونڈ ہے۔ نرسنگھا کا دھڑ آدمی کا اور سر شیر کا ہے۔ برہما کے چار سر اور چار بازو ہیں۔ آدتیہ کے دو سر ہیں، سات بازو ہیں اور بھیڑ پر بیٹھا ہے۔

الغرض باقی دیوتاؤں کی مورتیاں بھی کچھ ایسی ہی ہیں۔ مگر جو تم نے "کالکی اوتار" کی مورتی اور تصویر بنائی ہے وہ دو بازو اور دو ٹانگوں والا نارمل انسان ہے۔ سر پر بالوں کے پٹے رکھے ہوئے۔ سر پر خود سجائے ہوئے ایک ہاتھ میں تلوار پکڑے ہوئے ہے اور دوسرے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے۔ گھوڑا بھی دیو مالائی جانور نہیں بلکہ وہی گھوڑا ہے جو آج اس زمین پر موجود ہے۔ چار ٹانگوں والا گھوڑا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جی ہاں! جب ہم پیغمبر اسلام جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا ملاحظہ کرتے ہیں تو احادیث وسیرت کی کتب میں بتلایا گیا ہے کہ آپؐ نے سر پر بالوں کے پٹے رکھے ہوئے تھے۔ خود اور تلوار آپؐ کا جنگی زیور تھا۔ تلوار تو آپؐ گلے میں بھی لٹکا لیا کرتے تھے جیسا کہ "صحیح بخاری" میں ہے کہ "فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ" تلوار آپؐ کے گلے میں لٹک رہی تھی۔ اسی طرح گھوڑا آپؐ کی محبوب سواری تھا۔ گھوڑے کے بارے میں آپؐ نے فرمایا:

اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (بخاری و مسلم)

گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی باندھ دی گئی ہے۔

یاد رہے! موجودہ اکیسویں صدی میں جبکہ جنگی ٹیکنالوجی اپنی انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔ ایٹم اور میزائل کا دور ہے مگر اس کے باوجود امریکہ جیسا ملک جو دنیا کی واحد سپر پاور ہے وہ بھی اپنی فوج میں گھوڑے رکھنے پر مجبور ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کی افواج نے بھی گھوڑے اور خچر پال رکھے ہیں۔

الغرض دنیا کے ہر ملک کی فوج گھوڑے اور خچر رکھنے پر مجبور ہے۔ اس لئے کہ گھوڑا آج بھی جنگی ضرورت ہے اور یہ قیامت تک ضرورت رہے گی۔ یہ ہے فرمان آخری رسول اسلام کا کہ آپ کے لائے ہوئے اسلام میں ایسی پیشگوئی کی گئی ہے جو آج حرف بحرف اپنی شان دکھلا رہی ہے۔

اس حقیقت کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ ہندوؤں نے یہ جو کلکی اوتار کی تصویر اور مورتی بنائی ہے تو انہوں نے اپنی مقدس کتابوں سے "کلکی اوتار" کی بیان کردہ صفات کو سامنے رکھ کر یہ مورتی اور تصویر بنائی ہے۔ ہم انہیں بتلائے دیتے ہیں کہ وہ "کلکی اوتار" آ چکا ہے۔ وہ تو تصاویر اور مورتیاں مٹانے کے لئے آیا تھا۔ شرک اور بت پرستی کا خاتمہ کرنے کے لئے آیا تھا۔ لہٰذا وہ رسول آخریں آ چکے اور بت پرستی کا جزیرۃ العرب میں خاتمہ کر چکے۔ ڈاکٹر مرعبدالحق ایک ایک ہندو دیوتا کی مورتی کی تصویر دے کر اس کے بارے میں جو ہندوانہ عقائد ہیں انہیں نقل کرتے جاتے ہیں۔ دسویں نمبر پر وہ "کالکی اوتار" کی تصویر دینے کے بعد رقمطراز ہوتے ہیں:

"یہ اوتار ابھی تک نہیں آیا۔ ہندوؤں کو یہ توقع ہے کہ جس طرح زمین کو نظم و نسق، ضبط و اخلاق اور مسرتیں عطا کرنے کے لئے وہ "عظیم ہستی" اکثر زمین کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرماتی رہی ہے۔ اسی طرح اب بھی کسی وقت عالمگیر نیکی، امن اور خوشحالی کی عملداری قائم کرنے کے لئے تشریف لائے گی۔ جب وشنو، کرشن کے روپ میں واپس آسمان کو چلا گیا تھا اس وقت چوتھا زمانہ یعنی "کالی یگ" شروع ہو چکا تھا۔ یہ زمانہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اضطراب اور باہمی لڑائی جھگڑے کا زمانہ ہے۔ اس کے ختم ہونے کے قریب وشنو پھر اوتار بن کر کلکی کے نام سے آئے گا اور بدعملیوں کا خاتمہ کر کے اوّلین یا کرتا یگ (ست یگ) یعنی زمانہ صداقت کے مشابہ نیکی کی حکومت قائم کرے گا۔

(ہندو صنمیات ص ۲۵۴)

اوتار یا مظہر

یاد رہے! ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق وشنو وہ ابتدائی دور کا دیوتا ہے جو اپنے روپ بدل بدل کر مختلف ادوار میں ظاہر ہوتا ہے اور نیکی قائم کر کے واپس چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کے دیوتا، بھگوان کے بھی اوتار ہوتے ہیں یا یوں سمجھئے کہ بھگوان دیوتاؤں کے روپ میں دنیا میں جلوہ گر ہوتا رہتا ہے۔ اس عقیدے کے مطابق ہندوؤں نے "کلکی" کے نام کے ساتھ بھی "اوتار" (مظہر) کا اضافہ کیا ہے۔ یہ ہے وہ عقیدہ کہ جس سے متاثر ہو کر بعض مسلمان بھی اپنے ولیوں کو اللہ کا مظہر یعنی (اوتار) قرار دے دیتے ہیں۔ بہر حال اس من گھڑت عقیدے سے قطع نظر چند باتیں ہندوؤں کے ہاں ثابت شدہ ہیں۔

۱۔ وہ "کلکی" کے منتظر ہیں

۲۔ اس کے آنے سے امن اور خوشحالی قائم ہو جائے گی

۳۔ وہ کالی یگ کو ختم کر کے اوّلین یگ کو قائم کرے گا اور زمانہ صداقت شروع ہو جائے گا۔

اس کے بعد "وشنو پران" جو ہندوؤں کی انتہائی مقدس کتاب ہے اور جسے بعض ہندو ـــــ ویدوں سے بھی پرانی اور مستند مانتے ہیں۔ اس کے مطابق "کلکی اوتار" کے ظہور کے وقت اس طرح کے حالات ہوں گے۔

۱۔ دولت ـــــ پرستش کی دیوی بن جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۔ مرد اور عورت کے درمیان صرف جنسی جذبہ ہی باہمی مودت کا رشتہ رہ جائے گا۔

۳۔ مقدمہ بازی میں صرف جھوٹ ہی کامیابی کا ضامن ہو گا۔

۴۔ عورتیں محض جنسی تسکین کا ذریعہ سمجھی جائیں گی۔

۵۔ براہمن کے گلے میں براہمنیت کا صرف دھاگہ ہی رہ جائے گا۔

۶۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں صرف ظاہری نمائش ہی وجہ امتیاز ہو گی۔

۷۔ بددیانتی واحد ذریعہ روزگار ہو گی۔

۸۔ خود سر آزادی اور بے راہ روی کو عبادت سمجھا جائے گا۔

۹۔ مذہبی رسوم بے روح اور نمائشی ہوں گی۔

۱۰۔ باہمی رضامندی کا نام بیاہ ہو گا۔

۱۱۔ دور دراز کے پانیوں کو مقدس چشمے تصور کر لیا جائے گا۔

(وشنو پران، بحوالہ ہندو ضمنیات ص۲۵۶)

قارئین کرام! "وشنو پران" سے لئے گئے گیارہ نکات ملاحظہ فرمائیے کیا یہ ساری خصوصیات ہندوؤں میں نہیں پائی جاتیں، جی ہاں!

۱۔ لکشمی دیوی کو دولت کی دیوی سمجھ کر پوجا جاتا ہے۔ اسی طرح مکہ کے مشرکوں کے ہاں بھی ہر کام کے لئے الگ الگ بت تھا۔ مال و دولت کے لئے الگ بت تھا۔

۲۔ مکہ کے معاشرے میں زنا عام تھا۔ ولد الزنا لوگ عام پائے جاتے تھے۔ بالکل اسی طرح ہندو معاشرہ بھی صدیوں سے اسی طرح چلا آ رہا ہے اور آج کے دور میں بھی جبکہ ہندو معاشرہ یورپی تہذیب کو من و عن قبول کر چکا ہے۔ مرد اور عورت کا تعلق جنسی ہی رہ گیا ہے۔

۳۔ مقدمہ بازی میں جھوٹ، وکلاء پر خوب صادق آتا ہے۔

۴۔ واضح ہے۔

۵۔ براہمن کے گلے میں اس کی پاکیزگی کا نشان صرف دھاگہ ہی رہ گیا ہے۔ باقی جو کچھ یہ لوگ مندروں اور آشرموں میں کر رہے ہیں دنیا اس سے واقف ہے۔

۶۔ اور نمبر ۷۔ واضح ہیں۔

۸۔ عبادت کے نام پر آزادی اور بے راہ روی ہندوؤں میں صدیوں سے رائج ہے۔ آج دیکھنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو تو رجنیش کو دیکھ لیا جائے جس کا تذکرہ ہم آگے چل کر تفصیل سے کریں گے۔

۹۔ اور نمبر ۱۰ واضح ہے۔

۱۱۔ ہندوؤں کے ہاں دور دراز کے چشموں کو مقدس خیال کرنا اور وہاں میلے لگانا صدیوں کی روایت ہے اور یہ وہ روایت ہے کہ ہندوؤں میں سے جو مسلمان ہوئے ان میں سے بعض لوگوں نے اس عادت کو آج تک نہیں چھوڑا۔

جی ہاں! جب ایسا ہو گا تو پھر کیا ہو گا۔ مہر عبدالحق ہندوؤں کے عقیدے کو "وشنو پران" کے حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں:

"جب دیدوں کے بتائے ہوئے طریقے اور قانونی ضابطے تقریباً ختم ہو چکے ہوں گے۔ کلی عہد بھی اختتام کے قریب ہو گا تو پھر اس خدائی وجود کا ایک حصہ زمین پر نازل ہو گا جو برہما کی صورت میں اپنی ہی روحانی فطرت سے قائم ہے جو اول بھی ہے۔ آخر بھی ہے اور جو ہر چیز کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ وہ آٹھ فوق البشر صلاحیتیں لے کر "کلکی" کے نام سے سمبھل گاؤں کے مشہور براہمن خاندان "وشنو یس" میں پیدا ہو گا۔ اپنی ناقابل شکست قوتوں سے تمام ملیچھوں کو چوروں کو اور انصاف و مساوات کے دشمن لوگوں کو ختم کرے گا اور زمین پر نیکی کی عملداری قائم کرے گا۔ کلی عہد کے آخری دنوں میں جو چند لوگ زندہ ہوں گے ان کے دلوں کو شفاف و بے زنگ بنا دے گا۔ یہ پاک شدہ لوگ آئندہ نسلوں کا بیج بن جائیں گے اور "کرتا یگ" یعنی زمانہ صداقت کے قوانین کی پیروی کریں گے۔

(وشنو پران بحوالہ ہندو صنمیات ص ۲۵۶)

اے ہندو دوستو! وشنو پران نے واضح کر دیا کہ کلکی کے آنے سے قبل ویدوں کے ضابطے اور قوانین ختم ہو چکے ہوں گے۔ یعنی ویدوں کا دور ختم ہو چکا ہو گا۔

۲۔ کلی عہد بھی اختتام کے قریب ہو گا۔

یہ دو باتیں تو قابل فہم ہیں۔ مگر یہ جو دو باتیں ہیں کہ وہ خدائی وجود کا حصہ بن کر نازل ہو گا اور یہ کہ آٹھ فوق البشر صلاحیتیں لے کر پیدا ہو گا۔ یہ غیر عقلی اور طلسماتی باتیں ہیں۔ اس لئے کہ اگر خدا کا وجود بن کر وہ نازل ہوا تو خدا تقسیم ہو گا۔ ایک خدا آسمان پر رہ گیا۔ وہ بھی ناقص اور جو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حصہ زمین پر آیا وہ بھی ناقص اور ناقص کبھی خدا نہیں ہو سکتا۔ کائنات کو سنبھال نہیں سکتا۔ رہی دوسری بات فوق البشر ہونے کی تو اگر وہ ایک بھی نہیں اکٹھی آٹھ فوق البشر صلاحیتیں لے کر پیدا ہو گا تو وہ انسانوں کے لئے نمونہ کیسے بنے گا۔ بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے اپنی زندگی کو انسان کی سطح پر اسوہ بنا کر کیسے پیش کرے گا؟ کہ ہر انسان اس کے نقش قدم پر چل کر پاکیزہ انسان بن جائے لہٰذا یہ دو باتیں صاف نظر آتی ہیں کہ ملاوٹی ہیں۔ عقل کے خلاف اور فطرت کے خلاف ہیں۔

کلکی کے ہاتھوں ملیچھوں کا خاتمہ

باقی سمبل گاؤں اور "وشنویس" کا تذکرہ آگے آرہا ہے اور رہی "کلکی" کے بارے میں یہ بات کہ وہ ناقابل شکست قوتوں سے ملیچھوں (ناپاک لوگوں) کو ختم کرے گا تو یہ بات ثابت ہے اور حق ہے۔ قرآن میں اس کا تذکرہ یوں آیا ہے:

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ (الانفال:۱۲)

(میرے رسول) جب تیرا رب فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں لہٰذا مسلمانوں کے قدم جمائے رکھو۔ ابھی کافروں کے دلوں میں (تمہارا) رعب ڈال دوں گا لہٰذا تم ان کی گردنوں اور ہر جوڑ پر وار کرو۔

جی ہاں! یہ جنگ بدر کا موقع تھا جب بدر کے مقام پر مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان فیصلہ کن معرکہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس معرکے میں ناقابل شکست قوتوں یعنی اپنے فرشتوں کے ذریعہ مشرکین مکہ کی گردنیں اڑوا رہا ہے۔ ان کے جوڑوں کو تڑوا رہا ہے۔ یہ مشرکین مکہ کون تھے۔ قرآن ان کا ذکر کر کے یہ بات بھی واضح کر دیتا ہے۔ فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (التوبہ:۲۸)

اے ایمان والو! بلاشبہ مشرک لوگ ملیچھ (ناپاک) ہیں لہٰذا اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی نہ جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی بدر کی شکست کے بعد جب مکہ بھی فتح ہو گیا تو اللہ نے اب یہ حکم دیا کہ یہ ملیچھ لوگ حرمت و اکرام والے کعبہ کے اندر جانا تو دور کی بات ہے اس کے قریب بھی نہ جائیں۔ اس کا مطلب ہوا کہ بدر میں جو مکہ کے لوگ مارے گئے اور شکست کھا گئے وہ ملیچھ تھے۔ لہٰذا "وشنو پران" کی یہ بات سچ ثابت ہو گئی کہ وہ اپنی ناقابل شکست قوتوں سے ملیچھوں کو ختم کر دے گا۔ لاریب، ملائکہ ناقابل شکست قوتیں ہیں۔

کلکی کے ہاتھوں ڈاکوؤں اور فسادیوں کا خاتمہ

وشنو پران کی دوسری بات یہ کہ وہ چوروں کو ختم کر دے گا۔ آیئے! دیکھیں چوروں اور ڈاکوؤں کو "کلکی" نے کس طرح ختم کیا۔

ڈاکوؤں اور فسادیوں کے بارے میں کلکی پہ نازل ہونے والے قرآن نے یوں حکم دیا:

إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۝

(المائدہ:۳۳)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں اذیت سے قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔ ان کے لئے یہ ذلت دنیا میں ہے جبکہ آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے۔

قرآن میں آنے والے اس حکم پر "حضرت کلکی" نے کس طرح عمل کیا۔ ہندو دوستو! یہ بھی عبرت کا مقام ہے۔ ملاحظہ ہو:

"عکل" اور عرینہ (قبیلوں) کے کچھ لوگ آپ ؐ کے پاس مدینہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ پھر مدینے کی آب و ہوا انہیں موافق نہ آئی لہٰذا بیمار ہو گئے۔ اس پر اللہ کے رسول ؐ نے ان کی درخواست پر چند اونٹ اور سرکاری چرواہا ان کے ساتھ کئے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہا کہ تم مدینہ سے ذرا باہر کھلی جگہ رہو اور دودھ پیو۔ چنانچہ وہ صحتمند ہو گئے اور خوب موٹے تازے ہو گئے تو ایک دن ان کی نیت میں فتور پیدا ہوا۔ اسلام کو ترک کیا۔ سرکاری چرواہے یسار کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر کر اندھا کر دیا اور طرح طرح کی تکلیفیں دے کر قتل کر ڈالا اور اونٹ لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ ؐ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ ؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ ان کو گرفتار کر کے لائیں۔ جب وہ گرفتار کر کے آپ کے سامنے لائے گئے تو آپ ؐ نے ان کے لئے سزا سنائی چنانچہ آپ ؐ کی سنائی گئی سزا کے مطابق ان کی آنکھوں میں بھی گرم سلائیاں پھیر دی گئیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور حرہ کے ایک کونے میں پھینک دیئے گئے۔ وہ اسی حالت میں مر گئے۔ وہ پانی مانگتے تھے مگر کوئی انہیں پانی نہ دیتا تھا۔

ابو قلابہ کہتے ہیں یہ سزا اس لئے ملی کہ انہوں نے چوری کی۔ خون بہایا۔ ایمان کے بعد کفر کا ارتکاب کیا اور رسول کریم ؐ سے جنگ کی۔

(بخاری)

یہ ہوئی سزا ان لوگوں کی جنہوں نے ایک وقت میں کئی جرائم کر کے فساد مچایا۔ رہے چور تو ان کے بارے میں قرآن نے فرمایا:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (المائدہ:۳۸)

چور مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کے کئے کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے سامان عبرت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یاد رہے! ایک بار قریش کے نامور قبیلے بنو مخزوم کی ایک عورت جس کا نام فاطمہ تھا، چوری کر لی۔ جرم ثابت ہوا۔ آپ ؐ نے حد لگا دی مگر لوگوں نے آپ کے محبوب صحابی اور منہ بولے بیٹے اسامہ بن زید سے سفارش کروائی کہ ایک تو یہ قرشیہ ہے۔ دوسرا اس کا نام بھی اللہ کے رسول ؐ کی بیٹی کے نام جیسا فاطمہ ہے، لہٰذا لوگ مغالطے میں پڑ جائیں گے کہ کون سی فاطمہ کا ہاتھ کاٹا گیا؟ لہٰذا معاف کی جائے۔ جب اسامہ بن زید جو اللہ کے رسول ؐ کے ہاں بڑے محبوب اور بیٹے بنے ہوئے تھے، سفارش کی تو آپ ؐ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا: تم اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

ہندو دوستو! بقول تمہاری کتابوں خاص طور پر "وشنو پران" کے مطابق "کلکی" کہ جنہوں نے انصاف کو درجہ کمال پر پہنچا دیا اور یہ کہ مساوات کا پرچم بھی بلند کر دیا۔ جی ہاں! انہوں نے ایسا پرچم بلند کیا کہ یہاں تک واضح کر دیا فرمایا:

"پہلے لوگ اس لئے ہلاک کر دیئے گئے کہ اگر کوئی کمزور آدمی جرم کرتا تو اس پر توحد قائم کر دیتے اور اگر کوئی طاقتور ایسا کرتا تو اسے معاف کر دیتے۔"

جی ہاں! اب ایسا نہیں ہوا بلکہ آپؐ کے اپنے خاندان کی عورت کا ہاتھ کٹ گیا۔ یہ تھی مساوات جس کو عملی طور پر ثابت کیا "کلکی" نے اور یوں اللہ کی زمین پر نیکی کی عملداری قائم ہو گئی۔

کلکی کے پوتر (پاکباز) صحابہ

"وشنو پران" کی اگلی بات بھی قابل غور ہے۔ کالی عہد کے آخری دور میں جو چند لوگ زندہ ہوں گے ان کے دلوں کو شفاف و بے زنگ بنا دے گا۔ یہ پاک لوگ آئندہ نسلوں کا بیج بن جائیں گے اور "کرتا یگ" یعنی زمانہ صداقت کے قوانین کی پیروی کریں گے۔"

ہندو دوستو! "وشنو پران" نے یہاں جن لوگوں کی تعریف کی ہے یہ جناب کلکی کے صحابہ یعنی ساتھی ہیں۔ اپنی مقدس کتاب کی روشنی میں جناب کلکی کے ساتھیوں کی زندگیاں اور ان کے واقعات پڑھئے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ کیسے شفاف دل اور بے زنگ لوگ تھے۔ یہ لوگ حقیقتاً اور عملاً اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لئے بیج بن گئے۔ نمونہ بن گئے۔ چنانچہ چودہ سو سال سے مسلمان ان صحابہ کی زندگیوں سے درس لے کر دور صداقت کے قوانین کی پیروی کر رہے ہیں۔

ان کے دور کو خود جناب "کلکی" نے "خیر القرون قرنی" (بخاری)

زمانوں میں بہترین زمانہ میرا ہے۔

کہہ کر زمانہ حق وصداقت قرار دیا۔

ہندو دوستو! ان لوگوں کی زندگیاں ملاحظہ کر کے دیکھ لیجئے۔ یہ لوگ طلسماتی لوگ نہ تھے۔ فوق البشر نہ تھے۔ چیستانی قصے ان کے ساتھ وابستہ نہیں۔ دیومالائی داستانیں ان سے چمٹی ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ یہ انسان تھے مگر انسانوں میں اعلیٰ ترین اوصاف کے حامل تھے۔ یہ اوصاف ان میں قرآن نے پیدا کر دیئے تھے۔ وہ قرآن کہ جو ان کی موجودگی میں جناب "کلکی" پر نازل ہو رہا تھا۔ جناب کلکی اس قرآن پر خود بھی عمل کر رہے تھے اور اپنے ساتھیوں سے بھی کروا رہے تھے۔ چنانچہ آپؐ کے یہ ساتھی، یہ صحابہ اپنی زندگیوں کا ایسا ورثہ چھوڑ گئے۔ وہ اپنی زندگیوں کو انسانیت کے لئے قیامت تک کے لئے ایسا بیج بنا گئے کہ جب کوئی مصلح چاہے ان بیجوں کو بار آور کر کے ہرا بھرا گلستان کھڑا کر دے۔ اسی طرح کا گلستان جس طرح کا صحابہ کا گلستان تھا۔ وہ کہ جس کی طرف دیکھ کر گلستان کا مالک یعنی جناب کلکی خوش ہوا کرتے تھے۔ ان بیجوں کی آبیاری کا منظر اور گلستان صحابہ کا نظارہ قرآن کی ایک آیت سے کیجئے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَ عَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا○ (الفتح:۲۹)

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت مگر باہم مہربان ہیں۔ تم انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھو گے (اس حالت میں پاؤ گے) کہ وہ اللہ کے فضل اور رضامندی کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ ان کی پہچان ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان سے ہے۔ ان کی یہی صفت تورات میں بیان ہوئی ہے اور یہی انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی ہو۔ جس نے اپنی کونپل نکالی۔ پھر اسے مضبوط کیا۔ پھر وہ موٹی ہوئی اور اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی۔ وہ کسانوں (باغبان) کو خوش کرتی ہے تاکہ کافروں کو ان کی وجہ سے غصہ دلائے۔ ان میں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

بقول "وشنو پران" کے یہ ہیں آنے والی نسلوں کے لئے بیج اور پاک شدہ لوگ" کہ جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے رسول اور سالار محمد عربی ﷺ فداہ ابی وامی ہیں کہ جنہیں ہندو کتابوں میں "کلکی" کہا گیا ہے اور کلکی کو تصاویر میں ایک سفید رنگ کے انسان کی صورت میں دکھایا جاتا ہے جو ایک سفید گھوڑے پر سوار ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک تلوار ہے۔

ہندو دوستو! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لو آپ کا رنگ بھی سفید تھا۔ سرخی مائل تھا۔ لباس آپ سفید پہنا کرتے تھے۔ آپ کی سواری خچر بھی سفید تھا۔ جی ہاں! "کالی یگ" جا چکا۔ سفیدہ نمودار ہو چکا۔ اس میں سرخی کا رنگ بھی آ چکا للہذا سفید سواری پہ سوار۔ سفید چہرے والے محمدؐ کے صاف اور سفید دین کو مان لو۔ وہ دین کہ جسے خود رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے "البیضاء" سفید اور چمکدار کہا۔

کلکی کے بارے میں کچھ مزید باتیں

فرانس میں معروف عالمی ریسرچ اسکالر ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب "خطبات بہاولپور" جسے بہاولپور یونیورسٹی نے شائع کیا۔ اس میں ڈاکٹر صاحب ہندوؤں کے "پرانوں" (مذہبی کتب) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"آخری زمانے میں ایک شخص ریگستان کے علاقے میں پیدا ہو گا۔ اس کی ماں کا نام "قابل اعتماد" اور باپ کا نام "اللہ کا غلام" ہو گا۔ وہ اپنے وطن سے شمال کی طرف جا کر بسنے پر مجبور ہو گا اور پھر وہ اپنے وطن کو دس ہزار آدمیوں کی مدد سے فتح کرے گا۔ جنگ میں اس کی رتھ کو اونٹ کھینچیں گے اور وہ اونٹ اس قدر تیز رفتار ہوں گے کہ آسمان تک پہنچ جائیں گے۔

(خطبات بہاولپور۔ مطبوعہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۱ء از بہاولپور یونیورسٹی)

اس کے بعد ہندوستان میں ایک کتاب شائع ہوئی اس کا نام "کلکی اوتار" ہے۔ مصنف الہ آباد یونیورسٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ مصنف جو کہ بنگالی ہندو ہے اور سنسکرت کا ماہر ہے اس کا نام "پروفیسر پنڈت وید پرکاش اپادھیائے" ہے۔ اس کتاب کو وید پرکاش جیسے برہمن ہندو نے بڑی تحقیق کے بعد لکھا۔ اسے آٹھ پنڈتوں کے سامنے پیش کیا جن کا شمار ہندوؤں کے چوٹی کے مذہبی دانشوروں میں کیا جاتا ہے۔ ان سب نے "کلکی اوتار" نامی کتاب میں تحقیق کی تصدیق کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پنڈت وید پرکاش اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''ہماری جن بڑی کتابوں میں رہبر اور راہنما کا ذکر ''کلکی اوتار'' کے نام سے کیا گیا ہے وہ در حقیقت عربستان کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر ہی صادق آتا ہے۔ اس لئے ساری دنیا کے ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ مزید کسی انتظار کی تکلیف نہ کریں بلکہ اس ہستی ''کلکی اوتار'' یعنی پیغمبر اسلام پر ایمان لے آئیں۔ ''وید'' میں مذکور ہے کہ ''کلکی اوتار'' اس دنیا میں بھگوان (اللہ) کے آخری پیغمبر ہوں گے جو ساری دنیا کی راہنمائی کے لئے بھیجے جائیں گے۔''

مزید برآں، پنڈت صاحب نے اپنی مذہبی کتابوں کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ ہماری کتابوں میں دی گئی پیشگوئی کے مطابق ''کلکی اوتار'' ایک دیپ یعنی جزیرہ میں پیدا ہوں گے۔ اور یہ جزیرہ عرب ہی کا علاقہ ہے جو ''جزیرۃ العرب'' کے نام سے معروف ہے۔

الغرض اس کتاب نے ہندوستان میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اس پر کئی مضامین شائع ہوئے۔ ایسا ہی ایک مضمون پاکستان کے صوبہ سندھ کے معروف شہر حیدر آباد سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''بیداری'' نے مارچ ۱۹۹۷ء میں شائع کیا۔ جس سے ہم نے یہ معلومات لیں۔

اس کے بعد ہندوستان کے ایک معروف عالم دین شیخ ابن اکبر الاعظمی نے اس موضوع پر کافی سارا مواد اکٹھا کیا۔ یہ مواد انہوں نے ازراہ مہربانی مجھے بھیج دیا۔ میں نے اس مواد کو ''محمدؐ ہندو کتابوں میں'' کے نام سے ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل کتاب کی شکل میں اردو اور انگریزی میں شائع کر دیا۔ یہ کتاب کہ جسے پڑھ کر کئی ہندو مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس میں دی گئی چند معلومات ہم یہاں پیش کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

کلکی اوتار اور اس کی خصوصیات

پران یا پوران ہندو دھرم کی مشہور کتابیں ہیں۔ یہ کل اٹھارہ بتائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب بھوشیہ پران ہے۔ بھوشیہ کے معنی پیشینگوئی کے ہیں۔ چونکہ اس پران میں آئندہ پیش آنے والی باتوں کا ذکر ہے، اس لئے اس کا نام بھوشیہ پران ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلکی اوتار کا نام

مذکورہ بھوشیہ پران کی ایک فصل پرتی سرگ ہے۔ اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ جو رسول "کل جگ" میں پیدا ہو گا، اس کا نام "سروانما" ہو گا۔ "انما" اس شخص کو کہتے ہیں جس کی تعریف و ثنا کی جائے اور "سرو" کا معنی ہے دوسروں سے زیادہ یا سب سے زیادہ۔ لہٰذا "سروانما" کا معنی ہوا جس کی دوسرے سے زیادہ یا سب سے زیادہ تعریف کی جائے اور معلوم ہوا کہ ٹھیک یہی معنی عربی زبان کے لفظ "محمد" (ﷺ) کا ہے۔ دونوں میں اس کے سوا کوئی فرق نہیں کہ ایک سنسکرت ہے، ایک عربی۔

کلکی اوتار کے والد اور والدہ کا نام

کتاب کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۱۱ میں ہے:

یعنی کلکی اوتار "سومتی" سے پیدا ہو گا اور اس کے باپ کا نام "ویشنو دیش" ہو گا۔

"سومتی" کا لفظی ترجمہ "آمنہ" ہے اور "ویشنو دیش" کا عبداللہ۔ اور دنیا جانتی ہے کہ محمد ﷺ کے والد کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا۔ کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۴ میں اور بھاگوت پوران، سرگ ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۱۸ میں بھی آپ کے والد کا نام "ویشنو دیش" (یعنی عبداللہ) بتایا گیا ہے جیسا کہ آرہا ہے:

جائے پیدائش اور خاندان

بھاگوت پران، اسکنڈ ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۱۸ اور کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۴ بالترتیب یہ ہیں:

یعنی کلکی اوتار "شنبل گرام" میں ویشنو دیش" کے یہاں ان کے برہمن منت (دینی پیشوا) کے گھر پیدا ہوا۔

اب ان اشلوکوں میں آئے ہوئے الفاظ پر غور کیجئے "شنبل" کے معنی امن والا اور گرام کے معنی شہر اور گاؤں۔ پس "شنبل گرام" کا معنی ہوا امن والا شہر اور پوری دنیا میں یہ نام اور یہ صفت صرف مکہ کی ہے۔ اسی لئے قرآن میں اس کو "البلد الامین" امن والا شہر کہا گیا ہے اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام نے بھی جب اس کو اپنی ذریت سے آباد کیا تو یہی دعا کی کہ!

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا (ابراھیم:۳۵)

اے پروردگار! اسے امن والا شہر بنا۔

چنانچہ یہ ایسا امن والا شہر ہوا کہ دور جاہلیت میں بھی جب ذرا ذرا سی بات پر لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ لیتے تھے۔ یہاں اگر کوئی اپنے باپ کے قاتل کو بھی پا جاتا تو اف تک نہ کہتا تھا (یعنی معافی اور برحم دلی کا جذبہ اس قدر بڑھ گیا)۔

"ویشنو" اصلاً اللہ کا نام ہے۔ جب ہندوؤں میں شرک آیا تو انہوں نے اسی نام کا ایک دیوتا مان لیا۔ "ویش" غلام اور بندے کو کہتے ہیں لہٰذا "ویشنو ویش" کا معنی ہوا اللہ کا بندہ، جسے عربی میں "عبداللہ" کہیں گے۔ یعنی عبد اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام تھا۔

"برہمن مہنت" دینی پیشوا کو کہتے ہیں۔ مکہ کے دینی پیشوا پہلے ہاشم تھے، پھر مطلب، پھر ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب۔ ان ہی عبدالمطلب کی دینی پیشوائی کے عہد میں ان کے گھران کے بیٹے عبداللہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ پس کس قدر سچی تصویر ہے جو ان اشلوکوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ، خاندان اور شہر کی کھینچی گئی ہے۔

تاریخ پیدائش

کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۱۵ میں ہے:

یعنی کلکی اوتار بیساکھ مہینے کی ۱۲ تاریخ کو پیدا ہوگا۔ (ساتویں صدی ہوگی)۔

بیساکھ ہندی کا مشہور مہینہ ہے جو اب بھی ہندی کیلنڈروں میں اسی نام سے لکھا جاتا ہے۔ ہندی کیلنڈر کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ بیساکھ ۶۲۸ بکرمی کو پیدا ہوئے۔ اس دن عربی کیلنڈر کے حساب سے ماہ ربیع الاول س۱، عام الفیل کا دوسرا دوشنبہ (سوموار) تھا اور یہ دن ہندو کیلنڈر اور عقیدہ کے مطابق نہایت مقدس دن تھا۔

کلکی اوتار کا زمانہ

آگے اشلوکوں میں آرہا ہے کہ کلکی اوتار گھوڑے اور اونٹ کی سواری کرے گا اور اپنے ساتھ تلوار رکھے گا جس سے دین کے دشمنوں کو تباہ کرے گا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کلکی اوتار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسے دور میں آئیں گے جب سواری کے لئے گھوڑے اور اونٹ اور جنگ کے لئے تلوار استعمال ہو رہی ہو گی اور ظاہر ہے کہ یہ زمانہ کافی پہلے گزر چکا ہے۔ اب گھوڑے اور اونٹ کی بجائے کاروں، ٹرینوں اور ہوائی جہازوں کی سواری کا دور ہے اور تلوار کی جگہ توپ، ٹینک گولے اور میزائل چل رہے ہیں۔ لہٰذا موجودہ اور آئندہ دور میں اس رسول کا انتظار فضول ہے۔ اسے تاریخ کے گزشتہ عہد میں تلاش کرنا چاہئے اور اس کے خصائص کی روشنی میں اس کی تعیین کرنی چاہئے اور یہ نہ بھولنا چاہئے کہ محمد ﷺ گھوڑوں، اونٹوں اور تلواروں کے عہد میں بھیجے گئے تھے۔

کلکی اوتار کے والد اور والدہ کی وفات

کلکی پوران اور بھاگوت پران اسکنڈ ۱۲ میں مذکور ہے کہ "کلکی اوتار کے والد اس کی پیدائش سے پہلے انتقال کر جائیں گے اور والدہ اس کی پیدائش کے تھوڑے ہی عرصہ بعد انتقال کر جائیں گی"۔

یہ دونوں باتیں بھی محمد ﷺ پر بالکل ٹھیک ٹھیک صادق آتی ہیں۔ آپ ﷺ کے والد آپ ﷺ کی پیدائش سے کچھ دن پہلے فوت ہو گئے اور والدہ آپ کی پیدائش کے چھ برس بعد وفات پا گئیں۔

شادی اور بیوی

مذکورہ دونوں کتابوں میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ

"کلکی اوتار" سالمل دیپ" کی سیدہ سے شادی کرے گا اور شادی کا یہ کام اس کے ایک چچا اور تین بھائی انجام دیں گے۔"

قدیم ہندوؤں کے نزدیک "سالمل دیپ" جزیرۃ العرب اور سرزمین کنعان یعنی فلسطین کو کہتے ہیں۔ چونکہ سرزمین کنعان میں کلکی اوتار کی گزشتہ اور آئندہ صفات کے متصف کوئی بھی انسان نہیں پایا گیا اس لئے یہاں سالمل دیپ سے جزیرہ عرب ہی مراد ہو گا۔ عرب کے سردار قریش تھے اور سیدہ خدیجہ قریشی عورتوں کی سردار تھیں۔ لہٰذا یہی عرب کی سیدہ ہوئیں اور معلوم ہے کہ محمد ﷺ نے ان سے شادی کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر شادی کا یہ کام آپ کے چچا ابو طالب نے انجام دیا اور ان کے تین لڑکوں جعفر، طالب اور عقیل نے انتظامات کئے اور یہ تینوں محمد ﷺ کے چچیرے بھائی تھے۔

کلکی اوتار اور غار حراء

کلکی پوران یہ بھی بتلاتی ہے کہ "کلکی اوتار ایک پہاڑ کی گھپا (غار) میں جائے گا اور وہاں پر شورام سے علم حاصل کرے گا"

اور معلوم ہے کہ محمد ﷺ حراء نامی پہاڑ کے ایک غار میں جا کر عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے اور یہاں پر ایک رات اچانک حضرت جبریل علیہ السلام اللہ کی وحی لے کر آئے کہ! اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ○ پڑھ! اپنے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا.... تو یہ تھا آپ کا پہلی بار علم حاصل کرنا۔ اس کے بعد تحصیل علم کا یہ سلسلہ زندگی بھر قائم رہا۔

پرشورام۔ ہندوؤں کے نزدیک ایک فرشتے کا نام ہے۔ جس کا ایک خاص کام یہ ہے کہ وہ دین کے دشمن کفار و ملحدین پر عذاب لاتا ہے اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کی زبان میں بعینہٖ اس فرشتے کو جبریل کہا جاتا ہے۔ جبریل علیہ السلام کا ایک نام روح القدس بھی ہے اور پرشوم رام کے سنسکرت لفظ کا بھی یہی معنی ہے۔

کلکی اوتار کی ہجرت پھر اپنے شہر کی فتح

اس کے بعد کلکی پوران میں بتایا گیا ہے کہ "کلکی اوتار اپنے دین کی دعوت اپنے شہر شنبل گرام (شہر امن) میں شروع کرے گا۔ جو سالمل دیپ (جزیرہ عرب) میں واقع ہے۔ مگر اس شہر کے لوگ اس کی مخالفت کریں گے اور اسے تکلیف پہنچائیں گے۔ چنانچہ وہ یہ شہر چھوڑ کر شمال کی طرف ایک دوسرے شہر کو، جو چٹانوں اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہوگا، ہجرت کر جائے گا۔ پھر ایک عرصے کے بعد تلوار لئے ہوئے اپنے شہر کو واپس آئے گا اور اسے فتح کرے گا اور اس کے بعد سارا ملک فتح ہو جائے گا"۔

اب آپ دیکھئے کہ محمد ﷺ پر اس پیشینگوئی کی مطابقت سورج کی طرح روشن ہے۔ آپ ﷺ نے وحی آنے کے بعد اپنے شہر مکہ مکرمہ میں جو شنبل گرام (البلد الامین) ہے اور سالمل دیپ (جزیرۃ العرب) میں واقع ہے، اپنی دعوت شروع کی۔ وہاں کے لوگوں نے آپ ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کی اور تکلیفیں پہنچائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجبور ہو کر مدینہ منورہ ہجرت کی۔ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ سے شمال کی طرف چار سو کلومیٹر سے زیادہ دوری پر واقع ہے اور ہر طرف سے چٹانوں اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ یہاں آتے ہی مکہ والوں نے لڑائیاں شروع کر دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہجرت کے آٹھویں سال آپؐ نے تلوار اور لشکر لے کر مکہ کا قصد فرمایا اور اسے فتح کر کے وہاں اللہ کا حکم نافذ کر دیا۔ ادھر مکہ فتح ہونا تھا کہ عرب کے سارے علاقے فتح ہوتے چلے گئے۔ یعنی اس کے بعد تقریباً ایک سال میں پورا عرب زیر نگیں آگیا۔

براق اور معراج

بھاگوت پوران اسکنڈ ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۱۹، ۲۰ میں (جو آگے آ رہے ہیں) اور دوسرے اشلوکوں میں بھی بتایا گیا ہے کہ:

"کلکی اوتار کو ایک اڑنے والا گھوڑا دیا جائے گا جو بجلی سے بھی تیز ہو گا اور یہ اس پر سوار ہو کر زمین کی اور ساتوں آسمانوں کی سیر کرے گا۔"

یہ اسراء اور معراج کے واقعہ کا بیان ہے۔ اس کے لئے آپ کو براق دیا گیا تھا جو قدو قامت میں تو گھوڑے اور گدھے کے بیچ بیچ کا تھا مگر رفتار میں بجلی سے بھی تیز تھا۔ اس کا قدم اس کی نگاہ کی انتہاء پر پڑتا تھا۔ محمد ﷺ نے اس پر بیٹھ کر مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک سفر کیا۔ پھر بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں کی سیر کی۔

براق کی سواری کی یہ علامت ہندو روایات میں اتنی پختہ ہے کہ جگت گرو سرور عالم کے مصنف نے لکھا ہے کہ "الور کے غار جو اورنگ آباد کے علاقے میں ہیں، یہاں متعدد دیو ستان ہیں جہاں پتھر کے تراشے ہوئے بت ملتے ہیں۔ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ دیو ستانیں دو ہزار سال پیشتر کے ہیں۔ من جملہ ان کے ایک دیو ستان جس کا نمبر ۱۶ ہے، اس کا نام رنگ محل ہے، اس میں ہر اوتار کی مورت کے سامنے اس کی سواری ہے۔ کلکی اوتار جو دسواں اوتار ہے، اس کی صورت نہیں ہے۔ صرف دو سواریاں چھت میں پتھر پر تراشیدہ ہیں جو براق کے مشابہ ہیں۔

(ویدک دھرم اور نبی اکرم ﷺ ص ۹۰، ۹۱ تالیف: سلام اللہ صدیقی بنارس)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کلکی اوتار تلوار اٹھائے گا

بھاگوت پوران کے اسی مقام پر یہ بھی مذکور ہے کہ

"کلکی اوتار دین دشمنوں سے تلوار کے ذریعہ جنگ کرے گا اور بادشاہوں اور حکمرانوں کے بھیس میں چھپے ہوئے کروڑوں شریروں اور بدمعاشوں کو کچلے گا۔"

اب دیکھئے کہ ٹھیک ٹھیک یہی بات محمد ﷺ کو حاصل ہوئی۔ آپ نے دشمنان دین سے بذریعہ تلوار جنگ کی۔ انہیں معرکوں میں شکست دی، لڑائیوں میں ان پر غالب آئے، شریروں، کافروں، ملحدوں کو کچلا اور سرداروں، حکمرانوں اور بادشاہوں کو ماتحتوں سمیت حق قبول کرنے اور رب کے حکم کے تابع فرمان ہونے پر مجبور کیا۔ یہ بات کسی اور نبی کو حاصل نہ ہو سکی۔

جنگ میں فرشتوں کے ذریعہ مدد

کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۷ میں ہے:

یعنی "جنگ کے اندر فرشتوں کے ذریعہ کلکی اوتار کی مدد کی جائے گی۔"

یہ بات بھی محمد ﷺ کے لئے معروف ہے۔ اللہ نے جنگ بدر میں فرشتوں کے ذریعہ آپ کی مدد فرمائی۔ پھر جنگ احد میں جب کفار نے آپ کو گھیر رکھا تھا تو دو فرشتوں جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے آپ کی طرف سے سخت لڑائی کی۔ اس کے بعد جنگ خندق میں فرشتوں کی فوج نے آکر کفار کو شکست دی۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے آکر نبی ﷺ کو بنی قریظہ سے مقابلہ آرائی کے لئے نکلنے کا حکم دیا اور خود فرشتوں کے جلو میں آگے بڑھ کر ان میں زلزلہ برپا کیا۔ پھر غزوہ حنین کے دن آپ ﷺ کی مدد کے لئے فوج در فوج فرشتے نازل ہوئے۔

چار خلفاء سے تائید

کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۵ میں ہے:

یعنی "کلکی اوتار اپنے چار مددگاروں کے ذریعہ شیطانوں کو کچلے گا۔"

واضح رہے کہ محمد ﷺ نے دعوت و جہاد کا جو کام بھی کیا، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار خلفاء آپ کے وزیر و مددگار رہے۔ یعنی ابوبکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم۔ پھر جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ وفات پا گئے تو بالترتیب ان چاروں نے یکے بعد دیگرے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ چنانچہ شیطانوں کا خاتمہ کیا، دشمنانِ دین کو کچلا، اسلام اور مسلمانوں کا علم بلند کیا اور دور دور تک اسلام کا بول بالا کیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حکومت سنبھالتے ہی مرتدوں کو کچلا۔ اس کے بعد فارس و روم سے ٹکرلی جس کے نتیجہ میں ان دونوں قلمرو میں اسلام پھیلانے کے لئے راستہ ہموار ہو گیا۔ اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے عراق و عجم سے فارسی حکمرانی ختم کر دی اور شام و مصر سے رومیوں کو نکال باہر کیا۔ ان کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی باری آئی۔ انہوں نے بھی اپنے پیشرو کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مغرب میں افریقہ کے اندر اور مشرق میں خراسان اور ماوراء النہر تک اسلام کے جھنڈے گاڑ دیے۔ ان کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے۔ اس وقت داخلی فتنے کا زور تھا، جسے فرو کرنے کے لئے انہوں نے کوئی کمزوری نہیں دکھائی بلکہ اہل نظر کی نظر میں کچھ زیادہ ہی طاقت استعمال کی۔ پھر اس سیاسی فتنے کے پہلو بہ پہلو عقائد کے فتنے نے سر اٹھایا جس کا انہوں نے صفایا کر دیا۔

غرض ان پیہم کوششوں کی بدولت ان چاروں خلفاء نے بادشاہوں، وزیروں، نوابوں، امیروں، حکمرانوں، درباریوں، خادموں، حاشیہ نشینوں، لشکروں، فوجوں، طبلچیوں، مفاد پرست شیطانوں اور دین دشمنوں کو جو انسانی معاشرے کو من مانے طور پر برائیوں کی طرف ہانکے لے جا رہے تھے، کچل کر رکھ دیا۔ چنانچہ جب ان بد معاشوں کے اقتدار کا جوا لوگوں کی گردن سے اتر گیا تو سعادت مند لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے اور دنیا نے خیر و برکت، نور و سعادت، عبادت و عدالت، قیام بالحق، امن و سلامتی اور خوشحالی و طمانیت کا وہ منظر دیکھا کہ پچھلی تاریخ میں جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی اور نہ وہاں تک پہنچنے کی کسی غیر مسلم نے ہمت کی۔

دنیا کی سروری و سرداری

بھاگوت پوران، سکنڈ ۱۲، ادھیائے ۱۲ اشلوک ۱۹ میں کلکی اوتار کو جگت پتی کہا گیا ہے جس کا معنی ہے "دنیا کا سردار" اور دنیا کے سردار ہونے کا لازمی نتیجہ یہ بھی ہے کہ وہ ساری دنیا کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہو۔

اب محمد ﷺ کو دیکھئے کہ آپ ساری دنیا کے سردار تھے۔ اسی لئے آپ کو آج تک سرور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سردر عالم کہا جاتا ہے، پھر آپ ؐ ساری دنیا کی طرف پیغمبر بھی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ آپ ؐ نے کالے گورے سب کو دین اسلام کی دعوت دی اور کسی استثناء کے بغیر دنیا کی ہر قوم کے لوگوں نے آپ ؐ کی دعوت قبول کی اور آپ ؐ پر ایمان لائے۔ پھر آپ ہی کے دین اور دعوت اور وجود میں لائے ہوئے سماج کی بدولت لوگوں نے ان انسانی حقوق اور حریت و شرف کو جانا جن کا انہیں پہلے سے کوئی علم نہیں تھا اور اسی کی بدولت ظلم و جور اور شقاوت و فساد سے نکل کر اس حریت و شرف اور ان حقوق سے بہرہ ور ہوئے اور انہیں ایسی اساسی حیثیت دی کہ اب انہی پر انسانی معیشت و حیات کا دارومدار ہے لہٰذا سارے کے سارے انسان آپ کے فضل و احسان کے مرہون منت ہیں اور سب کے سب اس راستہ پر چل رہے ہیں جسے آپ نے روشن کیا ہے، چاہے اس کا اقرار کریں یا نہ کریں۔ لوگ درحقیقت صرف ان دینی معاملات میں آپ کی مخالفت کر رہے ہیں جن کی پابندی لوگوں پر گراں گزرتی ہے۔ ورنہ جہاں تک دنیاوی حقوق کا تعلق ہے تو وہ آپ ؐ ہی سے سیکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ ہی اس دنیا میں بھی لوگوں کے سردار ہیں اور بروز قیامت بھی لوگوں کے سردار ہوں گے۔ آپ ؐ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ میں قیامت کے روز اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور کوئی فخر نہیں۔

نبوت و رسالت کا خاتمہ

بھاگوت پوران پرتھم اسکنڈ ادھیائے ۳، اشلوک ۲۵ میں ہے کہ "بڑے بڑے پیغمبر چوبیس ہیں۔ کلکی اوتار آخری پیغمبر ہوگا جو سارے پیغمبروں کا خاتمہ ہوگا۔"

معلوم ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسا پیغمبر اور نبی نہیں آیا جس نے اپنے اوپر نبوت و رسالت کے خاتمے کا دعویٰ کیا ہو اور آپ ﷺ کے بعد جس نے بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، ثابت ہوا کہ وہ جھوٹا اور دجال تھا۔ لہٰذا تنہا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی شخصیت ہے جو خاتم النبیین ؐ ہے۔

حسن و جمال

بھاگوت پوران سکنڈ ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۲۰ میں کلکی اوتار کے متعلق بتایا گیا ہے کہ "وہ ایسا خوبصورت ہوگا کہ اس کے حسن و جمال کی مثال نہ ہوگی۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور محمد ﷺ ایسے ہی خوبصورت تھے کہ آپ کا چہرہ سب سے زیادہ حسین و جمیل اور جگمگاتا ہوا تھا۔ مختلف صحابہؓ سے احادیث میں آپ کے چہرے کا یہ وصف منقول ہے کہ آپ کا چہرہ مبارک گورا، پر کشش، روشن رنگ اور سرخی آمیز تھا۔ یعنی گلاب کی طرح تھا۔ اتنا خوبصورت کہ گویا اس میں سورج دوڑ رہا ہے اور جب خوش ہوتے تو یوں دمک اٹھتا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ وہ چودھویں کے چاند کی طرح جگمگایا کرتا تھا۔ پسینہ آنے پر پیشانی کی دھاریاں اس طرح چمکتیں جیسے روشن بادل چمکتا ہے۔ آپ ﷺ کو دیکھتے تو محسوس ہوتا کہ طلوع ہوتا ہوا سورج دیکھ رہے ہیں۔ دور سے سب سے پر جمال و روشن رو اور قریب سے سب سے حسین و شیریں گفتار۔ آپ کو دیکھنے والا بس یہی کہہ سکتا ہے کہ آپ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد میں نے آپ جیسا انسان نہیں دیکھا۔

(بخاری و مسلم، مسند احمد، دلائل بیہقی، ترمذی، طبقات ابن سعد، المعرفۃ والتاریخ للفسوی، تہذیب التاریخ، دمشق لابن عساکر)

جسم — خوشبودار

بھاگوت پوران سکنڈ ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۲۱ میں ہے:

یعنی "کلکی اوتار کے جسم سے نہایت عمدہ خوشبو پھوٹتی ہوگی جو فضا کو معطر کرے گی اور طبیعتوں میں انتہائی فرحت لائے گی۔"

اور صحیح احادیث میں وارد ہے کہ محمد ﷺ کے جسم اور پسینے سے نہایت عمدہ خوشبو پھوٹتی تھی۔ سیدنا انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں نے کوئی حریر و دیبا نہیں چھویا جو نبی ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور نہ کبھی کوئی عنبر یا مشک یا کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے بہتر ہو۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۵۶۱، فتح الباری ۲/ ۶۵۴، صحیح مسلم، فضائل حدیث نمبر ۸۱، ۱۸۱۴)

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۵۵۳ فتح الباری ۶/ ۶۵۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، جو بچے تھے، کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ایسی ٹھنڈک اور ایسی خوشبو محسوس کی کہ گویا آپ نے اسے عطار کے عطردان سے نکالا ہے۔ (صحیح مسلم، فضائل حدیث ۶۰۵۸۰ / ۱۸۱۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا پسینہ گویا موتی ہوتا اور ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ "یہ پسینہ ہی سب سے عمدہ خوشبو ہوا کرتا تھا"

(ایضاً حدیث نمبر ۸۲، ۸۳، ۴/۱۸۱۵)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "آپ کسی راستے سے تشریف لے جاتے اور آپ کے بعد کوئی اور گزرتا تو آپ کے جسم یا پسینے کی خوشبو کی وجہ سے جان جاتا کہ آپ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں"

(مسند داری ۱/۳۲)

خصوصیات کا خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ ہندو کتب میں کلکی اوتار کے لئے آٹھ ربانی صفات کا ذکر ہے، وہ کل کی کل محمد ﷺ میں بڑے امتیاز کے ساتھ موجود تھیں اور ان کے علاوہ باقی جن صفات و خصوصیات کا ذکر ان کتابوں میں کلکی اوتار کے لئے ہے وہ بھی سب کی سب محمد ﷺ میں پورے طور پر موجود تھیں۔ جبکہ یہ خصوصیات کسی دوسرے نبی اور رسول میں نہیں پائی گئیں۔ اس لئے یہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس کلکی اوتار سے محمد ﷺ ہی مراد ہیں۔ آیئے! ان خصوصیات کو ایک بار پھر دہرائے لیتے ہیں۔

۱۔ اس (کلکی اوتار) کا نام "سروانما" ہو گا۔ سروانما کا معنی ہے "محمد" (ﷺ)

۲۔ اس کے والد کا نام "وشنو ویش" ہو گا۔
اس کا معنی ہے "عبداللہ" (اور یہی محمد ﷺ کے والد کا نام تھا)

۳۔ اس کی والدہ کا نام "سومتی" ہو گا۔ اس کا معنی ہے "آمنہ" (اور یہی محمد ﷺ کی والدہ کا نام تھا)

۴۔ وہ "شنبل گرام" میں پیدا ہو گا۔ اس کا معنی ہے "البلد الامین" امن والا شہر (اور یہ مکہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نام اور اس کا وصف ہے)

۵۔ یہ شنبل گرام "سالمل دیپ" میں ہے۔ سالمل دیپ جزیرہ عرب کو کہتے ہیں۔

۶۔ وہ ان کے "برہمن مت" یعنی دینی پیشوا کے گھر پیدا ہو گا (محمد ﷺ عبدالمطلب کے گھر پیدا ہوئے جو مکہ کے دینی پیشوا تھے)۔

۷۔ وہ ساتویں صدی بکرمی میں ماہ بیساکھ کی ۱۲ تاریخ کو پیدا ہو گا۔ (محمد ﷺ کی پیدائش اسی تاریخ اور مہینے میں ۶۲۸ بکرمی میں ہوئی)

۸۔ اس کے والد اس کی پیدائش سے پہلے مر جائیں گے اور والدہ پیدائش کے کچھ عرصہ بعد (محمد ﷺ کے ساتھ ٹھیک یہی بات ہوئی۔ والد ان کی پیدائش سے پہلے فوت ہو گئے اور والدہ چھ سال بعد)

۹۔ وہ سالمل دیپ کی سیدہ سے شادی کرے گا۔ (محمد ﷺ کی بیوی سیدہ خدیجہ عرب عورتوں کی سیدہ (سردار) تھیں۔ رضی اللہ عنہا)

۱۰۔ وہ ایک پہاڑی میں جا کر پرشورام سے علم حاصل کرے گا۔ (محمد ﷺ حراء پہاڑ کے ایک غار میں رہ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ وہیں جبرئیل علیہ السلام سے وحی پائی۔ جبرئیل کا نام ہندوؤں کے نزدیک پرشورام ہے)

۱۱۔ اس کی بعثت اس وقت ہو گی جب اونٹوں اور گھوڑوں کی سواری کا اور تلوار سے لڑائی کا زمانہ ہو گا۔ (محمد ﷺ ایسے ہی دور میں بھیجے گئے۔ اب یہ دور ختم ہو چکا ہے اور کاروں، ٹرینوں، ہوائی جہازوں اور میزائلوں کا زمانہ چل رہا ہے)۔

۱۲۔ وہ اللہ کی طرف بلائے گا۔ اس پر اس کے شہر والے اسے ایذا دیں گے۔ لہٰذا وہ اپنا شہر چھوڑ کر شمال کی طرف پہاڑوں اور چٹانوں سے گھرے ہوئے ایک دوسرے شہر کو ہجرت کر جائے گا۔ پھر واپس آ کر اپنے شہر کو تلوار کے ذریعہ فتح کرے گا۔ بعینہٖ یہی بات محمد ﷺ کو پیش آئی، آپ نے دعوت دی، آپ کو ایذا پہنچائی گئی، آپ نے مدینہ ہجرت کی جو کہ شمال میں ہی ہے اور پہاڑوں اور چٹانوں سے گھرا ہوا ہے۔ پھر چند سال بعد واپس آ کر بزور تلوار مکہ فتح کر لیا)

۱۳۔ اسے ایک اڑتا ہوا گھوڑا دیا جائے گا جس پر وہ زمین و آسمان کی سیر کرے گا۔ (محمد ﷺ کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معراج کی رات براق دیا گیا جس پر آپؐ نے مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کی سیر کی)

۱۴۔ وہ لڑائیاں لڑے گا اور تلوار سے جنگ کرے گا۔ (محمد ﷺ نے لڑائیاں بھی لڑیں اور جنگ میں تلوار بھی استعمال کی)

۱۵۔ وہ شیطانوں سے لڑے گا، اور دین دشمنوں کو کچلے گا۔ (محمد ﷺ نے یہ بھی کیا)

۱۶۔ اللہ جنگ میں فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد کرے گا۔ اللہ نے متعدد غزوات میں فرشتوں کے ذریعہ محمد ﷺ کی مدد کی)

۱۷۔ اس کے چار خلفاء ہوں گے۔ جو دین پھیلانے اور دشمن کو کچلنے میں اس کی مدد کریں گے۔ (محمد ﷺ کے چار خلیفہ ہوئے جنھوں نے یہ کام کیا)

۱۸۔ وہ سرور عالم (دنیا کا سردار) ہو گا۔ (محمد ﷺ دنیا اور آخرت دونوں جگہ سرور عالم ہیں)

۱۹۔ اس پر نبوت ورسالت ختم ہو گی۔ (محمد ﷺ آخری رسول اور خاتم النبیین تھے)

۲۰۔ وہ سب سے خوبصورت ہو گا۔ (محمد ﷺ ایسے ہی تھے)

۲۱۔ اس کے جسم میں خوشبو ہو گی جو فضا کو معطر کرے گی اور سونگھنے والے کو سرور و سرشار کر دے گی۔ (محمد ﷺ کے جسم اور پسینے دونوں میں یہ خوشبو موجود تھی)

۲۲۔ وہ آٹھ مقدس ربانی صفات سے متصف ہو گا۔

تو یہ ہیں کلکی اوتار جن کی بشارت ہندو کتابوں میں آئی ہے اور جو ان واضح اوصاف و خصائص کے ساتھ ان کتابوں میں مذکور ہیں۔ آپ انھیں پڑھئے۔ بار بار پڑھئے۔ غور سے پڑھئے اور سوچئے کہ کیا کلکی اوتار سے مراد محمد ﷺ کے بجائے کوئی اور ہستی ہو سکتی ہے؟ اور کیا اب بھی ہندوؤں کے لئے اس کی آمد کے انتظار میں بیٹھے رہنے کی کوئی گنجائش ہے؟ پھر کیوں نہ آپ وہ حق بات قبول کریں جو اگر آپ ہندو ہیں تو آپ کے دھرم اور آپ کی کتابوں کے مطابق حق اور سچ ہے۔ کیا ضرورت ہے کہ حق کا انکار کر کے دنیا کی چند روزہ زندگی سنوارنے کی کوشش کریں اور مرنے کے بعد مستقل اور ہمیشگی کا گھاٹا گلے لگ جائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دھرم بھی جانئے اور "ادھر" بھی پہچانئے

ہندو دوستو! ہم عدل و انصاف کے ساتھ حقائق کو لکھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان حقائق میں دھرم (سچے دین) کو جاننا اور ادھرم (من گھڑت اور غیر مستند) مذہب کو پہچاننا آپ کا کام ہے۔ ہندوستان کے معروف محقق مؤرخ محمد قاسم فرشتہ سے کون اہل علم ناواقف ہے؟ ہم اس کی طرح بلاکم و کاست لکھ رہے ہیں۔

وہ محمد قاسم فرشتہ جو ۱۵۵۲ء میں استر آباد میں پیدا ہوا۔ اس کے بعد وہ "احمد آباد" گیا جہاں اس نے شاہی خاندان کے افراد کے ہمراہ تعلیم حاصل کی۔ اس نے ۱۵۶۰ء میں "بیجاپور" میں مسلم حکمران ابراہیم عادل کے پاس ملازمت اختیار کر لی۔ بادشاہ نے اس کی ذہانت دیکھ کر تاریخ ہندوستان لکھنے کا حکم دیا۔ فرشتہ نے پہلے تو انکساری سے کام لیا اور کہا کہ وہ اس خدمت کو بجالانے کا اہل نہیں ہے لیکن بادشاہ نے اس عذر کو تسلیم نہ کیا اور برابر اصرار کرتا رہا۔ فرشتہ کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ اگر بادشاہ کے کہنے سے کوئی تاریخ لکھی گئی تو یقیناً اس میں حالات و واقعات کو اس انداز سے لکھنا پڑے گا کہ جس سے بادشاہ کی ناراضی کا خطرہ پیدا نہ ہو۔ فرشتہ کو یہ بات کسی طرح قبول نہ تھی۔ اس کے جذبہ انکسار کے پس پردہ دراصل یہی خیال کار فرما تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ مؤرخ کی حیثیت سے جو کچھ لکھے وہ حقیقت کی صحیح تصویر ہو اور اس میں کسی مصلحت کو دخل نہ ہو۔

جب بادشاہ کا اصرار حد سے بڑھا تو اس نے مجبور ہو کر قلم اٹھایا اور نمونے کے چند اوراق لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیے۔ ان اوراق میں اس نے عمداً ابراہیم کے باپ علی عادل شاہ اول کے حالات لکھے اور اس کے قتل کے شرمناک واقعہ کو بھی بلاکم و کاست بیان کر دیا۔ واضح رہے علی شاہ عادل خوبصورت لڑکوں کی قربت کا بڑا شائق تھا۔ اسی رجحان اور عادت بد کے باعث اسے ایک باغیرت صاحب جمال کے ہاتھوں جان سے ہاتھ دھونے پڑے تھے۔ بہرحال! فرشتہ صاحب نے ان اوراق میں بادشاہ کے باپ ابراہیم کے بارے میں وہ سب کچھ صاف صاف لکھ دیا تھا جسے رعایا کے سب لوگ جانتے تھے لیکن زبان پر کوئی نہ لاتا تھا۔ ابراہیم نے اپنے باپ علی عادل اول کے بارے میں ان اوراق کو پڑھا تو اس نے اپنے باپ کی محبت سے زیادہ فرشتہ کی حقیقت نگاری کو ملحوظ خاطر رکھا اور فرشتہ کے اس انداز اور روش کی تعریف کی اور خوش ہوا اور اسے حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیا کہ وہ ایسی ہی جرأت سے تاریخ لکھنے کا کام شروع کر دے چنانچہ فرشتہ کی حق گوئی اور بادشاہ کی منصف مزاجی سے "تاریخ فرشتہ" کے نام سے ایسی تاریخ سامنے آئی جو ہندوستان کی مستند ترین تاریخی کتب میں سے ایک ہے۔ اپنی اس تاریخی کتاب میں محمد قاسم فرشتہ رقمطراز ہوتے ہیں۔

ہندوستان میں بت پرستی اور مہاراج

چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے "ہند" نے اپنے بزرگوں کو ایک اللہ کی عبادت اور اطاعت گزاری کرتے ہوئے دیکھا اور سنا تھا لہٰذا وہ خود بھی اسی راہ پر گامزن رہا اور اس کی اولاد بھی کئی نسلوں تک اسی مشرب کی پیروی کرتی رہی۔ مہاراج (ایک بادشاہ) کے زمانے میں ایران سے ایک شخص ہندوستان آیا اور اس نے یہاں کے لوگوں کو آفتاب پرستی کی تعلیم دی۔ اس کی تعلیم کو بہت فروغ حاصل ہوا یہاں تک کہ ستارہ پرست لوگ بھی آگ کی پرستش کرنے لگے۔ لیکن اس کے بعد جب بت پرستی کا رواج ہوا تو یہی طریقہ سب سے زیادہ مروج و مقبول ہوا۔

(تاریخ فرشتہ: صفحہ ۶۵)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے جناب "ہند" کی اولاد موحد تھی۔ ایک اللہ کی عبادت کرنے والی تھی۔ وہ بت پرست نہ تھی۔ اس سے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہندو کہلانے والا اگر یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اس کا تعلق نسلی اعتبار سے یا عقیدے کے اعتبار سے جناب ہند سے ہے تو ہندو کو جناب ہند کے عقیدے کے مطابق ایک اللہ کا پجاری ہونا چاہئے۔ بت پرست نہیں جبکہ اس کے برعکس کوئی ہندو آج اپنے عام ہندو دوست کو مخاطب کرتا ہے تو "مہاراج" کہہ کر مخاطب کرتا ہے جسے عزت افزائی کا لقب سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ تو شرک کو رواج دینے والا بادشاہ تھا۔ وہ جناب ہند کے عقیدہ توحید میں نقب لگانے والا تھا۔ وہ شرک کو رواج دینے والا بت پرست مشرک تھا۔

عالمگیر سیلاب میں منّو کی کشتی

ہندو دوستو! نوح علیہ السلام کے زمانے میں جو عالمگیر سیلاب آیا تھا۔ یہ سیلاب بت پرستوں پر عذاب بن کر آیا تھا۔ اس عذاب کا تفصیلی تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔ تورات اور بائیبل میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی موجود ہے۔ ہم آپ کو بتلائے دیتے ہیں کہ یہ تذکرہ آپ کے ہاں بھی موجود ہے مگر آپ کے ہاں اس طرح موجود ہے کہ تمہارے بڑوں نے روایتی بت پرستی کی وجہ سے بھگوان کا ''مچھ اوتار'' بنایا۔ جو جناب منو (منوح:نوح) کے جہاز کو عالمگیر طوفان میں بچا کر نکال لاتا ہے۔ کس طرح؟ ملاحظہ ہو:

''قدیم زمانے میں ایک نیک شخص رہتا تھا جس کا نام ''منو'' تھا۔ اس نے آسمانوں کے مالک و آقا کو راضی کر لیا تھا۔ ریاضتیں اور عبادتیں کر کے۔ ایک دن اس کے لئے عبادت سے پہلے منہ ہاتھ دھونے کا پانی لایا گیا پھر جو نہی اس نے ہاتھوں پر پانی ڈالا ایک ننھی سی مچھلی ظاہر ہوئی اور انسانوں کی طرح بولنے لگی۔ میری رکھوالی کرو تو میں تمہاری نجات دہندہ محافظ بن جاؤں گی۔ ''منو'' نے پوچھا: تم کس چیز سے مجھے بچاؤ گی؟ مچھلی بولی: ایک بہت بڑا طوفان تمام مخلوقات کو بہا کر لے جائے گا۔ میں اس سے تمہیں بچالوں گی۔

ایک بار وہ پھر بولی:

فلاں وقت اور ماہ و سال میں طوفان آئے گا۔ بس تم ایک جہاز بناؤ۔ میری عظمت بیان کرو۔ جب طوفان چڑھنے لگے۔ جہاز پر سوار ہو جاؤ۔ میں تمہیں بچالوں گی۔ ''منو'' نے ویسے ہی کہا جیسے اس کو حکم دیا گیا تھا اور مچھلی کو محفوظ کر لیا۔ پھر امن و امان کے ساتھ اسے سمندر میں چھوڑ آیا۔ پھر اسی سال جس کی بابت مچھلی نے حکم دیا تھا۔ اس نے جہاز تیار کر لیا اور مچھلی کی عظمتوں کو سلام کیا۔ جب طوفان چڑھنے لگا تو جہاز پر سوار ہو گیا۔ فوراً بعد اس نے دیکھا مچھلی اس کے قریب ہی تیر رہی تھی۔ اس کے سینگ ''یعنی مچھلی کے'' (بڑے کانٹے) کے ساتھ اس نے جہاز کی رسی مضبوطی سے باندھ دی۔ اس طرح منو شمالی پہاڑوں کے اس پار کھینچتا چلا گیا۔ پھر مچھلی منو سے مخاطب ہو کر بولی میں تمہیں بچا لائی ہوں۔ اب جلدی سے جہاز کو اس سامنے والے درخت کے ساتھ باندھ دو۔ پھر جتنی تیزی کے ساتھ پانی اترنے لگے اتنی ہی تیزی کے ساتھ تم پہاڑ سے نیچے اتر دو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے نیچے سے سارا پانی بہہ جائے۔ بڑے آرام کے ساتھ ان اترتے پانیوں کے ساتھ ساتھ تم بھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اترتے چلے جاؤ۔ اس طرح آہستہ آہستہ وہ شمالی پہاڑوں سے نیچے اتر آیا۔ طوفان تمام زندہ مخلوقات کو بہا کر لے گیا تھا۔ منو تن تنہا بچ رہا۔

(مچھ پران۔ ست پتھ براہمنا بحوالہ ہندو صنمیات صفحہ ۱۵۶)

انگریز پروفیسر ولیم مونیئر نے اس داستان کو ہندوؤں کے حوالے سے یوں رقم کیا ہے:

"عظیم الشان کشتی سمندروں کی اچھلتی کودتی لہروں پر بنی نوع انسان کے آقا کو لے جا رہی تھی۔ خشک زمین کہیں بھی دکھائی نہ دیتی تھی۔ نہ کہیں دور کوئی افق تھا، نہ درمیان میں کہیں کوئی خالی جگہ۔ ہر طرف وسیع چادر آبی بچھی ہوئی تھی۔ فضائیں بھی نمناک تھیں۔ نیچے پانی کا بے حد پھیلاؤ۔ اوپر آسمان کی بے انتہا وسعتیں۔ سارا جہان طوفان کے اندر گھرا ہوا تھا۔ لہروں کے اوپر سوائے لہروں کے اور کچھ نہ تھا یا سوائے منو کے۔ اس کے ساتھی سات رشیوں (صلحاء) کے اور اس مچھلی کے جو جہاز کو کھینچ کر لے جا رہی تھی۔ بالآخر وہ اسے ہماوان کی چوٹی پر لے گئی۔ پھر نرمی سے مسکرا کر مچھلی نے اس عارف سے کہا۔ اب جلدی سے اپنے جہاز کو اس ابھری ہوئی چٹان کے ساتھ باندھ دو۔ مجھے پہچانو! میں ہوں مالک کل۔ عظیم خالق برہما۔ میں نے تمہیں مچھلی کی صورت میں اس سخت ابتلاء سے نکالا ہے۔ اب منو ہی سے پیدا ہوگی کل مخلوق۔ دیوتا، غیر دیوتا، آدھی، سب۔

(انڈین وزڈم صفحہ ۳۹۴ بمطابق مہابھارت بحوالہ ہندو صنمیات صفحہ ۱۵۱)

ہندو دوستو! جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ مچھلی کو "مچھ دیوتا" بنا کر تم نے بھگوان کا اوتار بنایا اور وہ اوتار "منو" کی مدد کر رہا ہے حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اس طوفان سے نجات اللہ نے دلائی۔ وہ خود ہی طوفان لایا۔ مگر کن پر؟ جی ہاں! انہی پر جو اخلاقی انحطاط کا شکار تھے۔ بقول "بھگوت پران" کے:

"متسیا یعنی مچھ اوتار نے منو کو بتلایا کہ وہ اسے اس بڑی تباہی سے بچانے کے لئے آیا ہے جو زمانے کی حد سے زیادہ اخلاقی انحطاط کی وجہ سے دنیا پر رونما ہونے والی ہے۔ اس کے بعد دیوتا نے پوری تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اس نے کہا! آج سے سات دنوں کے بعد۔ اے دشمنوں کو راہ راست پہ لانے والے شخص!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تینوں دنیائیں موت کے سمندر میں غرق ہو جائیں گی لیکن تباہی مچانے والی موجوں کے عین درمیان میرا بھیجا ہوا ایک بڑا جہاز تمہارے سامنے موجود ہو گا تو تمام طبی مقاصد کی جڑی بوٹیاں، بیجوں کی تمام اقسام، سات نیک آدمیوں کی ہمراہی میں وحشی جانوروں کے جوڑوں کے درمیان تم اس کھلے جہاز میں سوار ہو گے اور طوفان سے محفوظ رہ کر اس میں سفر کرو گے۔"

(بھاگوت پران، بحوالہ ہندو صنمیات صفحہ ۱۶۱)

ہندو دوستو! یہ کون سا انحطاط تھا کہ جس کی وجہ سے جناب منو کی قوم کو عالمگیر سیلاب سے فنا کر دیا گیا۔ صرف منو اور اس کی کشتی میں سوار نیک لوگ اور جانور وغیرہ بچے۔ سیلاب کے بعد نسل انسانی بھی حضرت منو ہی سے چلی۔ اور مہابھارت کا یہ کہنا کہ دیوتا، غیر دیوتا اور آدھی سب اسی سے پیدا ہوئے۔ اس سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ حضرت منو انسان ہی تھے۔ ان کی نسل سے انسان ہی پیدا ہوئے۔ دیوتاؤں کا تصور تمہارا اپنا ایجاد کردہ ہے۔ اسی تصور سے تو حضرت منو کی قوم تباہ ہوئی۔ افسوس تم نے اسی تصور کو پھر اپنا لیا بلکہ الٹا۔ حضرت منو کے ساتھ ہی چپکا دیا۔ آئیے اب ہم آپ کو یہی واقعہ سناتے ہیں۔ مستند طریقے سے Athentic (Reasnable) اور فطری (Naturaly) انداز سے۔ ملاحظہ فرمائیے:

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ (نوح: ۲۱-۲۳)

نوح علیہ السلام نے کہا! اے میرے رب! ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور ایسے شخص کے پیچھے لگ گئے جس کے مال اور اولاد نے سوائے خسارے کے کوئی اضافہ نہیں کیا۔ انہوں نے بڑے بڑے مکر و فریب کئے اور اپنے (لوگوں کو) کہنے لگے: (نوح کی باتوں میں آ کر) اپنے معبودوں کو کبھی ترک نہ کرنا نہ ہی "ود" کو چھوڑنا۔ نہ "سواع" کو نہ "یغوث" نہ "یعوق" کو اور نہ ہی جناب "نسر" کو۔

ہندو دوستو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ پانچ بزرگ ہستیاں کون تھیں۔ لیجئے سنئے! اور جانئے کہ وہ کون تھیں: آخری رسول جناب محمدؐ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں:

"جو بت نوح علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے وہی بعد کو عرب میں آ گئے۔ "ود" کلب قبیلے کا بت تھا جو "دومتہ الجندل" میں تھا۔ "سواع" ہذیل قبیلے کا بت تھا۔ یغوث پہلے مراد قبیلے کا بت پھر بنی غطیف کا اور یہ "سباشہر" کے پاس "جوف" میں تھا۔ یعوق "ہمدان قبیلے کا تھا اور "نسر" حمیر قبیلے کا تھا جو ذی الکلاع (بادشاہ) کی اولاد تھے۔ یہ جناب نوح علیہ السلام کی قوم میں چند نیک لوگوں کے نام تھے جب وہ مر گئے تو شیطان نے انہیں یہ پٹی پڑھائی کہ جہاں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے بنا کر (یادگار کے طور پر) نصب کرو اور ان کے وہی نام رکھو جو ان کے بزرگوں کے تھے۔ اس وقت ان کی عبادت نہیں کی جاتی تھی لیکن جب وہ لوگ مر گئے تو بعد والوں کو یہ شعور نہ رہا اور وہ ان کی عبادت کرنے لگے۔ (بخاری)

قرآن میں حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کا انداز

ہندو دوستو! یہ تھے نیک لوگوں کے بت جن کی پوجا حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے لوگ کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں توحید کا وعظ کرتے کرتے:

فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا ط (العنکبوت:۱۴)

ان لوگوں میں ساڑھے نو سو برس گذار دیئے۔

وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ○ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ○ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ط قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ○ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ○ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ط وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ○ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِاهَا وَمُرْسَاهَا ط إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ وَهِيَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۟ وَنَادٰی نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝ وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ۝ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

(هود:۳۶-۴۸)

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، ان کے بعد کوئی ایمان نہ لائے گا، لہٰذا ان کے کرتوتوں پر غم کرنا چھوڑ دو۔ اور ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی بناؤ اور ان ظالموں کے بارے میں مجھ سے گفتگو (سفارش) نہ کرنا یہ سب غرق ہونے والے ہیں۔ نوح نے کشتی بنانا شروع کی تو جب بھی اس کی قوم کے سردار وہاں سے گزرتے تو اس کا تمسخر اڑاتے۔ نوح نے کہا: اگر تم ہمارا تمسخر اڑاتے ہو تو ہم بھی (ایک دن) تمہارا ایسے ہی تمسخر اڑائیں گے پھر تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ کون ہے جس پر رسوا کن عذاب آتا ہے اور دائمی عذاب اترتا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارا (عذاب) حکم آپہنچا اور تنور ابلنے لگا تو ہم نے نوح سے کہا کہ اس میں ہر قسم کے جانوروں کا ایک جوڑا (نر مادہ) سوار کر لو، اور اپنے گھر والوں کو بھی بجز ان اشخاص کے جن کے متعلق پہلے بتلایا گیا ہے اور جو ایمان لائے (انہیں سوار کر لو) ایمان لانے والے تھوڑے ہی تھے۔ نوح نے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرانا اللہ کے نام سے ہے۔ میرا رب یقیناً بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ وہ کشتی پہاڑ جیسی موجوں میں ان لوگوں کو لئے چلی جارہی تھی نوح نے اپنے بیٹے کو آواز دی جبکہ وہ ایک کنارے پر تھا: "بیٹا! ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور کافروں کا ساتھ نہ دے"۔ کہنے لگا: میں ابھی پہاڑ کی طرف پناہ لے لیتا ہوں جو مجھے پانی سے بچالے گا" نوح نے کہا: "آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں، مگر جس پر وہ رحم کرے" اور ان دونوں کے درمیان ایک لہر حائل ہو گئی جس سے وہ ڈوب گیا۔ (پھر عرصہ بعد اللہ کا) حکم ہوا کہ: اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان رک جا اور پانی خشک ہو گیا اور فیصلہ چکا دیا گیا اور کہا گیا کہ ظالم لوگ (اللہ کی رحمت سے) دور ہیں۔ نوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا: "میرا بیٹا تو میرے اہل سے تھا اور تیرا وعدہ بھی سچا ہے اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: "نوح! وہ تیرے اہل سے نہیں تھا کیونکہ اس کے عمل اچھے نہ تھے لہٰذا جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کا مجھ سے سوال نہ کر میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے ہو جائے"۔ نوح نے کہا: "اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں تجھ سے سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میں تباہ ہو جاؤں گا"۔ حکم ہوا: نوح! ہماری طرف سے سلامتی سے اتر آؤ اور ان برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر اور تیرے ساتھ سوار جماعتوں پر (نازل ہوئیں) اور کچھ اور امتوں کو ہم متاع حیات دیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے المناک عذاب پہنچے گا"۔

حضرت ہند کی اولاد موحد ہندو نہ رہی

ہندو دوستو! جناب نوح علیہ السلام کہ جنہیں تمہاری کتابیں "منو" کہتی ہیں۔ ان کے بارے میں قرآن کا بیان کردہ واقعہ کس قدر عقلی، فطری، جامع اور مستند ہے۔ یہاں مذکورہ واقعہ کی آخری آیت پر غور کرو کہ وہ قبیلے جو نوح علیہ السلام کے ساتھ جہاز میں سوار تھے۔ اس کے بعد ان کی اولادوں میں سے لوگ بت پرستی میں دوبارہ مبتلا ہو گئے۔ عرب کے لوگ مبتلا ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں نوح علیہ السلام کے پوتے جناب "ہند" کی اولاد موحد ہندو نہ رہی بلکہ بت پرست بن گئی۔ جی ہاں! وہ اپنی کتابوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ بھی کسی حد تک محفوظ رکھ سکی تو وہ بھی بت پرستی کے انداز میں کہ "مچھ دیوتا" کو بھگوان کا اوتار بنا کر کشتی پار لگانے والا بنا دیا۔ بہرحال شکر گذار بنئے۔ "جناب کلکی" کے کہ ان پر جو قرآن نازل ہوا۔ اس نے جناب نوح علیہ السلام کا واقعہ شاندار طریقے سے بیان کر دیا اور بیان کر کے صاحب قرآن جناب محمد ﷺ کو مخاطب کر کے اس واقعہ کی بابت کہا:

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ۠ ۝

(ھود:۴۹)

(میرے رسول) یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔ اس سے قبل نہ تم اور نہ تمہاری قوم جانتی تھی۔ لہٰذا (بت پرستوں کی ایذاؤں پر) صبر کیجئے! کیونکہ انجام بخیر (بت پرستی اور شرک سے) پرہیز کرنے والوں ہی کے لئے ہے۔

موئنجوداڑو اور ہڑپہ کے دراوڑ

برصغیر کی قدیم ترین تباہ شدہ تہذیب جو دریافت ہوئی ہے وہ موئنجوداڑو اور ہڑپہ کی تہذیب ہے۔ پرانے وقتوں میں شہر دریاؤں کے کناروں پر آباد ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ موئنجوداڑو دریائے سندھ کے کنارے پر آباد تھا اور ہڑپہ دریائے راوی کے کنارے آباد تھا۔ موئنجوداڑو سندھ کے معروف شہر لاڑکانہ سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔ میں جب موئنجوداڑو دیکھنے گیا کہ جس کے بارے میں ماہرین نے کہا ہے کہ اس شہر کے لوگ ہزاروں سال قبل یہاں رہا کرتے تھے۔ یہ شہر بیسویں صدی میں دریافت ہوا ہے۔ اس شہر میں پختہ اینٹوں کے مکانات، شاندار گلیاں، گلیوں کے اردگرد زیرزمین نالیوں کا سسٹم۔ پھر اس شہر کا تالاب بھی دیکھا کہ جس میں پانی کا نظام دیکھ کر عقل دنگ رہ گئی کہ دریائے سندھ کے پانی کو اس تالاب میں جمع کر کے نہایا بھی جاتا تھا۔

دریافت شدہ شہر کے کھنڈرات میں گھومنے کے بعد حکومت کی طرف سے قائم یہاں عجائب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گھر دیکھا۔ اس عجائب گھر میں اس شہر کی کھدائی سے جو اشیاء ملیں وہ سجائی گئی ہیں۔ عجائب گھر کی دیواروں پر اس شہر کے باسیوں کی تہذیب کی جھلک بھی بصورت تصاویر دکھائی گئی ہے۔ یہ سارے آثار دیکھنے کے بعد دو حقیقتیں واضح ہو کر سامنے آئیں۔ ایک بت پرستی اور دوسرا فحاشی ـــــ کہ یہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ایک اللہ کے علاوہ دوسرے لوگوں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے۔ دوسرا یہ کہ ان میں فحاشی اپنے عروج پر تھی۔ عورتیں نیم برہنہ اور ان کا تالاب ان کی مخلوط فحاشی کا آئینہ دار تھا۔ ان کے جو تراشیدہ بت برآمد ہوئے وہ بھی اسی کے آئینہ دار تھے کہ یہ بت پرست لوگ تھے۔ غرض ان کی اس تہذیب کی عکاسی آج کے مصوروں نے ـــــ یہاں کے عجائب گھر کی دیواروں پر کی وہ یہی تھی کہ نیم برہنہ عورت مختصر لباس پہنے جارہی ہے۔ جی ہاں! کون تھی یہ برباد شدہ قوم؟ یہی قوم تو ہندوستان کی اصل باسی قوم تھی۔ یہ دراوڑ قوم تھی۔ گمربت پرست تھی۔ اس قوم کے بارے میں برصغیر کی تاریخ کے معروف مؤرخ مسٹرول ڈیورانٹ لکھتے ہیں:

> ۱۹۲۴ء میں دنیا بھر کے مؤرخین کی توجہ اس وقت ہند کی جانب مبذول ہوئی جب "سر جان مارشل" نے اپنے ہندوستانی ساتھیوں خصوصاً آر ڈی بیز جی کے ہمراہ زیریں دریائے سندھ کے مغربی کنارے موئنجوداڑو کے نزدیک تاریخ دانوں کو اب تک ملنے والی سب سے قدیم تہذیب کے آثار دریافت کئے۔ بعدازاں شمال میں چند سو میل دور ہڑپہ کے مقام پر ماضی کے چار پانچ عظیم الشان شہروں کی کھدائی سے پکی اینٹوں سے بنے سینکڑوں مکانات، دکانیں، گلیاں اور کئی منزلہ عمارتیں ملیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ زیر زمین ان مربوط آثار کی سب سے نچلی تہہ بالائی تہہ کی نسبت زیادہ ترقی یافتہ ہونے کا پتہ دیتی ہے گویا ان آثار کے قدیم ترین ذخائر بھی سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سال قبل کی تہذیب سے متعلق ہیں۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ موئنجوداڑو کی تہذیب اس وقت بام عروج پر تھی جب پہلا اہرام مصر زیر تعمیر تھا۔ اس کے "سومیری" اور "بابل" تہذیبوں کے ساتھ تجارتی، مذہبی اور فنی روابط موجود تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تین سو برس قبل تک یہ تین ہزار سالہ تہذیب موجود تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

Our Oriental Heritage by will Durant.

سر جان مارشل جنہوں نے مؤنجوداڑو اور ہڑپہ کے آثار دریافت کئے۔ رقمطراز ہیں:

"سندھ اور پنجاب میں موجود یہ آثار تین اور چار ہزار قبل از مسیح کی ترقی یافتہ شہری زندگی کا پتہ دیتے ہیں۔ ان آثار سے ملنے والے گھر، ان کے ساتھ ملحق کنویں، غسل خانے، نکاسی آب کا خاطر خواہ نظام اور شہری معاشرت کی دوسری سہولیات اس تہذیب کو "سومیر" کے کم از کم ہم پلہ اور اپنی ہمعصر بابل اور مصری تہذیبوں سے برتر ظاہر کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ "ار" کے مکانات بھی اپنے طرز تعمیر میں "مؤنجوداڑو" کا مقابلہ نہیں کرتے۔ یہاں سے ملنے والے زیورات کے معیار اور ان کی چمک دمک سے یہ گمان ہوتا ہے کہ پانچ ہزار سال قبل کی بجائے انہیں آج کل کے کسی گلی محلے کے جیولرنے بنایا ہو۔

Marshall, Sir John, The prehistoric civilization of the indus. Illustrated London News, Jan. 7, 1928,1.

دراوڑ قوم شرک کی وجہ سے تباہ ہوئی

قارئین کرام! یہ ہے وہ بت پرست قوم جو اللہ کے عذاب کا شکار ہوئی۔ یہ ہے وہ قوم جس کے بارے میں ماہرین کہتے ہیں کہ یہ دنیا کی قدیم ترین مہذب قوم تھی! جی ہاں، مہذب اس لحاظ سے کہ مکانات پختہ، سیوریج سسٹم اور رہن سہن میں خوشحالی تھی مگر عقیدے کے اعتبار سے مشرک تھی اور معاشرتی اعتبار سے فاحشہ قوم تھی۔ اسی لئے یہ تباہ ہو گئی۔ اسی تہذیب کا دوسرا بڑا شہر پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر ساہیوال کے پہلو میں ہے۔ اس کا نام ہڑپہ ہے۔ ہڑپہ شہر دریائے راوی کے کنارے تھا۔ اس شہر کی قوم بھی مؤنجوداڑو کے شہر کی ہمعصر تھی اور انہی کی خصوصیات کی حامل تھی جن خصوصیات کی حامل مؤنجوداڑو کی قوم تھی۔ میں نے یہ شہر اور اس کے آثار بھی دیکھے۔ یہ بھی مشرک اور فاحشہ قوم تھی۔ چنانچہ یہ بھی مٹادی گئی۔ کیا خوب حقیقت افروز تبصرہ کیا ہے قرآن نے۔ فرمایا:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ۝ (الروم: ۴۲)

(میرے نبیؐ ان مشرکین مکہ سے) کہہ دو، ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جو لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم سے پہلے تھے۔ ان کا انجام کیسا ہوا؟ ان میں سے اکثر مشرک ہی تھے۔

جی ہاں! ہندوستان کے یہ اصل باشندے جنہیں دراوڑ کہا جاتا ہے۔ یہ مشرک ہونے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ اب یہ اللہ کی طرف سے کسی نازل ہونے والے عذاب سے تباہ کئے گئے یا کسی فاتح اور زور آور قوم کے ہاتھوں سے تباہ کر دیئے گئے؟ اللہ مختلف طریقوں سے تباہ کرتا ہے۔ کسی قوم کو کسی طریقے سے اور کسی قوم کو کسی انداز سے۔ دکھائی یہ دیتا ہے کہ دراوڑوں کو اللہ نے آریا قوم کے ہاتھوں سے تباہ و برباد کیا جو شمال مغرب کی طرف سے آئے تھے۔

آرین کون تھے؟

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شمال مغرب میں ایران، کوہ قاف کے علاقے کہ جن میں آذربائیجان، آرمینیا، داغستان اور چیچنیا کے علاقے ہیں اور وسط ایشیا کے علاقے جو برصغیر کے شمال مغرب میں واقع ہیں۔ ان علاقوں سے آرین لوگ آئے تھے۔ یہ سفید فام تھے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان علاقوں کا قدیم ترین مذہب پارسی مذہب ہے جسے انگریزی میں (Zoroastrianism) کہا جاتا ہے۔ اس مذہب کے پیغمبر حضرت زردشت (Zarathustra) تھے جنہیں اہل مغرب زوروسٹر (Zoroaster) کہتے ہیں۔ ان کی مذہبی اور الہامی کتاب کا نام اوستا (Avesta) ہے۔ مؤرخ حضرات نے ان کا اندازہ بارہ صدیاں قبل مسیح کا لگایا ہے۔ بہرحال یہ پارسی لوگ جنہیں مجوسی اور آتش پرست بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ آرین تھے۔ یہ شمال مغرب سے برصغیر میں آئے۔ مسٹرول ڈیورانٹ لکھتے ہیں:

> فارس قوم نے سارے شمالی ہند کو سندھو جبکہ "ہند" کو "ہندوستان" یعنی "دریاؤں کی سرزمین" کے نام سے پکارا۔ وقت کے ساتھ ساتھ لفظ سندھو سے لفظ ہندو نکلا اور حملہ آور یونانیوں نے اسی لفظ سے "انڈیا" اخذ کیا۔

اب یہ بات اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ یہ آرین لوگ موحد تھے جو دراوڑوں پر حملہ آور ہوئے تھے اور اللہ نے ان موحد آریوں کے ہاتھوں بت پرست دراوڑوں کو تباہ کیا اور بعد میں یہ آرین لوگ بھی بت پرست ہی بن گئے۔ یا پھر یہ کہ آرین لوگ بھی اپنا اصل دین جو جناب زردشت (ممکن ہے اللہ کے نبی ہوں) لائے تھے۔ اسے فراموش کر چکے تھے اور اللہ نے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گمراہوں کے ہاتھوں گمراہوں کو تباہ کیا اور پھر مقامی اور بیرونی تہذیب نے مل کر ہندوازم کی شکل اختیار کرلی۔ ویسے گمان غالب یہ ہے کہ آرین موحد لوگ تھے۔ ان کے ہاتھوں بت پرست دراوڑ تباہ ہوئے مگر بعد میں یہ موحد لوگ بھی اپنی اصل کو فراموش کر گئے اور آہستہ آہستہ یہ بھی شرک میں مبتلا ہو کر بت پرست بن گئے اور یوں مقامی اور بیرونی تہذیب نے مل کر ایک نئے مذہب "ہندو دھرم" کو جنم دیا۔ کہ جس میں چار ذاتیں تشکیل دی گئیں۔ آخری اور کمترین ذات شودروں کی قرار پائی جو سب دراوڑ تھے۔ خود آرین برہمنوں میں بھی وقت کے دھارے کے ساتھ تقسیم عمل میں آئی اور جو ہندوستان کے شمال مغرب کے پہاڑی اور ٹھنڈے علاقوں کے رہنے والے گورے برہمن تھے وہ جنوبی ہند کے کالے برہمنوں سے افضل قرار پائے۔

دراوڑوں اور آریا لوگوں کے بارے میں معروف انگریز مصنف مسٹر ننیان سمارٹ (Ninian Smart) نے اپنی کتاب میں بہت اچھا تبصرہ کیا ہے۔ کیمبرج یونیورسٹی پریس کی طرف سے شائع ہونے والی چھ سو صفحات کی اس تاریخی کتاب میں مسٹر سمارٹ لکھتے ہیں:

The great indus valley civilization died. In its place there slowly arose a new mixture, composed of Aryan and various other ingredients. The invaders came from the northwest and settled in the region between the indus, flowing southwest, and the Ganges, going east. Eventually the heartland of this Aryan culture, of which Sanskrit was the sacred and later the literary language, spread down along the Ganges, where, by the sixth century B.C.E. Various mercantile cities arose, such as Benares (or Varanasi) and Pataliputra (modren Patna).

عظیم وادی سندھ کی تہذیب تباہ ہو گئی۔ اس کی جگہ آہستہ آہستہ ایک نئی ملی جلی تہذیب ابھری جو آرین اور دیگر مختلف عناصر سے مرتب تھی۔ آرین فاتح شمال مغرب سے دریائے سندھ کے درمیانی علاقے (موجودہ پاکستان) میں آئے۔ یہاں سے مشرق کو جاتے ہوئے شمال مشرق اور دریائے گنگا کی طرف ان کا بہاؤ جاری رہا جو آخرکار اس آرین تہذیب کا مرکز ٹھہرا۔ جہاں سنسکرت مقدس زبان قرار پائی (یاد رہے! سنسکرت کا معنی بھی پاک اور کامل ہے) اس کے بعد لکھنے پڑھنے کی زبان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی سنسکرت ہی قرار پائی۔ یہ دریائے گنگا کے ساتھ ساتھ پھلی پھولی جہاں چھٹی صدی قبل مسیح میں مختلف تجارتی شہر ابھرے جن میں "بنارس" کہ جسے ورانسی اور (کاشی) بھی کہا جاتا ہے اور "پتلی پترا" کہ جسے اب پٹنہ کہا جاتا ہے۔ منظر عام پر آئے۔

(The world's Religions, Page.53, Published 1998)

اسی طرح لندن سے شائع ہونے والی ایک دوسری کتاب کہ جس پر پی ایچ ڈی پروفیسروں نے تحقیق کی اور آخر میں جان بوکر (John Bowker) نے اسے مرتب کیا۔ وہ ہندوازم کے چیپٹر کا آغاز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Hinduism is the name given in the 19th century to the coalition of religions that existed in India. It comes from the persian word hindu, in Sanskrit Sindhu, which means "river", and refers to those people belonging to the Indus vally. It therefore means Indians.

ہندوازم ایک ایسا نام ہے کہ جسے انیسویں صدی میں انڈیا میں موجود (مورتی پوجا والے) مذاہب کو اجتماعی طور پر دے دیا گیا۔ یہ فارسی کے لفظ ہندو سے آیا ہے۔ سنسکرت میں "سندھو" ہے۔ جس کا معنی دریا ہے اور یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو دریائے سندھ کی وادی کے رہنے والے ہیں۔ اسی سے (ہندوستان) کے لوگوں کو انڈین کہا جاتا ہے۔

(World Religions, Page.18, Printed: London in 1997)

قارئین کرام! اس سے بھی معلوم یہی ہوا کہ دراوڑوں کی تہذیب وادی سندھ میں تھی۔ دریائے سندھ کے کنارے پر موئنجوداڑو اور ہڑپہ میں تھی۔ سنسکرت میں بھی اسی تہذیب کا ذکر "سندھو" کے نام سے ہے۔ دریائے سندھ کو انگریزی میں "انڈس ریور" کہا جاتا ہے۔ اس "انڈس" سے انگریزوں نے یونانیوں کی راہ پر چلتے ہوئے پورے برصغیر کو انڈیا کا نام دیا اور یہاں کے رہنے والوں کو انڈین کہا۔ یعنی انگریزوں نے اس مشرک تہذیب کو ــــ جو آرین کے ہاتھوں تباہ ہوئی، اس کے نام کو پھر سے زندہ کر دیا۔ تاہم جو ہندو کا نام بت پرست مذاہب کے ماننے والوں کو دیا گیا۔ یہ نام اس حوالے سے تو بہر حال بہتر لگتا ہے کہ "ہند" حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا نام تھا جو "موحد" تھے۔ "ہند" بھی بڑا قدیم نام ہے اور یہ نام پوری دنیا میں مشہور تھا۔ عرب لوگوں کے ہاں بھی مشہور تھا۔ جیسا کہ مشہور صحابی رسول حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام "ہندہ" تھا۔ اسی طرح ہندوستان میں بنی ہوئی لوہے کی تلوار کو عربی زبان میں "المُهَنَّد" کہتے ہیں۔

جناب ہند اور زردشت

الغرض اس ساری تحقیق سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ ہندوستان کے اصل اور قدیم باشندے جو دراوڑ تھے۔ ان کا اصل نانا حضرت ہند سے ہے جو موحد تھے۔ چنانچہ تمام دراوڑوں کو جنہیں آریا لوگوں نے شودر اور شودروں سے بھی بدترین پانچویں درجے کی نسل چنڈال وغیرہ بنا دیا ہے۔ وہ ۳۵ یا چالیس کروڑ نچلی جات کے لوگ اپنی اصل کی طرف آئیں اور بت پرستی چھوڑ کر اپنے جد امجد جناب ہند کے عقیدہ توحید کو اپنائیں۔ رہے آریا لوگ جو برہمن اور دیگر اونچی ذاتوں سے متعلق ہیں ان سے عرض ہے کہ وہ آئے تو تھے بت پرست دراوڑوں کو سیدھا کرنے کے لئے۔ توحید کی راہ پر لانے کے لئے۔ مگر افسوس بعد میں وہ اپنی راہ گم کر بیٹھے اور خود بھی بت پرست بن گئے۔ چنانچہ وہ بھی اپنی اصل کی طرف لوٹیں اور ان کی اصل وہ نہیں ہے کہ جس پر آج کے پارسی لوگ ہیں۔ یہ تو خود گم کردہ راہ ہیں۔ آگ کے پجاری ہیں۔ شرک کا ارتکاب کر کے مشرک بن چکے ہیں۔ ان کی اصل توحید ہے۔ وہ توحید کہ جسے لے کر جناب زرتشت آئے تھے۔ زردشت یا زرتشت کے بارے میں فرانس کے معروف سکالر ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

> "بعض ایسے انسان بھی ہیں جن کو صراحت کے ساتھ نبی تو تسلیم نہیں کیا جا سکتا لیکن ان کی نبوت کے امکان کو رد بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں سے ایک شخصیت "زردشت" کی ہے۔ پارسی انہیں اپنا نبی مانتے ہیں۔ ان کی نبوت کا امکان اس بناء پر بھی ہے کہ قرآن مجید میں مجوسی قوم کا ذکر آیا ہے۔ مجوسیوں کا مذہب "زردشت" کی لائی ہوئی کتاب "آوستا" پر مبنی ہے۔ آوستا کے متعلق ہم تک کچھ معلومات پہنچی ہیں جب ہم اس کا قرآن مجید سے موازنہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو کیا برتری حاصل ہے؟ زردشت کی کتاب اس وقت کی "زند" زبان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ کچھ عرصے بعد ایران پر دوسری قوموں کا غلبہ ہوا اور نئے فاتحین کی زبان وہاں رائج ہوئی۔ پرانی زبان متروک ہوتی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک بھر میں مٹھی بھر عالم اور محققین کے سوا زند زبان جاننے والا کوئی نہ رہا۔ اس لئے زردشتی مذہب کے علماء نے نئی زبان "پازند" میں اس کتاب کا خلاصہ اور شرح لکھی۔ آج کل ہمارے پاس اس نسخے کا صرف دسواں حصہ موجود ہے۔ باقی غائب ہو چکا ہے۔ اس دسویں حصے میں کچھ چیزیں عبادات کے متعلق ہیں اور کچھ دیگر احکام ہیں۔ بہرحال دنیا کی ایک قدیم دینی کتاب کو ہم "آوستا" کے نام سے جانتے ہیں لیکن وہ مکمل حالت میں ہم تک نہیں پہنچ سکی ہے۔ یہاں ایک چیز کا میں اشارتاً ذکر کروں گا۔ آوستا میں دوسری باتوں کے علاوہ زردشت کا یہ بیان ملتا ہے۔

"میں نے دین کو مکمل نہیں کیا۔ میرے بعد ایک اور نبی آئے گا جو اس کی تکمیل کرے گا اور اس کا نام "رحمتہ للعالمین" ہو گا۔ یعنی ساری کائنات کے لئے باعث رحمت ہے"

(خطبات بہاولپور: از ڈاکٹر حمید اللہ فرانس صفحہ نمبر ۲)

ان دلائل کو پیش کرنے کے بعد ہم آرین برہمنوں، کھشتریوں اور ویشوں سے عرض کریں گے کہ وہ نبی آ چکا جس کا ذکر "آوستا" نے کیا۔ "آوستا" کی پیشگوئی کو قرآن میں ملاحظہ کر لیجئے۔ فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیاء:۱۰۷)

(میرے نبیؐ) ہم نے آپ کو تمام دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اسی طرح "آوستا" کی دوسری پیشگوئی "تکمیل دین" کا ذکر قرآن نے یوں کیا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ (المائدہ:۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین (ضابطہ حیات) پسند کر لیا ہے۔

ہندو بن جانے والے آرین دوستو! آرین سنسکرت کا لفظ ہے۔ جس کا معنی "معزز لوگ"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ تم معزز تھے جب توحید کے علمبردار تھے تمہاری اصل کتاب "آوستا" اور بعد میں جن کتب یعنی "ویدوں" کو تم نے اختیار کیا ان کی پیشگوئیوں کے بھی مطابق تم اب معزز تبھی بن سکتے ہو۔ جب اس نبی کو مان لو جس پر دین کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ وہی رحمت للعالمین ہیں۔ وہی "کالکی اوتار" ہیں لہٰذا ان کو مانے بن اب تو چارہ نہیں۔ عزت ملے گی دونوں دنیاؤں میں —— اس "لوک" (دنیا) میں اور "پرلوک" (آخرت) میں تو آخری نبی کو مان کر —— توحید کو اختیار کر کے ہی عزت ملے گی۔ ہم آپ کو اس عزت کے ساتھ معزز دیکھنا چاہتے ہیں۔

"دھرم" کے نام پر "ادھرم" مت قبول کیجئے

"دھرم" یعنی سچے دین کو ہم واضح کر چکے کہ وہ کون سا ہے؟ اور یہ کہ اس کے مانے بن چارہ نہیں۔ مسٹر جان بوکر (John Bowker) بھی اپنی کتاب کے شروع میں مذاہب کے مستقبل (The future of religions) پر گفتگو کرتے ہوئے زور دیتے ہیں کہ!

(We need to corect religion) ہم صحیح دین کے محتاج ہیں۔

ویدوں میں بھی اسی کی تعلیم دی گئی ہے۔ ایک سچے "دھرم چاری" کو ایشور کے حضور ایسی درخواست کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایسی دو درخواستوں کو ہم درج کئے دیتے ہیں:

"اے سب دکھوں کے مٹانے والے ایشور! میرے اوپر رحم کر تا کہ میں سچے دھرم کو ٹھیک ٹھیک جان سکوں۔" (یجروید، ادھیائے ۳۶، منتر ۱۸)

"میرا یہ سچے دھرم کا عہد آپ کی عنایت سے پورا ہو کہ میں آج سے سچے دھرم کی پابندی اور جھوٹ، کھوٹے چلن اور ادھرم سے دوری اختیار کرتا ہوں"

(یجروید، ادھیائے ۱، منتر ۵)

ہندو دوستو! اور اب ایشور کا حکم اور ہدایت بھی سن لو:

"اے انسانو! تم میرے بتائے ہوئے پر انصاف اور بے تعصبی راستی کی صفت سے موصوف، دھرم پر چلو اور ہمیشہ اس پر قائم رہو اور اس کے حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی مخالفت چھوڑ کر آپس میں ملو تا کہ تمہارے درمیان اعلیٰ درجہ کا سکھ ہمیشہ ترقی پاوے اور تمام دکھ مٹ جاویں۔ تم آپس میں مل کر محبت تکرار اور مخالفانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بحث چھوڑ کر باہم محبت کے ساتھ بطریق سوال و جواب گفتگو کرو تاکہ تمہارے درمیان سچے علوم اور عمدہ صفات بخوبی ترقی پاویں اور تم صاحب علم و معرفت بن جاؤ۔ تم ہمیشہ ایسی لگاتار سعی و کوشش کرو کہ جس سے تمہارے دل علم کے نور سے روشن اور آنند سے بھرپور ہوں۔ تم کو دھرم ہی پر عمل کرنا چاہئے۔ ادھرم اختیار نہیں کرنا چاہئے۔" (رگ وید اشٹک ۸، ادھیائے ۸، ورگ ۴۹، منتر ۲)

ہندو دوستو! سچا دھرم تلاش کرنے کی ہدایت تمہاری کتب کر رہی ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرور زمانہ کی وجہ سے جب سابقہ دھرم انسانوں کی مداخلت اور ملاوٹ کی وجہ سے سچائیاں گم کر بیٹھیں گے تو سچا دھرم نئے سرے سے ظاہر ہوگا۔ اس دھرم کو ماننے کے لئے تعصب اختیار نہ کرنا ہوگا بلکہ اسے ماننا ہوگا۔ یہ ہیں ہدایات ـــــ تمہاری مقدس کتب کی باقی ماندہ سچائیوں میں سے ـــــ اور اب ایک مزید اور آخری سچائی بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ جس کے بعد چوں چراں کی گنجائش نہیں رہتی۔ جناب ایشور فرماتے ہیں:

"میں ایشور، ان لوگوں پر جو تمام جیووں (انسانی جانوں) کے ساتھ اپنی آتما (جان) کی مثال برتاؤ کرتے ہیں اور جو دوسروں کی بھلائی کرنے والے اور سب کو سکھ دینے والے ہیں ـــــ اپنی نظر رحمت رکھتا ہوں اور تم کو پہلے بیان کئے ہوئے یا آگے ذکر ہونے والے دھرم کو بتاتا ہوں۔ تم سب کو اس پر عمل کرنا چاہئے تاکہ تمہارے درمیان کبھی حق کا زوال اور ناحق کا عروج نہ ہو۔"

(رگ وید اشٹک ۸، ادھیائے ۸، ورگ ۴۹، منتر ۳)

ہندو دوستو! اگلے دھرم کی بات تمہاری رگ وید کر رہی ہے۔ اب لامحالہ یہ اگلا دھرم، ہندو دھرم کے تو علاوہ ہے۔ اس سے الگ ہے۔ اور یہ علاوہ اور الگ دھرم۔ لامحالہ اسلام ہے۔ اسلام کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جن کے بارے میں تمہاری کتب گواہیاں دے رہی ہیں لہذا ناحق کا زوال اور حق کا عروج چاہتے ہو تو رگ وید میں دیئے ہوئے ایشور کے حکم کے مطابق "آگے ذکر ہونے والے دھرم" یعنی "اسلام" کو مان لو۔ یاد رکھئے! اب ایشور کے حکم اور تمہاری کتابوں کے مطابق اسلام ہی "دھرم" ہے۔ اگر ہماری باتوں پر اب بھی دل پوری طرح مطمئن نہیں ہوا تو لیجئے ہم اگلے ابواب میں "رامائن"۔ "مہابھارت" اور موجودہ "ہندوازم" کا نقشہ کھینچ کر آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے بات مزید واضح کر دیتے ہیں۔ پھر فیصلہ کر لینا، اگلا باب پڑھ کر، اس سے اگلا پڑھ کر، اس سے اگلا اور پھر اس سے اگلا پڑھ کر فیصلہ کر لینا۔ بہر حال ہم آپ کو اگلے باب میں لے جانے سے قبل موجودہ باب کو بند کرتے ہوئے بالکل آخر میں ایک آخری بات بھی بتلا دیتے ہیں۔

ہندو اپنا دھرم تبدیل کر لیں ——— ہندو عالم کا مشورہ

ہندوؤں میں بہت سے فرقے ہیں مگر تمام فرقوں میں جو توحید والا فرقہ خیال کیا جاتا ہے اور جو مورتی پوجا کے خلاف ہے وہ سوامی دیانند جی سرسوتی کا فرقہ "آریہ سماج" ہے۔ سوامی دیانند سرسوتی ۱۸۲۴ء کو ایک کٹر برہمن کے گھر پیدا ہوا جو نسل ہا نسل سے ویدوں کا گہرا علم رکھنے والا خاندان تھا۔ سوامی دیانند نے گنگا کے کنارے اپنے وقت کے متبحر ہندو علماء سے علم حاصل کیا اور پھر جب انہوں نے دیکھا کہ ہندو لوگ مسلمان اور عیسائی ہوتے جا رہے ہیں تو انہوں نے ویدوں کے ترجمے کر کے لوگوں کو باور کرایا کہ ویدوں کی طرف لوٹ آؤ اور مورتی پوجا چھوڑ دو۔ ایک رب کی عبادت کرو۔ وہ زندگی بھر کوشش کرتے رہے مگر اس کوشش کا ما حصل کیا ہوا۔ آریہ سماج کے نام سے ایک فرقہ تو بن گیا جس کے ماننے والے اب لاکھوں میں ہیں۔ مگر اس فرقے کا ایک لیڈر، سوامی دیانند کا ساتھی لالہ لاجپت رائے جس نے اپنی ساری زندگی اس فرقے کی تعلیمات کی اشاعت میں گذار دی۔ وہ بھی اپنی زندگی کے آخر میں ایک کتاب لکھتا ہے اور اس میں بالآخر اپنی قاطع رائے کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اظہار آپ بھی ملاحظہ کر لیجئے:

"یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آزادانہ ڈھنگ سے مطالعہ کرنے کے بعد ان (سوامی جی) کا عقیدہ بن گیا کہ تقریباً پورے کا پورا جدید ہندو مذہب ویدوں سے اور دو ہزار سال پہلے کے ہندو مذہب سے یکسر مختلف ہے اور دونوں میں کوئی مماثلت ہی نہیں۔ عملی کردار کے مالک ہونے کی وجہ سے انہوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ اپنے خیالات کو وہ اپنی ذات ہی تک محدود نہ رکھیں گے بلکہ اپنے ہم وطنوں کو بھی ان سے آشنا کر کے ہندو سماج کی کلی اصلاح کرنے کی کوشش کریں گے۔ مختصراً یہ کہ ان کا مقصد ہندو سماج کو بدل کر وہ حالت پیدا کرنی ہے جو دو ہزار سال پہلے تھی جب نہ تو چھ درشن شاستر تھے اور نہ اٹھارہ پران۔ جو موجودہ ہندو مذہب اور اس کی بت پرستی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ذات پات کا سرچشمہ ہیں۔ وہ ہندو سماج کو اس زمانے کی طرف لے جانا چاہتے ہیں جب ویدوں اور ویدک رسم و رواج کا بول بالا تھا۔ جب صرف ایک ہی خالق کی پرستش کی جاتی تھی۔ صرف ویدوں ہی کا مطالعہ کیا جاتا تھا اور پروہت اپنے لئے نیز سپاہی اور کسان کے لئے "ہوما" کو ہی پورے لوازمات کے ساتھ بھینٹ چڑھایا کرتا تھا۔ یہ کم از کم اس مصلح (سوامی دیانند) کا خواب ہے لیکن تاریخ اس ڈھنگ سے کبھی پلٹا نہیں کرتی۔ کوئی بھی قوم اور خاص کر ہندو جیسی قوم کبھی بھی دو ہزار سال پہلے کی زندگی گذارنے کے لئے نہ تو تیار ہو سکتی ہے اور نہ ہو گی۔ لہٰذا مصلح کی اس کوشش کا ناکام ہونا لازمی ہے لیکن وہ ایک اور اصلاح کے لئے راہ ہموار کر سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ ہندوؤں کو اس کا یقین دلادیں کہ ان کا موجودہ مذہب ویدوں کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے بیشتر ہندو قطعاً بے بہرہ ہیں اور جو چند لوگ ایسا سمجھتے ہیں یا جنہیں اس قسم کا شک ہے وہ اپنی آنکھیں موند لینے ہی میں عافیت سمجھتے ہیں۔ اگر ان لوگوں کو ایک بار اپنی اس شدید غلطی کا قطعی احساس ہو جائے تو بلاشبہ وہ فوراً ہندو مذہب ترک کر دیں کیونکہ یہ لوگ ہندو مذہب سے اس لئے چپکے پڑے ہیں کہ انہیں یقین ہے کہ یہ "پراچین یگ" کا اور ان کے قدیم ترین پرکھوں کا مذہب ہے جو لازوال قوتوں سے ہمکلام ہوتے تھے۔ لیکن یہ لوگ ویدوں کے زمانے کی طرف لوٹ نہیں سکتے۔ وہ زمانہ بیت گیا اور اس کی تجدید پیش آنا لازمی ہے۔ ہمیں امید کرنی چاہئے کہ یہ نئی چیز عیسائیت ہو گی۔ بہرکیف یہ نئی چیز کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن یہ موجودہ بت پرستی اور ذات پات کی تفریق سے بہتر ہو گی جو ذہنی و اخلاقی اعتبار سے وحشیانہ ہے۔"

(آریہ سماج کی تاریخ صفحہ ۳۹-۴۰)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ لالہ لاجپت رائے ہندو کو بت پرستی اور ذات پات کی وحشت سے کس قدر نفرت ہے؟ وہ اس وحشت سے ہندو قوم کو نکالنا چاہتے ہیں لیکن کہاں لے جانا چاہتے ہیں اس سلسلے میں منزل سے وہ خود بھی واقف نہیں۔ انہوں نے عیسائیت کا نام لیا اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ وہ نیا دھرم کوئی سا بھی ہو بہرحال ہندو دھرم سے تو بہتر ہو گا کہ جو دو چیزوں بت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پرستی اور ذات پات سے پاک ہوگا۔ لیکن عیسائیت تو خود ایک انجیل کی بجائے چار بنائے بیٹھی ہے۔ ایک رب کی بجائے تین بنا کر تثلیث کی پوجا کر رہی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے بتوں کی پوجا کر رہی ہے۔ پھر عیسائی سینٹ (ولیوں) کے مجسموں اور بتوں کی بھی پوجا کر رہی ہے۔ تو عیسائیت کو اختیار کرنا، آسمان سے گر کر کھجور میں اٹکنے والی بات ہے۔ بہرحال چونکہ لالہ صاحب نے ہندوؤں سے مایوس ہو کر لندن میں بیٹھ کر اپنی زندگی کے آخری دنوں میں یہ کتاب لکھی اس لئے عیسائی ملک کی عیسائیت کی بات کر دی مگر یقین سے نہیں۔ بس یونہی۔

یقین جانئے! یہ یونہی ہے۔ اصل جو نئی چیز ہے جو بت پرستی، مورتی پوجا کی دشمن چیز ہے، ذات پات سے اعلیٰ ہے وہ اسلام ہے۔ مورتی پوجا اور ذات پات کی دہشت سے اسلام ہی نجات دلا سکتا ہے اور کوئی نہیں۔ یقین نہ آئے تو دنیا کے سارے دھرم دیکھ لیجئے اور آخر میں اسلام دیکھ لیجئے۔ بات نکھر جائے گی۔ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ دھرم کا بھی پتہ چل جائے گا "ادھرم" بھی معلوم ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

رام کی رامائن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہندو دیوتا "رام" کی "رامائن" وہ داستان ہے کہ جو ہندوؤں میں سب داستانوں سے زیادہ مقبول ہے اور ہر ہندو کے دل پر نقش ہے۔ رام اور سیتا کے درمیان محبت کی عجیب و غریب داستان کہ جسے پانچ سو سال قبل ہندو سادھو "والمیکی" نے نظم کی صورت میں اس وقت مرتب کیا جب سیتا جنگل میں والمیکی کے پاس ٹھہری تھی۔ ۲۴ ہزار شعروں پر مشتمل یہ داستان سنسکرت زبان میں تھی۔ اسے موجودہ شکل ڈیڑھ سو سال قبل ملی اور اب یہ داستان دنیا کی کئی معروف زبانوں میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۹۸۸ء میں اس داستان کو حکومت ہند نے کئی سالوں کی محنت شاقہ اور کروڑوں روپے کے خرچ سے الیکٹرانک میڈیا پر پیش کیا۔ وی سی آر کی ۲۱ عدد کیسٹوں کے سیٹ تیار کئے۔ کروڑوں انسانوں نے اس کو دیکھا۔ یوں ہندوستان کی حکومت نے ان کیسٹوں کو اپنے دھرم کی اشاعت کے لئے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا۔

رام ایودھیا میں پیدا ہوا تھا اور یہیں اس نے راجہ بن کر زندگی گذاری۔ چنانچہ ہندوؤں نے یہ کہہ کر تحریک چلائی کہ ایودھیا کی بابری مسجد رام کی جائے پیدائش پر بنائی گئی ہے چنانچہ بابری مسجد ڈھا دی گئی ہے۔ اور اب وہاں رام مندر بنانے کی تیاریاں ہیں تو آیئے! اب ہم اس داستان کو دیکھتے ہیں کہ یہ داستان ہے کیا؟ کہ جس کے لئے معروف تاریخی مسجد کو ڈھا دیا گیا جو کہ دنیا بھر میں بیسویں صدی کے آخر کا ایک عظیم واقعہ اور سانحہ تھا۔

"والمیکی" کی رامائن کہ جسے انڈین حکومت نے مرتب کیا اور دوسرا نسخہ وہ کہ جس کا ترجمہ یاسر جواد نے کیا۔ ہم ان سے اور دیگر کتب سے استفادہ کرتے ہوئے "رامائن" کی داستان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اقتباسات اس انداز سے پیش کر رہے ہیں کہ رامائن کی داستان اپنی تکمیل کے ساتھ سامنے بھی آ جائے اور یہ بات بھی واضح ہوتی چلی جائے کہ یہ دھرم ہے یا ادھرم؟

ایودھیا اور رام کا باپ دسرتھ

"ایودھیا" ہندوستان کے علاقے اودھ کا شہر ہے۔ یہ سنسکرت کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے "جسے فتح نہ کیا جا سکے" ــــ مگر یہ شہر بالآخر مسلمانوں کے ہاتھوں بھی فتح ہوا اور انگریزوں کے ہاتھوں بھی ــــ بہرحال اس شہر کو راجا منو نے کئی سو سال قبل مسیح تعمیر کروایا تھا۔ اس راجہ کے نام پر ہندو قانون کی ایک کتاب بھی ہے جس سے آج بھی معاشرتی مسائل میں راہنمائی لی جاتی ہے۔

"ایودھیا پر راجہ دسرتھ یا دشارتھ کی حکومت قائم ہوئی تو بادشاہ کے پاس اولاد نہ تھی۔ اس کی تین بیویاں تھیں جن کے نام کوشلیہ، سمتری اور کائیکی تھے۔ بادشاہ نے انہیں تین سادھوؤں کے پاس بھیج دیا۔ سادھوؤں نے اپنے آشرموں میں کچھ وقت رکھنے کے بعد تینوں عورتوں کو واپس بھیج دیا۔ یوں بادشاہ کے ہاں تین بیٹے رام، لکشمن اور بھارت پیدا ہوئے۔"

(Oh you Hindu Awake by
Dr. Chatterjee P.H.D. (USA)

اسی ضمن میں دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ بادشاہ دسرتھ نے قربانی کے لئے آگ جلائی۔ اس آگ پر جب گھی ڈالا گیا اور شعلے بلند ہوئے تو ایک دیوتا برآمد ہوا جس نے سونے کا ایک پیالہ پکڑ رکھا تھا۔ اس میں مقدس مشروب تھا جس کا نام "پایاسم" تھا۔ دیوتا نے بادشاہ سے کہا یہ مشروب اپنی بیویوں کو پلا دو۔ تمہارے گھر بیٹے جنم لیں گے۔ بادشاہ نے خوشی کے ساتھ پیالہ لیا اور تینوں بیویوں میں مشروب بانٹ دیا سب سے پہلے کوشلیہ پھر سومترا اور آخر میں کائیکی نے پیا۔ تھوڑا سا مشروب بچ رہا تو دوبارہ سومترا کو دے دیا چنانچہ کوشلیہ سے رام پیدا ہوا۔ سومترا سے لکشمن اور شتروگھن جڑواں پیدا ہوئے۔ جڑواں اس لئے پیدا ہوئے کہ سومترا نے دوبار مقدس مشروب پیا۔ کائیکی سے بھرت یا بھارت پیدا ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آشرم اور آستانہ

بادشاہ دشارتھ نے اپنی بیویوں کو تین سادھوؤں کے آشرموں میں بھیج دیا اور وہ مقدس سادھوؤں کے مقدس آشرموں سے تین یا چار بیٹے لے کر آگئیں ـــــ شاید یہی وہ روایت ہے کہ جسے ہندوؤں سے مسلمان ہونے والے بعض صوفی آج تک نہیں چھوڑ پائے ـــــ مجھے وہ لمحہ کبھی نہیں بھولتا جب میں کراچی اور حیدر آباد کے درمیان معروف اور تاریخی قبرستان میں گیا تو وہاں پر بھی ایسا ہی ایک منظر دیکھا۔ اس قبرستان کو "مکلی والا قبرستان" کہا جاتا ہے۔ تیس چالیس کلو میٹر کے علاقے میں پھیلا ہوا صدیوں پرانا یہ ایشیا کا سب سے بڑا قبرستان ہے۔ یہاں ایک بزرگ بابا اصحابی کا دربار اور آستانہ تھا۔ وہاں پر میں گیا تو کراچی کا ایک سیٹھ اپنی نوجوان خوبرو بیٹی یہاں لایا تھا۔ اس نے آستانہ کے گدی نشین سے عرض کی کہ میری بیٹی کو جنات کی شکایت ہے۔ شادی کو چند سال بیت گئے۔ اولاد بھی نہیں ہوئی لہٰذا اس کا علاج کیجئے۔ اس موٹے تازے گدی نشین نے کہا کہ اولاد تو ہو جائے گی مگر اس کو علاج کے لئے ہمارے ہاں ایک ہفتہ کے لئے چھوڑ کر جانا ہوگا۔ یقین کیجئے! وہ شخص خوشی خوشی اپنی بیٹی ہفتہ بھر کے لئے وہاں چھوڑ گیا ـــــ اب بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ وہ مقدس ولی اپنے آستانے میں اس لڑکی کو مقدس مشروب بھی پلائے گا اور پھر ایسا مقدس عمل بھی کرے گا کہ جس سے اولاد ہو جائے۔ تو جو کام مقدس لوگ آشرموں میں کرتے ہیں وہ کام آستانوں میں بھی ہوتا ہے۔ مقدس لوگوں کے ہاتھوں سے کہ جن کو ولی کہا جاتا ہے۔

راجہ وشوامتر

ہندوستان کے ایک علاقے کا بادشاہ راجہ وشوامتر تھا۔ اس نے ریاضتیں کر کر کے "رشی" کا مقام پالیا تھا۔ اس نے ستاروں کے نئے جھرمٹ بھی تخلیق کر لئے تھے۔ مگر جب بھی وہ "یگیا" یعنی قربانی کا اہتمام کرتا تو آسمان میں رہنے والے بعض راکشس اس پر غلیظ چیزیں پھینک دیتے چنانچہ وشوامتر ایک دن دسرتھ بادشاہ کے دربار میں آیا اور کہا کہ یگیا ادا کرنے کے لئے میرے ساتھ رام اور لکشمن کو بھیج دیجئے تاکہ میں یگیا ادا کرسکوں۔ وہ دسرتھ بادشاہ کے بیٹوں کی مدد اس لئے حاصل کر رہا تھا کیونکہ (یہ لوگ) "اکشواکو" نسل میں پیدا ہوئے۔

ہندو دوستو! ذرا سوچو، بادشاہ کا ستاروں کے جھرمٹ پیدا کرنا ـــــ اور دوسری طرف اتنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ستاروں میں رہنے والے راکشسوں (شیطانوں) سے اس قدر بے بس ہو جاتا کہ زمین پر اس کی یگیا بھی محفوظ نہ ہو ـــ کیا یہ یقین کرنے والی چیزیں ہیں اور پھر دسرتھ کا "اکشوا کو" یعنی سورج کی نسل سے پیدا ہونا کیا یہ باتیں دھرم ہیں یا ادھرم؟

کیونکہ جو باتیں ایسے دیومالائی قصے ہوں کہ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو تو ایسی باتوں کا علمبردار مذہب دھرم نہیں ہوتا بلکہ ادھرم ہوتا ہے۔

بہرحال رامائن کے مطابق رام نے وشوامتر کو یقین دلا دیا کہ اب وہ راکشسوں کا مقابلہ کر لیں گے جبکہ تم آرام سے یگیا کا بندوبست کرو چنانچہ یگیا کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ رام اور لکشمن اگلی صبح جلد بیدار ہو کر وشوامتر کے پاس گئے اور پوچھا کہ راکشسوں کی آمد کس وقت متوقع ہے تاکہ وہ ان سے نپٹنے کی تیاریاں کر سکیں۔

وشوامتر نے چپ کا روزہ رکھا ہوا تھا اس لئے جواب نہ دے سکا لیکن اس کے پیروکار رشیوں نے شہزادوں کو بتایا کہ انہیں یگیہ کی حفاظت کے لئے مسلسل چھ دن اور چھ رات چوکس رہنا ہوگا۔

قارئین کرام! چپ کے روزے سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ آج جو مسلمان ملنگ چپ کے روزے رکھتے ہیں اور چپ شاہ کے نام سے معروف ہیں وہ رام کے استاد وشوامتر کے مذہب پر عمل کرتے ہیں کہ جو رامائن سے ثابت ہے ـــ اس جملہ معترضہ کے بعد ہم واپس رامائن کے بیان کردہ قصے کی طرف آتے ہیں جس کے مطابق رام اور لکشمن کہ ان دونوں بھائیوں کی جوڑی تھی ـــ وہ اپنے استاد وشوامتر کے ساتھ شاہ جنک کے علاقے میں چلے گئے۔

خوبصورت بچی زمین سے نکلی

متھلا کا علاقہ کا بادشاہ جنک جو ریاضتیں کر کر کے بڑا مقام پا چکا تھا اس نے یگیہ کے ارادے سے ایک دفعہ ہل چلایا اور حسب معمول یہ کام اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیا۔ وہ جب زمین کو صاف اور ہموار کر رہا تھا تو اس نے جھاڑیوں کے درمیان ایک خوبصورت بچی کو دیکھا جو زمین سے نکل پڑی تھی۔ جنک بے اولاد بادشاہ تھا وہ بڑا خوش ہوا۔ اس نے اس بچی کو "دھرتی ماتا" (مادر زمین) کی جانب سے تحفہ سمجھ کر قبول کر لیا۔ اس نے یہ بچی اپنی بیوی کے سپرد کر دی۔ جلد ہی وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوان ہو گئی وہ اس قدر خوبصورت تھی کہ ہر راجہ اور شہزادہ اس کو پانے کی خواہش رکھتا تھا۔۔۔۔ یاد رہے! سیتا۔۔۔۔ اس شگاف کو کہتے ہیں جو ہل چلانے سے زمین میں پیدا ہوتا ہے۔

شادی مقابلہ

دھرتی سے نکلنے والی دھرتی ماتا کی بیٹی "سیتا" کی شادی کے لئے اس کے باپ جنک نے اپنے دربار میں ایک بہت بڑا جشن منعقد کیا۔ ہندوستان کے راجواڑوں کے راجے، مہاراجے وہاں موجود تھے۔ بادشاہ جنک نے عین دربار کے وسط ایک خوبصورت چبوترے پر ایک بڑی بھاری سنہری کمان رکھ دی۔ شرط یہ تھی کہ جو اسے اٹھائے گا سیتا اس کی ہو گی۔ ایک راجہ آگے بڑھا۔ بڑا موٹا تازہ تھا۔ کان میں کانٹے اور گلے میں چھوٹی اور بڑی مالائیں پہنے ہوئے تھا۔ مونچھوں کو تاؤ دے کر۔ باہیں پھیلا کر آگے بڑھا۔ کمان کو ہاتھ ڈالا مگر وہ ہلی بھی نہیں۔ اہل دربار ہنس دیئے اور راجہ مسکین سامنہ بنا کر اپنی نشست پر جا بیٹھا۔ دوسرا ایک طاقتور راجہ آگے بڑھا وہ اس قدر اپنی قوت پر نازاں تھا کہ اس نے ایک ہاتھ سے کمان اٹھانا چاہی مگر نہ اٹھا سکا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے۔۔۔ مگر ناکام رہا۔۔۔۔ پھر سارا زور صرف کیا مگر کچھ نہ بنا۔ اہل دربار ہنس دیئے اور آخر کار یہ بھی رسوا ہو کر اپنی نشست پر جا بیٹھا۔ دیگر راجے بھی آئے مگر سب ناکام رہے۔ راجہ دسرتھ کا بیٹا رام آخر کار آگے بڑھا۔ اس نے ایک ہی ہاتھ سے کمان کو اٹھالیا اور پھر اس کمان کو توڑ مروڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔۔۔۔ راجے مہاراجے حیران رہ گئے۔ رام کا باپ راجہ دسرتھ خوش ہو گیا۔ سیتا جو اپنی ہم جولیوں کے ساتھ موجود تھی۔ رام کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھتی چلی گئی کیونکہ وہ اب رام کی تھی۔

قارئین کرام! یہاں ایک بات بڑی قابل غور ہے کہ سیتا تو بیٹی تھی دھرتی ماتا کی تو جنک اس کا باپ کیسے بن گیا؟ کیا جنک زمین کا خاوند بن گیا؟ اگر وہ محض ہل چلا کر خاوند بن گیا تو اس طرح تو ہر کسان زمین کا خاوند بن گیا۔ بہر حال دیومالائی قصوں میں عقل کا دخل نہیں ہوتا۔ ہم رامائن کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آگے چلتے ہیں اور رام اور سیتا کی شادی کا جشن دیکھتے ہیں۔

رومال اور چڑیا کا بندھن

شاہ جنک کا قاصد دسرتھ کو اطلاع دینے پہنچا کہ رام نے مقابلہ جیت لیا ہے۔ قاصد دسرتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پاس تین دنوں میں پہنچا۔ اس نے بتلایا کہ شاہ جنک نے سیتا کا ہاتھ رام کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اب رومال اور چنریا کے بندھن کا جشن بپا ہونے والا ہے اور آپ کا انتظار ہے۔

رام کا باپ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ جشن میں پہنچا۔ دربار سج گیا۔ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو ہجولیوں کے ڈھولک کی تھاپوں میں سیتا دربار میں داخل ہوئی۔ ایک مخصوص نشست پر سیتا اور رام کو اکٹھے بٹھا دیا گیا۔ سیتا کے پاؤں ایک بڑے تھال میں رکھ کر دھوئے گئے۔ سیتا کا ہاتھ رام کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ یوں بادشاہ جنک نے سیتا کو رام کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ یہ ہے میری بٹیا سیتا۔ اس کا ہاتھ تھام لو۔ یہ ہمیشہ تہمارے ساتھ سایہ بن کر چلے گی۔ تمہارے ہمراہ دھرم کے راستہ پر چلتی رہے گی اور یہ اشلوک پڑھا۔

"ایم سیتا مم سیتا
سہا دھرمچری تو
پر تچھ چینام بھدرم تے
پانم گرہنیو پانا
پتی ورگا مہا بھاگا
چھیوا نو گتا سدا"

جی ہاں! یہ شلوک آج بھی شمالی ہندوستان میں شادی کے موقع پر دلہن کو دولھا کے حوالے کرتے وقت پڑھا جاتا ہے کہ جسے جنک نے سیتا کو رام کے حوالے کرتے ہوئے پڑھا تھا۔

اس کے بعد سیتا کے ہاتھوں پر ایک مخصوص خوشبو لگائی جاتی ہے جبکہ رام، سیتا کی مانگ میں سندور لگاتا ہے۔ رام کے رومال کو سیتا کی چنریا (چادر) کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے ـــــ اور پھر "یگیہ" کی آگ جو ایک چبوترے پر جل رہی ہوتی ہے اس کے اردگرد دونوں اس حالت میں پھیرے لگاتے ہیں کہ رومال کی گانٹھ چنریا کے ساتھ بندھی ہوتی ہے ـــــ یوں شادی کا یہ جشن برخاست ہو جاتا ہے۔ رام اور سیتا، پتی اور پتنی بن جاتے ہیں۔

رام چندر جی کی تخت نشینی ـــــ مگر؟

رام اور سیتا کو ہنسی خوشی ایودھیا میں زندگی گذارتے دس سال کا عرصہ بیت گیا۔ رام سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بڑا بیٹا تھا۔ بادشاہ دسرتھ نے سوچا کہ رام جو اس کا یوراج (ولی عہد) ہے۔ ایودھیا کی رعایا اس سے بڑی خوش ہے اور میں بھی بوڑھا ہو گیا ہوں چنانچہ اس نے رام سے کہا۔ میں تمہیں اپنی زندگی میں اپنے باپ دادا کے تخت پر بٹھانا چاہتا ہوں چنانچہ اس کا اعلان کر دیا گیا۔ سارے شہر میں جشن کا سماں تھا کہ رام چندر جی ایودھیا کے راجہ بننے والے ہیں۔ رام اور سیتا رات بھر تیاریوں میں مصروف رہے۔ بادشاہ دسرتھ بھی رام کی تخت نشینی کو آخری شکل دے کر رات گئے بستر پر سونے کو تیار تھا ـــــ کہ اچانک منظر بدلتا ہے۔ منتھرا نامی ایک بوڑھی ملازمہ، بھرت کی ماں اور ـــــ اپنی مالکہ کائیکی کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے: مہارانی! مہارانی! اٹھو، اٹھو، تمہارا بیڑہ غرق ہو گیا اور تمہیں کچھ پتہ ہی نہیں۔ کائیکی پریشان ہو کر اٹھی۔ ارے کیا ہوا؟ بوڑھی کہتی ہے: کل رام کو تخت پر بٹھایا جانے والا ہے۔ تیرے شوہر نے تیرے بیٹے بھرت کو چالاکی کے ساتھ اس کے ننھیال کے پاس دور بھیج دیا اور اب پیچھے سے جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رام کو تخت پر بٹھا رہا ہے۔ تو آج رات مہارانی ہے۔ کل کو کچھ بھی نہیں بچے گا۔ کل تیری سوتن کوشلیہ جو رام کی ماں ہے وہ ایک بادشاہ کی مہارانی اور ایک بادشاہ کی ماں ہوگی مگر تو.... تو.... کچھ بھی نہیں اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ رام.... بھرت کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہوئے مروا ہی ڈالے۔ یوں کائیکی اپنی ملازمہ کی باتوں میں آگئی۔ اس نے ملازمہ سے مشورہ لیا کہ اب کیا کروں۔ بوڑھی ملازمہ نے کہا: اپنے زیورات سارے پھینک دے۔ فرش پر بکھیر دے۔ حال برا کر لے۔ جب بادشاہ تیرے پاس آئے تو کچھ نہ بولنا۔ وہ پوچھتا جائے گا کہ ہوا کیا؟ مگر تو.... اس سے کچھ نہ کہنا.... اور پھر اپنے تفصیلی مشوروں سے اس کو پکا کر لیا ـــــ ادھر بادشاہ اپنا کام مکمل کر کے اب آرام کی غرض سے کائیکی کے محل میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ فرش پر زیورات بکھرے پڑے ہیں۔ کائیکی کو ڈھونڈا تو وہ فرش پر بے حس پڑی تھی۔ بادشاہ نے پریشان ہو کر کائیکی کو جگایا۔ صورتحال کے بارے میں پوچھا مگر اس نے کچھ نہ بتایا۔ بادشاہ کو کائیکی سے سب سے زیادہ محبت تھی لہٰذا بادشاہ نے پیار سے کہا: میری پیاری ملکہ! کچھ تو بتلاؤ۔ وہ کہنے لگی: بتلاؤں تو تب اگر مانو تو؟ بادشاہ نے کہا: جو مانگو دوں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ میرا وچن ہے۔ تب کائیکی نے کہا: تمہیں یاد ہوگا جب ایک جنگ میں تمہیں شکست ہوئی۔ تیر لگے تو میں تمہاری رتھ کو نکال کر لائی۔ تمہارے تیر نکالے اور تم نے کہا! مانگ کیا مانگتی ہے۔ میں نے کچھ بھی نہ مانگا تھا اور جناب نے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارے اس کارنامے کی بدولت تمہیں منہ مانگی مراد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوں گا۔ آج وہ وقت آگیا ہے۔ دو چیزیں مانگتی ہوں۔ کل کی تاجپوشی رام کی نہیں میرے بیٹے بھرت کی ہوگی۔ دوسرا یہ کہ رام کو چودہ سال کے لئے "بن واس" یعنی جنگل میں سنیاس کے لئے بھیج دو۔

بادشاہ جسے سب سے زیادہ رام سے محبت تھی۔ یہ سن کر بے ہوش ہوگیا۔ وہ کائیکی کے قدموں میں گر گیا۔ اپنا تاج اس کے قدموں میں رکھا مگر کائیکی نہ مانی۔ آخر کار بادشاہ نے تقریب ملتوی کرنے کا اعلان کر دیا۔ ایودھیا کے لوگ پریشان ہوگئے کہ بادشاہ نے ایسا کیوں کیا۔

بادشاہ نے اب رام کو بلوا بھیجا۔ رام محل میں آیا۔ تو عجیب منظر دیکھا۔ بادشاہ پریشان اوندھے منہ فرش پر پڑا تھا اور کائیکی کھڑی تھی۔ محل کے منظر نے رام کو سب کچھ بتلا دیا تھا۔ تاہم بادشاہ رام کو کچھ بتلانے لگا تو بتلا نہ سکا اور کائیکی نے رام کو سب کچھ بتلا دیا۔ رام نے کہا: میرے باپو! اگر یہ ایسا ہی ہے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں جنگل میں جاتا ہوں۔ آپ بھرت کو بلوائیے۔ بادشاہ بنا دیجئے۔

رام اپنی ماں کوشلیہ سے ملا۔ سیتا سے ملا انہیں حوصلہ دیا کہ میں ۱۴ سال بعد واپس آجاؤں گا۔ مگر سیتا نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ جدائی کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ یوں رام، سیتا اور لکشمن کو ایک رتھ پر بٹھا کر بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کر دیا گیا۔ ایودھیا کے لوگ پریشانی کی حالت میں رام چندر جی کو رخصت کر رہے تھے۔ وہ سب رام کے ساتھ جانا چاہتے تھے مگر رام نے منع کر دیا تھا۔

رام کا باپ دسرتھ رام کی جدائی میں زیادہ دیر زندہ نہ رہا اور بالآخر وہ مر گیا۔ اس کی آخری رسومات ادا کر دی گئیں۔ اب ایودھیا بغیر بادشاہ کے تھا۔ چنانچہ سرداروں نے قاصد روانہ کر کے فوری طور پر بھرت یا بھارت کو منگوایا۔ وہ واپس آیا تو سیدھا اپنی ماں کے پاس آیا۔ اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تو ماں کائیکی نے بتلایا کہ وہ تو آسمان پر جا چکا ہے۔ پھر اس نے رام کا پوچھا تو کائیکی نے ساری بات بتلا دی اور کہا کہ اب تم بادشاہ ہو۔ بھرت اس بات پر بڑا ناراض ہوا۔ اس نے ماں کو مایوس کیا۔ اس نے بادشاہت تو سنبھال لی مگر یہ عزم کیا کہ وہ رام کو واپس لائے گا اور اسے ہی تخت پر بٹھائے گا چنانچہ وہ اپنے خاندان کے ہمراہ جنگل میں رام کے پاس گیا اور گذارش کی کہ وہ تخت سنبھالے مگر رام نے انکار کر دیا۔ بھرت نے کہا کہ میں تمہاری جگہ جنگل میں ۱۴ سال صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہوں مگر رام یہ بھی نہ مانا۔ آخر کار بھرت نے رام سے جوتے مانگے اور کہا کہ میں تمہارے جوتوں کی نیابت کرتے ہوئے ۱۴ سال گزاروں گا۔ جب آپ بن باس مکمل کر کے آئیں گے تو تخت حوالے کردوں گا۔ رام یہ بات مان گیا۔ چنانچہ بھرت نے رام کی "کھڑاویں" لیں۔ ان کو سر پر رکھا اور اسی حالت میں واپس ایودھیا آیا۔ وہ جب محل میں آیا تو تخت پر خود بیٹھنے کی بجائے وہاں رام کے جوتوں (لکڑی کی کھڑاویں) کو رکھا۔ کھڑاویں کو ریشمی کپڑے میں ملفوف کر کے رکھا اور خود نیچے بیٹھ کر فرائض ادا کرنے لگا۔

کھڑاویں کے بارے میں

قارئین کرام! کھڑاویں کا ذکر آیا ہے تو یہ بات بتلانا ضروری ہے کہ ہندو یوگی اور سنیاسی لکڑی کی کھڑاویں اس لئے پہنتے ہیں کہ ہم سے کسی پر ظلم نہ ہو کیونکہ اگر چمڑے کا جوتا پہنا جائے تو لامحالہ یہ چمڑا کسی جانور کا ہو گا تو کسی جانور کو قتل کرنا، مارنا اور اس کی کھال کو استعمال کرنا یہ ظلم اور پاپ ہے۔ اس تصور کے تحت ہندو یوگی لکڑی کی کھڑاویں استعمال کرتے ہیں۔

اتفاق کی بات ہے ایک بار میں لاہور سے فیصل آباد کی طرف جارہا تھا۔ راستے میں ایک قصبہ مانانوالہ آتا ہے۔ جب مانانوالہ سے ہم نکلے تو ایک ملنگ جس نے کھڑاویں پہنی ہوئی تھیں۔ وہ ہمارے سے آگے والی بس میں سوار ہو رہا تھا۔ بس چل پڑی ہم نے بس کو روکا۔ اس خیال سے کہ یہ بابا جو ہندو محسوس ہوتا ہے۔ اس سے کوئی بات چیت کرتے ہیں اور اسے اپنی گاڑی میں اس کی منزل تک پہنچا دیں گے اور ہندو دھرم کے بارے میں اس سے معلومات لیتے ہیں۔ ہم نے بس روک کر ملنگ سے جب اپنی خواہش کا اظہار کیا تو وہ ملنگ کہنے لگا کہ میں تو مسلمان ہوں اور فلاں سرکار کا ملنگ ہوں اور دربار پر جارہا ہوں۔ میں نے پوچھا: باباجی! پھر کھڑاویں کیوں پہن رکھی ہیں۔ کیونکہ یہ تو یوگی اور سنیاسی پہنتے ہیں۔ بہر حال ملنگ بابا اس کا کوئی جواب نہ دے سکا اور ہم نے اپنی راہ لی۔

اسی طرح جوتے سر پر رکھنا اور جوتوں کی یوں تعظیم کرنا تو یہ راجہ بھرت کا طریقہ اور ادا ہے کہ اس نے اپنے رام کے جوتوں کو اپنے سر پر بھی رکھا اور تخت پر بھی سجایا اور ریشمی غلاف میں ملفوف کیا۔ یہی وجہ ہے کہ رام کو ماننے والے ان کھڑاویں کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنیاسیوں کی کھڑاویں کو سر پر رکھتے ہیں۔ ان کے پاؤں دھوتے ہیں اور بچا ہوا پانی عقیدت سے پیتے بھی ہیں اور یہ جملہ ان کے ہاں عام چلتا ہے کہ فلاں کا بیٹا اپنے باپ ـــــ فلاں کی (بیوی) پتنی اپنے پتی (شوہر) ـــــ اور فلاں چیلا اپنے گورو کے پاؤں دھو دھو کر پانی پیتا رہا۔ یعنی خدمت بجالاتا رہا ـــــ تو یہ جملہ محض جملہ نہیں بلکہ فی الواقع پاؤں دھو کر پانی پیا جاتا ہے اور آج بھی پیا جاتا ہے ـــــ تو راجہ بھرت اور سنیاسیوں کی یہ ثقافت آج بھی برصغیر کے بعض مسلمان بھائی نادانی سے اپنائے ہوئے ہیں ـــــ کہیں عملی طور پر اور کہیں الفاظ کی حد تک۔

ہندو دوستو! ہم نے تمہارے بارے میں جو کچھ عرض کیا۔ تکریم انسانیت کے حوالے سے عرض کیا۔ قرآن نے کیا خوبصورت بات کی:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا○ (بنی اسرائیل:۷۰)

بلاشبہ ہم نے اولاد آدم کو معزز بنایا۔ ہم نے انہیں خشکی اور سمندر میں سواریاں عطا کیں۔ کھانے کو پاکیزہ عمدہ چیزیں عطا کیں اور جو کچھ ہم نے پیدا کیا ہے ان میں سے اکثر مخلوق پر نمایاں فضیلت عطا فرمائی۔

اللہ کے بندو! وہ لکڑی جس کو جوتوں کی شکل میں تم اپنے سروں پر رکھتے ہو، جس کی مورتیاں بنا کر پوجتے ہو یہ تمہاری تکریم و عزت کے خلاف ہے۔ ساری انسانیت آدم کی اولاد ہے۔ اللہ نے سب کو معزز بنایا ہے لہٰذا اپنے آپ کو رسوا اور ذلیل مت کرو۔ معزز بن کے رہو۔ اللہ کا قرآن جو آخری رسولؐ پر نازل ہوا۔ کس پیارے طریقے سے وہ واضح کرتا ہے کہ اے انسانو! تم سب معزز ہو۔ اب اس عزت کو خاک میں ملاتے ہو تو خود ہی ملاتے ہو کہ جوتوں کو سر پر سجائے پھرتے ہو۔

تلخ حقیقت

اس حقیقت کا تذکرہ کیے بغیر چارہ نہیں کہ ہندوستان میں جہالت بہت تھی لہٰذا اس جہالت میں اسلام جیسا اجالا آیا ـــــ تو جو ہندو اسلام میں داخل ہوئے۔ ان میں ہندو دھرم کی بہت سی روایات اور عقائد باقی رہ گئے۔ جن کی اصلاح کرنے والے تاحال اصلاح کر رہے ہیں ـــــ تاہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس یورپ و امریکہ کے لوگ جو پڑھے لکھے ہیں وہ آج اسلام قبول کر رہے ہیں تو خالص اسلام قبول کر رہے ہیں اور اپنی روایات اور رواج جو مذہبی ہیں یا معاشرتی ہیں ــــ انہیں یکلخت چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے معاشرے سے آنے والے بے شمار واقعات میں سے ایک واقعہ جس نے مجھ پر بڑا اثر کیا ــــ مناسب رہے گا کہ اسے بیان کردوں۔ سنت رسول پہ عمل اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دار یہ واقعہ ہم پیدائشی مسلمانوں کے لئے قابل فکر ہے۔

لاہور کے اندر میرے پیچھے کئی سال تک جمعہ کا خطبہ سننے والے ایک بزرگ سے پچھلے دنوں ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے: میں پچھلے دنوں امریکہ میں اپنے بیٹوں کے پاس چند ماہ گزار کے آیا ہوں ــــ وہاں ایک دن عجیب واقعہ پیش آیا۔ ورجینیا میں ــــ میں اپنے گھر سے مسجد کی طرف پیدل نماز کے لئے جا رہا تھا۔ اچانک میرے قریب ایک کار رکی۔ کار میں ایک نوجوان امریکی گورا تھا۔ ساتھ اس کے اس کی بیوی تھی۔ شرعی حجاب میں تھی۔ مجھے وہ امریکی نوجوان جو پوری داڑھی رکھے ہوئے تھا، کہنے لگا: معلوم ہوتا ہے آپ مسجد کی جانب جا رہے ہیں۔ نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ میں نے سوچا۔ آپ کو ساتھ بٹھالوں۔ یوں اجر و ثواب کمانے کا بہانہ مل جائے گا۔ میں اس کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ راستے میں مجھے چھینک آ گئی۔ میں نے فوراً کہا: (Sorry) معذرت خواہ ہوں (Excuse me) اس پر اس امریکی نوجوان کے چہرے کے تیور بدل گئے۔ اس نے تعجب سے مجھے پوچھا (Do you Muslim) کیا تم مسلمان ہو؟ میں نے کہا: Yes ہاں ــــ تب اس نے کہا: اگر آپ چھینک آنے پر رسول کریمؐ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے "الحمد للہ" کہتے ــــ میں "یرحمک اللہ" (تجھ پر اللہ رحم کرے) کہتا اور پھر تو یھدیک اللہ ویصلح بالک (اللہ تجھے ہدایت دے اور تیرے حال کی اصلاح کرے) کہتا تو ہمیں مفت میں کئی نیکیاں مل جاتیں ــــ بزرگ کہنے لگے: میں اس پر بڑا شرمندہ ہوا ــــ کہ ساٹھ سال عمر ہے، پاکستانی ہوں، سالہا سال سعودیہ اور عرب امارات میں رہا مگر اس نوجوان امریکی نے مجھے راہ چلتے ہوئے اسلامی اخلاق و کردار کا وہ نمونہ پیش کیا کہ میں اس سے پھر معذرتیں کرنے لگ گیا۔

جی ہاں! ہندو دوستو! میں ساتھ ساتھ مسلمانوں کی کوتاہیاں اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ یہ اسلام کسی کی وراثت نہیں۔ یہ اولاد آدم کا دین ہے۔ آج دنیاوی تعلیم میں تم ماضی کی نسبت بہت آگے ہو کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں بہت آگے ہو۔ آگے بڑھو، سچا دھرم مانو، اور عمل کرکے روایتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی گردنیں شرم سے نیچی کر دو۔ ہماری بھی اصلاح کر دو۔ آخری کلکی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے فدائی بن کر برصغیر کے نقوش بدل دو۔

جنگل کی زندگی

ہندو دوستو! ہم پھر رامائن کی بات کرتے ہیں۔ رام، سیتا اور لکشمن تینوں جنگل میں دریائے گنگا کے کنارے بنی جھونپڑی میں رہنے لگے۔ عین دریا میں سیتا نے دریا کی دیوی سے پرارتھنا (دعا) کی کہ رام اپنا بچن (وعدہ) نبھائے اور وہ تینوں بحفاظت گھر واپس جانے کے قابل ہو سکیں۔

قارئین کرام! رام کی سیتا نے دریا میں کھڑے ہو کر پرارتھنا کی ـــــ لیکن کئی مسلمان صوفی آج بھی دریاؤں میں ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ذکر کرتے ہیں ـــــ کئی صوفی دریاؤں میں خواجہ خضر کو تلاش کر رہے ہوتے ہیں ـــــ بہرحال دریاؤں کے کناروں پر اور دریاؤں کے اندر کھڑے ہو کر ریاضتیں کرنا ہندو دھرم ہے ـــــ سیتا نے بھی اپنے دھرم پر عمل کیا ـــــ رامائن مزید رقمطراز ہے:

"کچھ مزید ندیاں پار کرنے کے بعد وہ ایک بڑے برگد (درخت) کے پاس پہنچے جس کا ذکر بھردواج (سنیاسی) نے کیا تھا۔ سیتا نے اس درخت سے بھی پرارتھنا کی۔"

قارئین کرام! آج ہمارے آستانوں پر بہت سارے صوفیوں کے آستانے ملیں گے کہ جہاں برگد اور پیپل کے درخت کے پتوں پر ـــــ میلے کے موقع پر تبرک تقسیم کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس پتے پر رکھا ہوا تبرک کھانے سے خواہشات پوری ہو جاتی ہیں۔

ہندو دوستو! سیتا نے برگد کے درخت سے بھی پرارتھنا کی مگر جیسا کہ آپ جانتے ہیں سیتا کی فریاد کسی کام نہ آئی۔ نہ دریا کی دیوی کام آئی اور نہ برگد کا درخت کام آیا اور وہ راون کے قلعے میں قید ہو گئی اور رام روتا رہ گیا۔

راکشس دیو سے مقابلہ

رشی اور سنیاسی جو دریائے گنگا کے کنارے پر آشرم بنا کر رہتے تھے۔ یہیں ایک جگہ چترکوٹ میں رام نے ڈیرے ڈالے۔ یہیں پر راکشسوں کا ڈیرہ "جن استھان" یعنی جنوں کی جگہ تھا۔ اس کا سربراہ "کھر" تھا ـــــ کھر ـــــ راون کا بھائی تھا۔ اس کے اس علاقے سے خوفناک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راکشس نکل کر سارے جنگل میں گھومتے اور رشیوں کو ان کے آشرموں میں جاکر ستاتے تھے۔ لہٰذا سنیاسیوں نے اس علاقے کو چھوڑنے کا ارادہ کرلیا۔ رام نے بہت روکا مگر وہ اس قدر ڈرے کہ نہ رکے اور چپے گئے۔ بالآخر رام، سیتا اور لکشمن بھی اس علاقے سے ایک دوسرے علاقے میں چلے گئے تو وہاں ایک آشرم میں سنیاسیوں سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے رام کا استقبال کیا۔ طرح طرح کے جنگلی پھل کھلائے اور اگلے دن جب رام رخصت ہوا تو ایک دیو جس کا نام ویرادھ تھا وہ چٹان جیسا قوی الجثہ پیکر خون آشام آوازیں نکالتا ہوا ان پر جھپٹا۔ یہ آدم خور تھا۔ اس نے سیتا کو ایک ہاتھ سے اوپر اٹھالیا اور رام سے کہا کہ تم سنیاسی ہو کر اس لڑکی کو ساتھ لئے پھر رہے ہو۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔ اس لڑکی کو میں اپنی بیوی بناؤں گا۔ رام اور لکشمن نے اب اس پر تیروں کی بارش کردی مگر اس راکشس (جن) نے ہنستے ہوئے اپنے جسم کو جھٹکا تو اس کے جسم سے سارے تیر جھڑ کر نیچے گر پڑے۔ تاہم درد کی وجہ سے اس نے سیتا کو چھوڑ دیا۔ اب رام اور لکشمن تلوار ہاتھ میں لے کر اس کی طرف بھاگے تو راکشس نے ان دونوں کو کندھے پر اٹھالیا اور جنگل میں چل دیا۔ سیتا اونچی اونچی رونے لگی۔

آگے جاکر یہ راکشس رام سے کہنے لگا کہ میں نے برہما دیوتا سے نہ مرنے کی قوت حاصل کی تھی مگر میں نے آپ کو پہچان لیا ہے کیونکہ تمہارا پاؤں جونہی میرے ساتھ لگا تو میری آنکھیں کھل گئیں۔ میں ایک بددعا کا شکار ہوں لہٰذا مجھے کسی طرح مار ڈالیں تاکہ میں آسمان پر چلا جاؤں اور نجات پا جاؤں لہٰذا رام اور لکشمن نے اسے ہتھیاروں کے بغیر ٹکڑے ٹکڑے کرکے زمین میں دبادیا اور راکشس گندھروں (دیوتاؤں) کی دنیا میں واپس چلا گیا۔

ہندو دوستو! یہ ہے آپ کا دیوتا رام کہ جو راکشس کو ختم نہ کرسکا۔ خود اس کے کہنے پر، اس کی رضامندی پر اسے مار سکا اور پھر راکشس گیا بھی کہاں؟ دیوتاؤں کے پاس۔ تو بتلاؤ! رام اور راکشس میں فرق کیا ہوا؟ اور یہ بھی سوچو کہ ایسی تعلیمات کا حامل دھرم ــــــ دھرم ہے یا ادھرم؟ کہ جہاں گدھا اور گھوڑا یکساں ہیں۔

رشیوں کی ریاضتیں رام کے نام

جنگل کے رشیوں نے "ویرادھ" کی موت کی خبر سنی تو بڑے خوش ہوئے۔ وہ رام کے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آئے اور شکریہ ادا کیا کہ اب ہم راکشوں کی شرارتوں کے بغیر بے فکر ہو کر ریاضتیں کریں گے ـــــ رام جی! وہ دیکھیں، ہر طرف ہڈیاں بکھری پڑی ہیں۔ یہ ان سنیاسیوں کی ہڈیاں ہیں جنہیں راکشس مار کر کھا گئے۔ رام نے کہا: میں جنگل میں رہ کر ان کو تباہ کروں گا لہٰذا ان کا خوف دل سے نکال دو۔

اب رام، لکشمن اور سیتا ـــــ ستیکشن کے آشرم کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ گھنے جنگل میں گھری ایک بڑی پہاڑی پر گئے۔ بوڑھے رشی نے رام کا پرجوش استقبال کیا اور کہا کہ میں اب اپنی فضیلتیں تمہارے نام کرتا ہوں۔ انہیں اپنے، اپنے بھائی اور شہزادی کے لئے وصول کرو۔ یہ رشیوں کا دستور تھا کہ وہ اپنے تپوں (عبادتوں) سے حاصل کی ہوئی فضیلتیں مہمانوں کے نام کر دیا کرتے تھے۔

قارئین کرام! مجھے سکول میں اپنے دور طالب علمی کا ایک واقعہ یاد آیا۔ اس وقت میں نویں جماعت کا طالب علم تھا۔ جب ہمارا ڈرل کا پیریڈ آیا تو ہمارے پی ٹی ماسٹر نے ہمارا پیریڈ اٹینڈ کرتے ہوئے آج ایکسرسائز نہیں کروائی بلکہ انہوں نے طلبہ سے مخاطب ہو کر کہا: بچو! تم میں سے کون کون قرآن پڑھا ہوا ہے؟ چند بچے کھڑے ہو گئے جن میں میں بھی شامل تھا۔ اب استاد نے پوچھنا شروع کیا۔ کس نے کتنی بار قرآن ختم کیا ہے؟ ہر لڑکے نے اپنی یادداشت کے مطابق بتایا۔ اب ماسٹر صاحب نے قرآن گننے شروع کئے تو ہماری کلاس سے ایک درجن کے قریب قرآن جمع ہو گئے۔ اب استاد صاحب نے کہا: پیارے بچو! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں۔ میں انہیں قرآن بھیجنا چاہتا ہوں تو آپ یہ سارے قرآن مجھے دے دیں۔ یقین جانئے! سوائے میرے ـــــ باقی سب لڑکوں نے قرآن ماسٹر صاحب کے حوالے کر دیئے۔ یوں انہوں نے ہمارے سکول سے ایک ہزار کے قریب قرآن جمع کئے اور پھر اپنی والدہ کو روانہ کر دیئے۔

اسی طرح بعض لوگ اپنے گھروں، دکانوں اور فیکٹریوں میں مدرسہ کے طلباء کو بلوا کر قرآن پڑھواتے ہیں۔ اس کا معاوضہ نقدی اور کھانے کی شکل میں دیتے ہیں اور پھر یہ قرآن اپنے فوت ہوئے پیاروں کی روحوں کو روانہ کر دیتے ہیں۔ میں سوچتا ہوں، اے اللہ! تیرے جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ قرآن نازل ہوا، اس نبیؐ نے صحابہ سے کبھی یوں قرآن جمع نہیں کئے۔ صحابہ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے قرآن پر عمل کیا اور قرآن کی دعوت کو انسانیت تک پہنچایا۔ اے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کاش! ہم ہندو رشیوں کی طرح عبادتیں اور ریاضتیں ایک دوسرے کے نام منتقل کرنے کی بجائے، پارسل اور ای میل کرنے کی بجائے خود عمل کا نمونہ بنتے اور اسلام کی دعوت کو انسانیت تک پہنچاتے۔ ایصال ثواب کے مسنون عمل کا کون منکر ہے؟ مگر جو مروجہ انداز ہے یہ کہاں کا اسلام ہے؟ ــــــ بہر حال رام نے رشیوں کی ریاضت قبول نہیں کی۔ اس لئے نہیں کہ وہ اسے ناجائز خیال کرتے تھے بلکہ اس لئے کہ وہ اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے۔ چنانچہ رام نے کہا: اے بزرگ! میں اپنے ہی نیک اعمال کے ذریعہ فضیلت حاصل کروں گا۔ رشی سربھنگ نے مجھے یہاں آپ کے پاس آشیرباد اور رہ ہدایت لینے بھیجا ہے کہ میں اپنا باقی بن باس (یا ون باس) گذارنے کے لئے جنگل میں کسی جگہ پر آشرم بناؤں۔

سورپ نکھا اور کھر سے رام کا مقابلہ

گنگا کے کنارے رشیوں کے آشرموں اور ڈنڈک کے جنگل میں سنیاسیوں کی کٹیاؤں میں رہتے رہتے رام، سیتا اور لکشمن کو دس سال بیت گئے۔ سیتا نے رام سے کہا: میرے پیارے! آپ ایک سنیاسی اور رشی ہیں۔ بادشاہ نہیں ہیں۔ رشیوں کی حفاظت بادشاہ کا کام ہے۔ آپ خواہ مخواہ ایک خطرناک ذمہ داری اپنے سر لے رہے ہیں۔ رام نے کہا: میرے بیتے! بات ٹھیک ہے مگر ایک کھشتری ظلم کو دیکھ کر کیسے خاموش رہ سکتا ہے؟ ــــــ بہر حال تینوں نے "پنج وتی" کی راہ لی۔ راستے میں ان کی ملاقات ایک دیو پیکر پرندے سے ہوئی۔ رام اسے راکشس سمجھا چنانچہ رام نے غصے سے پوچھا۔ کون ہو تم؟ گدھ نے نہایت محبت اور دھیمی آواز سے جواب دیا۔ میرے بچے۔ میں تمہارے باپ کا بوڑھا دوست ہوں۔ اس گدھ کا نام "جٹایو" تھا اس نے مزید کہا: جب تم سیتا کو اکیلا چھوڑ کر جنگل میں شکار کرنے جاؤ گے تو میں اس کی حفاظت کروں گا۔ رام خوش ہوا اور پھر چلتے ہوئے "پنج وتی" پہنچ گیا۔ وہاں رام نے اپنا ذاتی آشرم بنایا۔ والمیکی لکھتا ہے:

> "(ایک دن) اپنے اسلاف کے لئے نذر چڑھانے اور سورج سے پرارتھنا (دعا) کرنے کے بعد رام شوجی (دیوتا) کی طرح اٹھا اور سیتا اور لکشمن کو لے کر آشرم واپس آگیا۔"

ہندو دوستو! جیسا کہ آپ ملاحظہ کر چکے۔ رام کا نسلی تعلق سورج سے ہے۔ اب یہاں بتایا جا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے کہ رام سورج ہی سے پرار تھنا کر رہا تھا۔ یعنی سورج، سورج کی پوجا کر رہا تھا۔ دوسرے لفظوں میں مخلوق، مخلوق کی پوجا کر رہی ہے۔

جی ہاں! رام سورج سے پرار تھنا کر کے واپس آکر بیٹھا ہی تھا اپنی سیتا کے ساتھ اور ادھر سے لکشمن بھی آ گیا تھا کہ ناگہاں فضاؤں میں اڑتی ہوئی ایک خوفناک چڑیل، انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں آ کھڑی ہوئی۔ بات چیت شروع ہوئی۔ رام نے اپنا تعارف کروایا جبکہ عورت نے اپنا تعارف کروایا اور بتایا کہ اس کا نام "سورپ نکھا" ہے اور میں راکشسوں کے بادشاہ راون کی بہن ہوں۔ مجھے تم سے محبت ہے۔ تم ہمارے علاقے میں آئے ہو لہٰذا مجھ سے شادی کرو۔ رہی سیتا تو اسے میں کھا جاؤں گی۔ لکشمن جو ذرا پہلے اٹھ کر قریب ہی کھڑا تھا۔ رام نے کہا: اس سے لو لگالو۔ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ سورپ نکھا لکشمن کے پاس گئی۔ وہاں سے بھی صاف جواب ملا تو پھر رام کے پاس آ گئی۔ سیتا کو نقصان پہنچانے کی باتیں کرنے لگی اور پھر وہ سیتا پر جونہی جھپٹی، لکشمن دوڑا۔ تلوار کا وار کیا اور سورپ نکھا کا ناک اڑا دیا۔ اس نے چیخ ماری اور غائب ہو گئی۔ وہ راون کے دربار میں جا پہنچی۔ وہاں اس نے فریاد کی کہ تیری سلطنت میں میرے ساتھ یہ ظلم ہوا چنانچہ بدلہ ضروری ہے۔ راون نے اپنے سردار کھر کو حکم دیا۔ اس نے بدلے کے لئے چودہ سورے بھیجے۔ وہ جب رام کے پاس پہنچے تو لڑائی شروع ہو گئی۔ رام اور لکشمن نے آن کی آن میں سب سورے ہلاک کر ڈالے۔ سورپ نکھا جو فضاؤں میں اڑ رہی تھی۔ اس نے یہ کربناک منظر دوبارہ راون کو جا کر بتلایا۔ راون آگ بگولا ہو گیا۔ وہ لاؤ لشکر سمیت رام کے قتل کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں ماریچ نامی ایک راکشس سنیاسی کے پاس ٹھہرا۔ اس کے سامنے اپنا پروگرام رکھا تو ماریچ نے راون کو اس سے باز رہنے کا کہا۔ راون واپس چلا گیا مگر سورپ نکھا پھر دوبارہ دربار میں حاضر ہوئی۔ راون کو غیرت دلائی اور سیتا کا حسن بیان کر کے کہا کہ میں تو اسے تیرے لئے لینے گئی تھی۔ وہ صرف تیرے ساتھ ہی جچتی ہے۔ چنانچہ راون ایک طلسماتی اور جادوئی رتھ میں سوار ہوا۔ لاؤ لشکر ساتھ لیا اور بادلوں میں اڑتا ہوا پھر ماریچ کے پاس ٹھہرا۔ ماریچ نے کہا رام سے مقابلہ کرو گے تو تمہاری بربادی یقینی ہے۔ راون نے کہا۔ باتیں مت کرو۔ میرا حکم مانو۔ میرے ساتھ چلو۔ تم ایک خوبصورت ہرن بن کر سیتا کے سامنے جانا، سیتا رام سے کہے گی کہ اس سنہری دھبوں والے ہرن کو پکڑو۔ وہ تمہارے پیچھے جائے گا اور میں سیتا کو اٹھا لوں گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیتا کو راون لے اڑا

چنانچہ ماریچ نے کہا: ٹھیک ہے۔ میں قربانی دیتا ہوں۔ رام کے ہاتھوں مارا جاؤں گا۔ مگر تمہیں تو سیتا مل جائے گی۔ راون خوش ہو گیا۔ چنانچہ وہ رتھ میں بیٹھ کر اڑے اور رام کے آشرم پر جا پہنچے۔ وہاں راون تو چھپ کر گھات میں بیٹھ گیا۔ جبکہ ماریچ نے خوبصورت سنہری ہرن کی شکل اختیار کر کے سیتا کے سامنے اٹھکیلیاں شروع کر دیں۔ سیتا نے رام سے کہا: اس ہرن کو پکڑو۔ رام نے تیر کمان لیا اور ہرن کے پیچھے ہو لیا۔ ہرن رام کو دور لے گیا۔ جب کافی دیر بعد رام واپس نہ آیا تو سیتا نے لکشمن سے کہا کہ رام کا پتہ کرو۔ لکشمن نے کہا میں تمہیں چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔ بھیا نے منع کیا ہے۔ مگر سیتا اسے کوسنے دینے لگی۔ یہ دونوں اسی حالت میں تکرار کر رہے تھے کہ دوسری جانب رام نے ہرن کو تیر مارا۔ ہرن زخمی ہو کر گرا اور گرتے ہی اس نے چیخ ماری۔ ہائے لکشمن، ہائے سیتا۔ رام یہ آواز سن کر حیران ہوا۔ وہ آگے بڑھا تو ہرن کی بجائے ماریچ راکشس اپنی اصل شکل میں مر رہا تھا۔ رام پریشان ہو گیا کہ اس کے ساتھ ہاتھ ہو گیا ہے۔ ادھر آشرم میں سیتا نے جب اپنے رام کی آواز سنی تو وہ لکشمن کو رو رو کر برا بھلا کہنے لگی کہ جا کر اپنے بھیا کا پتہ کرو۔ لکشمن نے مجبور ہو کر اپنے آشرم کے گرد منتر پڑھ کر ریکھا یعنی لکیر مار کر حصار کھینچا اور سیتا سے کہا کہ اس حصار سے نہیں نکلنا اور خود رام کی طرف چل دیا۔ لکشمن نے جو ریکھا یعنی لکیر کھینچی اسے "لکشمن ریکھا" کہا جاتا ہے۔۔۔ اسی ریکھا کے نام پر انڈیا کی ایک اداکارہ کا نام بھی ریکھا ہے۔۔۔ اس لکیر کو مقدس جانا جاتا ہے۔۔۔ بہر حال اس کے بعد وہ جونہی ذرا دور ہوا راون نے بھیس بدلا اور سنیاسی بن کر سیتا کے آشرم میں ظاہر ہوا اور اندر جانے لگا مگر حصار کے اندر قدم رکھنے لگا تو آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ ہاتھ آگے کیا تو ہاتھ کو شعلے پڑے۔ اب وہ واپس آ کر بیٹھ گیا اور صدا لگائی۔ سیتا آشرم کے کمرے سے نکل کر باہر آئی۔ مگر حصار کے اندر رہی۔ تب سنیاسی نے کھانے کو کچھ مانگا۔ سیتا کھانا لائی اور حصار کے اندر ہی کھڑے کھڑے بابا سے کہا کہ باباجی! کھانا لے لو مگر بابا نہ اٹھا اور کہا یہاں لے آؤ۔ سیتا باہر نہ آ رہی تھی۔ بابا نے باتوں باتوں میں اس کی پریشانی معلوم کی اور اعتماد میں لے کر اسے بلوایا تو آخر کار سیتا باہر آ گئی۔ جونہی باہر آئی۔ راون دوڑ کر حصار اور سیتا کے درمیان حائل ہو گیا۔ اپنے اصل روپ میں ظاہر ہوا۔ سیتا پریشان ہو گئی۔ مگر راون نے چیختی چلاتی سیتا کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کندھے پر رکھا اور اپنے رتھ میں ڈال کر بادلوں میں اڑنے لگا۔

راستے میں وہ دیو ہیکل گدھ پرندہ جس کا نام "جٹایو" تھا وہ سیتا کو چھڑوانے کے لئے راون پر حملہ آور ہوا۔ اپنی چونچ اور پروں کے ساتھ لڑنے لگا مگر راون نے تلوار کے ساتھ اس کا پر کاٹ دیا۔ وہ زمین پر آن گرا۔ اب سیتا نے اپنے زیورات اتارے اور نیچے پھینک دیئے۔ اتنے میں سیتا لنکا میں پہنچ گئی۔ وہاں راون نے اسے ایک خوبصورت قلعہ نما محل میں داخل کر کے راکششوں کو پہرے پر بٹھا دیا۔

پیچھے سے رام اور لکشمن اپنے آشرم پر آئے تو سیتا غائب تھی۔ رام سیتے، سیتے پکارتا رہ گیا اور پھر دونوں بھائی ڈھونڈنے چل نکلے۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ جٹایو کے پاس پہنچے۔ جٹایو زخمی ہو کر ابھی تڑپ رہا تھا۔ اس نے ساری داستان رام کو سنائی اور پھر مر گیا۔ رام اور لکشمن نے اس کی ارتھی تیار کی اور چتا میں جلا کر اپنا فرض پورا کیا اور پھر اپنی سیتا کو ڈھونڈنے چل کھڑے ہوئے۔

ہندو دوستو! ذرا غور کرو کہ رام جس کی تم پوجا کرتے ہو۔ مشکلات کے وقت پکارتے ہو۔ دیکھو! وہ خود بے چارہ کیسی اور کیسی مشکلات کا شکار ہو چکا ہے۔ رام چندر جی کو راون جو شیطانوں کا بادشاہ تھا۔ دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا۔ یعنی تمہارے دیوتا پر شیطان غالب آ گیا اور دیوتا کی عزت کو لے اڑا۔ بتلاؤ تو ــــــ ایسے بے بسوں کی پوجا سے تمہیں کیا ملے گا؟

سیتا کے حصول کا پتہ راکشس نے بتلایا

رام اور لکشمن سیتا کی تلاش میں جنگل میں پھر رہے تھے کہ اچانک ایک دیو قامت راکشس سے سامنا ہوا۔ اس کا نہ سر تھا نہ پاؤں تھے۔ اس کا منہ پیٹ میں تھا۔ اس کے بازو اس قدر لمبے تھے کہ اپنی جگہ کھڑا کھڑا شیر اور ریچھ پکڑتا اور نگل جاتا۔ رام اور لکشمن نے اس پر حملہ کیا۔ دونوں نے ایک ایک بازو کاٹ دیا۔ یہ راکشس اب مرنے لگا اور مرتے مرتے وہ کہہ گیا کہ:

"میرے برے اعمال کی وجہ سے اندر (دیوتا) نے مجھے سراپ (بددعا) دی تھی۔ تم رام اور لکشمن ہو۔ میرے اس جسم کو آگ میں ڈالو تو مجھے سراپ کے اثر سے نجات مل جائے گی۔"

شہزادوں نے اسے آگ میں ڈالا تو شعلوں میں سے ایک خوبصورت پیکر نمودار ہو کر آسمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رتھ پر سوار ہوا اور عالم بالا کی جانب چلا گیا۔

عالم بالا کی جانب جانے سے قبل اس نے رام سے کہا یقیناً سیتا تمہیں واپس مل جائے گی۔ پمپا کے خوبصورت کناروں پر جاؤ اور سوگریو کی مدد حاصل کرو۔

ہندو دوستو! رام کی سیتا کو اٹھایا تو راکشس نے اور حصول کا پتہ بتلایا تو تب بھی راکشس نے۔ آیئے! اب دیکھتے ہیں "سوگریو" کون تھا؟

بندر فوج کی معاونت مگر مشروط

رام اور لکشمن اب دریائے پمپا کے کنارے سوگریو کے پاس گئے سوگریو یہاں چھپ کر رہ رہا تھا کیونکہ اسے اس کے بھائی بالی نے حکومت سے بے دخل کر کے اقتدار پر خود قبضہ کر لیا تھا۔ رام نے سوگریو سے سیتا کے حصول کے لئے مدد کی درخواست کی تو سوگریو نے شرط لگائی کہ پہلے میرے بھائی بالی کو قتل کر کے میرا راج بحال کرو پھر میں سیتا کے حصول کے لئے تمہاری مدد کروں گا۔

ہندو دوستو! یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ رام نے سیتا کو خود کیوں نہ چھڑوا لیا؟ ایک شکست خوردہ بادشاہ کے پاس جانے کی کیا تک تھی کہ جس سے وہ خود زیادہ طاقتور تھا ـــــ تاہم، ہم ان باتوں کو چھوڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں ـــــ سوگریو نے رام سے کہا: تم مجھے میرا اقتدار واپس دلا دو۔ میں تمہیں تمہاری سیتا واپس دلا دوں گا۔ میں اور میرے ساتھیوں نے ایک راکشس کو ایک عورت کے ساتھ آسمان پر اڑتے دیکھا تھا وہ ہائے رام، ہائے لکشمن پکار رہی تھی۔ اس نے بھی ہمیں دیکھ لیا تھا اور اپنے شانہ پوش میں زیور باندھ کر پوٹلی نیچے پھینک دی تھی۔ ہم نے انہیں سنبھال کر رکھ لیا۔ رام نے جب یہ پوٹلی دیکھی تو پہچان لیا کہ یہ زیور تو سیتا ہی کے ہیں۔

بہر حال معاہدہ طے پا گیا تھا کہ اب رام سوگریو کو بالی سے اقتدار واپس دلائے گا۔ سوگریو نے رام کو بتایا کہ اس کا بھائی بالی اس قدر طاقتور ہے کہ وہ صبح کی عبادت میں چلو بھر پانی پینے کے لئے چاروں سمندروں کا چکر لگا سکتا ہے۔ وہ بھاری بھر کم چٹان کو گیند کی طرح پھینک سکتا ہے۔ بڑے بڑے درختوں کو گھاس کے تنکوں کی طرح اٹھا کر پھینک سکتا ہے۔ بہر حال اس بالی کے ساتھ لڑنے کے لئے رام بالی کے علاقے میں گیا اور رام نے سوگریو سے کہا کہ تم بالی سے لڑو۔ میں چھپ کر کھڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو تا ہوں۔ پھر بالی کو تیر ماروں گا اور ختم کر دوں گا۔ جب سوگریو بالی سے لڑنے لگا تو سوگریو نے بڑی مشکل سے بالی سے جان چھڑائی اور بھاگ کھڑا ہوا مگر رام نے تیر نہ چلایا۔ جب سب واپس گھر آئے۔ ملاقات ہوئی تو سوگریو نے رام سے شکوہ کیا کہ تم نے حسب وعدہ میری مدد نہیں کی۔ میں تو مارا گیا تھا۔ اس پر رام نے کہا: غصہ نہ کرو۔ تم دونوں بھائیوں کی شکل اس قدر مشابہہ تھی کہ مجھے پہچان مشکل ہو گئی کہ تم بھائیوں میں سے سوگریو کون ہے اور بالی کون ہے؟ میں نے تیر نہ چلایا کہ مبادا تمہیں ہی قتل نہ کر دوں؟'

ہندو دوستو! ذرا سوچو، رام جو اپنے سامنے لڑتے ہوئے دوست اور دشمن کو پہچان نہ سکا وہ تمہاری کیا مدد کرے گا؟ بلکہ ممکن ہے جنگ کے دوران الٹا تمہارا ہی کباڑا کر ڈالے۔ یہ مقام غور ہے مگر غور کرنا نہ کرنا بہر حال آپ ہی کا کام ہے۔

تاہم، اس کے بعد ایک دوسری لڑائی میں رام نے بالی کو قتل کر ڈالا۔ بالی کی بیوی تارہ جو بیوہ ہو گئی تھی۔ بین کئے۔ بالی نے رام سے کہا کہ تو نے مجھے ناحق قتل کیا ہے۔ تاہم بالی نے اپنے بھائی سوگریو سے کہا جو ہونا تھا ہو گیا۔ تم خوش رہو۔ میری بیوہ تارا کا خیال رکھنا۔ میرے بیٹے انگد کا خیال رکھنا اور اپنی رعایا کو نصیحت کی کہ میں تو مر رہا ہوں مگر اب تم سوگریو کی اطاعت کرنا۔ چنانچہ سوگریو نے بالی کی آخری رسومات ادا کیں۔ مبارک اشنان کے بعد تخت سنبھالا اور اپنے بھتیجے انگد کو ولی عہد (یوراج) بنایا۔

بندروں کی فوج اور ہنومان کا کردار

والمیکی، کی رامائن کے مطابق سوگریو، بالی اور ان کی رعایا یہ سب بندر نما انسان تھے۔ ان کا بادشاہ اب پھر سوگریو بن گیا تھا۔ سوگریو کو اب رام کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کرنا تھا۔ رام کو اس کی سیتا واپس دلانا تھی۔ سوگریو کا ایک وزیر تھا۔ اس کا نام ہنومان تھا۔ سوگریو نے اپنے اس وزیر کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ سیتا کو تلاش کرے۔

بندر جنہیں وانر کہا جاتا ہے، ان کی فوج کے آٹھ دستے بنائے گئے۔ انہوں نے پوری دنیا چھان ماری۔ یاد رہے! اس دور میں پوری دنیا سے مراد ہندوستان تھا۔ جی ہاں! اس دنیا میں کامیابی ملی تو ہنومان کو جس نے ایک عورت سمپاتی کے بتلانے پر سیتا کو ڈھونڈ نکالا۔ اسے بتلایا گیا کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راکشسوں کے دیس میں لنکا کے راجہ راون کی قید میں ہے۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ سمندر پار کون کرے اور لنکا میں جا کر کون اترے؟ گفتگو جاری تھی کہ ریچھوں کے بادشاہ جام بوت نے ہنومان کو مخاطب کر کے کہا:

میں جانتا ہوں تمہاری طاقت کا دنیا میں کوئی جوڑ نہیں۔ تمہاری ماں انجنا آسمان کی دیویوں جیسی پاکدامن تھی۔ ایک رشی کی پھٹکار کے نتیجہ میں وہ وانری (بندریا) بن کر پیدا ہوئی۔ وایو دیوتا اس کا حسن دیکھ کر اس پر فدا ہو گیا چنانچہ اے ہنومان، تو پیدا ہوا۔ تو ابھی بچہ ہی تھا کہ ابھرتے سورج کو پھل سمجھ کر اسے توڑنے کے لئے اس کی جانب اڑا۔ تمہاری اس بے خوف پرواز کو دیکھ کر دیوتاؤں کے بادشاہ اندر کو سورج کے تحفظ کے حوالے سے خطرہ محسوس ہوا۔ غرض تم سمندر پار کر سکتے ہو۔ اپنی اہلیت ثابت کرو۔

ہنومان نے جام بوت کی بات مان کر لنکا جانے کا فیصلہ کر لیا۔ ہند سے لنکا میں چھلانگ لگانے کے لئے ہنومان ایک پہاڑ پر چڑھا۔ ساری قوت پاؤں میں جمع کی۔ پہاڑ میں سے پانی رسنے لگا۔ دھات کی بہت سی تہیں باہر نکل آئیں۔ غاروں سے جنگلی درندے چیختے دھاڑتے باہر نکلے۔ پھنیر سانپوں نے زہر پھینکا۔

ہنومان نے دھاڑ مار کر دم زمین پر پٹخی۔ ایک نعرے کے ساتھ آسمان پر بلند ہوا۔ اس کی رفتار کے باعث متعدد درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ سمندر پر اڑتے ہوئے اس کے راستے میں ایک بلند پہاڑ آ گیا۔ ہنومان نے اپنی چھاتی کی ضرب سے "مائی ناک" پہاڑ کو جھکنے پر مجبور کر دیا۔ یوں وہ بالآخر لنکا کی فضا میں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچنے پر اس نے اپنے جسم کو سکیڑا اور عام بندر بن کر لنکا کے پہاڑ پر اتر گیا۔ اب وہ لنکا کی سیر کرتا ہوا آخر کار اشوک باغ میں پہنچ گیا۔ جہاں سیتا قید میں تھی۔ ہنومان درخت پر چڑھا اور پتوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس درخت کے اردگرد حسین طلائی چبوترہ بنا ہوا تھا۔ صبح ہوئی تو سیتا اسی چبوترے کے نیچے آ کر بیٹھ گئی۔

ادھر راون بھی اپنے درباریوں کے ہمراہ باغ میں داخل ہوا۔ سیتا کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ اس نے حسب معمول سیتا کو منانے کی کوشش کی کہ وہ میرے ساتھ شادی کر لے اور رام کا خیال دل سے نکال دے لیکن سیتا نے اس پیشکش کو نفرت اور حقارت سے ٹھکرا دیا۔ راون جو درخت میں چھپا بیٹھا تھا۔ یہ سارا منظر دیکھتا رہا۔ راون ناکام واپس چلا گیا تو اب ہنومان نے سوچا کہ وہ کیسے سیتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے جائے؟ چنانچہ اس نے رام اور سیتا کی گزری ہوئی داستان گنگنانا شروع کر دی۔ سیتا نے ارد گرد دیکھا کوئی انسان نظر نہ آیا۔ آخر اس نے اوپر دیکھا تو ایک بندر نظر آیا۔ اب ہنومان چھلانگیں لگا کر نیچے آیا اور سیتا کو اپنا تعارف کروایا۔ سیتا کو شک تھا کہیں یہ راون کی چال نہ ہو۔ مگر ہنومان نے رام کی دی ہوئی انگوٹھی سیتا کو دکھائی تو سیتا کو یقین ہو گیا کہ ہنومان رام ہی کی طرف سے آیا ہے۔

ہنومان نے سیتا سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اکیلا ہی تمہیں اٹھا کر لے جا سکتا ہوں مگر سیتا نے کہا۔ یہ مناسب نہیں۔ جب مجھے اٹھا کر لے جاؤ گے تو لامحالہ راون کے ساتھ مقابلہ ہو گا اور پھر تم لڑائی کرو گے یا میری حفاظت کرو گے؟ تب ہنومان نے کہا ٹھیک ہے۔ وانروں کی فوج یہاں آئے گی۔ راون کے ساتھ جنگ ہو گی اور ہم تجھے جلد ہی چھڑا کر لے جائیں گے۔ ہنومان اب اشوک باغ سے نکلا اور بغیر کچھ کئے واپس جانے کو اس کا دل نہ چاہا۔ چنانچہ اس نے راون کی ریاست پر حملے شروع کر دیئے۔ اس کے نتیجے میں راون کے جوان بیٹے اکش سے رن پڑا۔ ہنومان نے اپنے دوسرے بیٹے اندرجیت کو ہنومان کے مقابلے پر روانہ کیا کہ اس کے رتھ کو چار خوفناک شیر کھینچ رہے تھے۔ لڑائی ہوئی اور ہنومان قید کر لیا گیا۔ اسے رسیوں سے باندھ کر بازاروں میں گھمایا گیا۔ ذلیل کیا گیا اور آخر کار دم پر تیل بھیگا کپڑا باندھ کر آگ لگا دی گئی۔ راکشسوں نے ہنومان کے ساتھ ہونے والی یہ کارروائی سیتا کو بتلائی کہ وہ جو تمہارا ہمدرد تھا اس کے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ سیتا نے آگ جلائی اور آگ کے دیوتا "اگنی" سے پرارتھنا کی کہ ہنومان کو آگ نقصان نہ پہنچائے۔ چنانچہ ہنومان نے یکدم اپنے جسم کو سکیڑا۔ رسیوں سے نکل بھاگا اور سمندر میں جا کر دم کی آگ بجھائی۔ اب وہ واپس سوگریو کے پاس آ گیا۔ وہاں اس نے رام کو لنکا میں ہونے والے تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ سیتا کے بارے میں تفصیل سے بتلایا۔ رام یہ سن کر کہ سیتا زندہ ہے بڑا خوش ہوا۔ سب نے ہنومان کی تعریفیں کیں کہ اس نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

ہنومان اور امرتی یا ماروتی کی مٹھائی

انہی کارناموں کی وجہ سے ہنومان کے کئی نام ہندوؤں میں مشہور ہیں جن میں ایک پون پتر (Pavanputra) ہے۔ دوسرا نام "بجرنگ بلی" ہے۔ یاد رہے! "بجرنگ دل" کے نام سے ہندوؤں کی ایک مذہبی تنظیم بھی ہے۔ اسی طرح ایک تیسرا نام "ماروتی" (Maruti) بھی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے! ماروتی کے نام سے ایک مٹھائی بھی ہے۔ جس کا نام بدلتے بدلتے "امرتی" ہو چکا ہے۔ یہ خاص قسم کی خستہ جلیبی ہے جو شادی بیاہ کے موقع پر تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کا نام بطور خاص "ہنومان" کے دوسرے نام "ماروتی" کے نام پر رکھا گیا ہے۔ ہمارے پاکستان میں بھی اس نام کی مٹھائی آج تک چل رہی ہے مگر کسی کو معلوم نہیں کہ امرتی نامی مٹھائی ہنومان کے نام پر ہے۔

آخری جنگ اور راون کا قتل

بندروں کی فوج کو لے کر رام، سوگریو، لکشمن اور ہنومان سب لنکا کی طرف چل دیئے۔ سمندر کے کنارے پر آئے تو بندروں نے لنکا تک جانے کے لئے بند بنایا۔ پھر بند پر سے فوج لنکا میں داخل ہوئی۔ راون کو پتہ چلا تو اس نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا۔ سرداروں نے راون کی تعریفیں کیں۔ راون کے کئی سر تھے۔ وہ بڑی قوت والا تھا۔ سرداروں نے کہا۔ آپ اس فوج کو تباہ کر دیں گے۔ مگر راون کا چھوٹا بھائی "وبھیشن" کا مشورہ مختلف تھا۔ اس نے کہا۔ صلح کر لینی چاہئے۔ ہنومان کا تجربہ ہمارے سامنے ہے۔ ہم برباد ہو جائیں گے۔ لیکن سردار نہ مانے آخر کار وبھیشن اڑا اور رام کے پاس جا کر پناہ پکڑی اور رام کی فوج میں شامل ہو گیا۔ اس کے ساتھ وعدہ ہو گیا کہ راون کے مرنے پر تجھے بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ وانروں نے لنکا کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ راون کے تمام سورمے ایک ایک کر کے مر رہے تھے۔ آخر کار راون جنگ کے لئے میدان میں آیا۔ اس کے اور رام کے مابین شدید جنگ ہوئی۔ آخر رام نے منتر پڑھ کر "برہم استر" پھینکا اگرچہ راون کے دس سر پہلے بھی کئی مرتبہ کٹے لیکن دوبارہ اگ آتے۔ برہم استر شعلے برساتا ہوا راون کی جانب گیا اور اس کے سینے میں پیوست ہو گیا۔ جہاں اس کے ناقابل شکست ہونے کا راز دفن تھا۔ یوں راون اپنے اختتام کو پہنچا۔

رام اور سیتا کی ملاقات

لنکا میں شاندار تقریب فتح منعقد ہوئی۔ رام نے وبھیشن کو لنکا کا راجہ بنا دیا۔ ادھر ہنومان سیتا کے پاس گیا۔ اسے کہا کہ نہا دھو کر رام کے لئے تیار ہو جا۔ وہ تیار ہو گئی تو ڈولی میں بٹھا کر وانرا سے دربار میں لائے۔ سیتا بڑی خوش تھی مگر جب رام کے پاس پہنچی تو رام نے کہا:

میں نے دشمن کو مار دیا۔ میں نے تمہیں واپس حاصل کر لیا۔ بطور کھشتریہ میرا فرض پورا ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ میں نے اپنا وعدہ پورا کردیا۔ اب تم کیا کرنا چاہتی ہو؟ تمہیں تنہا زندگی گذارنا ہوگی کیونکہ ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ تم ہمارے کسی بھی عزیز یا دوست کی زیر حفاظت رہ سکتی ہو۔ کوئی کھشتریہ ایسی بیوی کو کیسے قبول کرسکتا ہے جو کافی عرصہ تک کسی اور کے گھر میں رہی ہو۔

سیتا نے کہا: آپ نے نہایت غلط الفاظ بولے ہیں۔ انہیں سن کر میرا دل پاش پاش ہوگیا ہے۔ کوئی گنوار تو اس قسم کے الفاظ بول سکتا ہے لیکن آپ جیسا مہذب اور شائستہ انسان نہیں۔ لگتا ہے کہ غصے نے آپ کی فہم کو تباہ کردیا ہے۔ آپ کو یاد نہیں کہ میرا تعلق کس خاندان سے ہے؟ عظیم رشی جنک میرا باپ ہے اس نے میری تربیت کی۔ کیا یہ میری غلطی ہے کہ راکشس نے مجھے زبردستی اغوا کرکے قید کردیا؟ لیکن آپ ایسا ہی سوچ رہے ہیں اس لئے میرے پاس صرف ایک راہ بچی ہے۔

پھر سیتا نے آگ کے دیوتا اگنی سے اپنی پاکدامنی کے لئے پرارتھنا کی۔ اگنی ظاہر ہوا۔ سیتا شعلوں میں گھر گئی اور اگنی نے پاکدامنی کی تصدیق کرکے سیتا رام کے حوالے کردی۔

اب رام اور سیتا وہاں سے اڑے۔ ایودھیا میں آگئے۔ رام نے بھرت سے اقتدار واپس لیا اور راج کرنے لگ گیا۔

جدائی اور اختتام

رام اب بھی سیتا پر مطمئن نہ ہوا لہٰذا سیتا کو بن باس لینا پڑا۔ وہ جنگل چلی گئی۔ وہاں ایک سنیاسی والمیکی کے پاس رہنے لگی۔ اس کے آشرم میں اس کے ہاں دو بیٹے "لو" اور "کش" پیدا ہوئے۔ وہ ذرا بڑے ہوکر بارہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچے تو جنگل میں بادشاہ رام کا گھومتا ہوا گھوڑا انہوں نے پکڑ لیا۔ لکشمن چھڑانے آیا تو ان کے اور لکشمن کے مابین جنگ ہوگئی۔ لکشمن کو بھاگنا پڑا۔ پھر ہنومان آیا تو ان دونوں نے اسے رسوں سے باندھ دیا اور پھر چھوڑ دیا۔ رام یہ سارا ماجرا سن کر بڑا حیران ہوا کہ وہ دونوں بچے کون ہیں جنہوں نے لکشمن اور ہنومان کو بھی پچھاڑ ڈالا۔ ادھر "لو" اور "کش" اپنی ماں سیتا کو والمیکی کے آشرم میں خوشی خوشی سے بتلا رہے تھے کہ ہم نے کس طرح پچھاڑ ڈالا۔ سیتا حیران اور پریشان ہو رہی تھی۔ بچوں نے پوچھا۔ ماں! تو پریشان کیوں ہے؟ تب سیتا نے بتلایا کہ اصل قصہ یہ ہے۔ رام تمہارا باپ ہے۔ یہ سارا قصہ والمیکی نے رامائن کے نام سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظم کی صورت میں لکھا۔ اب یہ دونوں بچے ایودھیا چلے گئے وہاں عام لوگوں میں رامائن گاتے تھے۔ لوگوں کی ہمدردیاں سیتا کے ساتھ ہونے لگیں۔ آخر کار رام نے ان بچوں کو دربار میں بلوایا۔ پورے خاندان کو اکٹھا کیا اور کئی دنوں میں پوری رامائن کو سنا۔ بچوں کی دادیوں نے رام سے کہا: عجیب بات ہے ہمارے جگر گوشے ہیں مگر تو نے ان کو سینے سے نہیں لگایا۔ اے رام! تو اس قدر سنگدل ہے؟

چنانچہ سیتا کی پاکدامنی کے لئے پھر دربار لگا۔ وہ اپنے دونوں بیٹوں کے ہمراہ دربار میں داخل ہوئی۔ رام تخت پر بیٹھا تھا۔ مکالمے ہوئے۔ سیتا نے کہا کہ اے رام! یہ تیرے ہی بیٹے ہیں۔ والمیکی نے بھی تصدیق کی اور خود اپنی پاکدامنی کا بھی اظہار کیا۔ مگر رام پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چنانچہ سیتا نے دھرتی ماتا سے پرارتھنا کی کہ وہ اسے اپنے اندر سمو لے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے دربار کا فرش پھٹا۔ دھرتی ماتا ایک عورت کی شکل میں رتھ پر سوار ظاہر ہوئی۔ اس نے سیتا کو بلایا کہ آ مجھ سے مل جا۔ سیتا آگے بڑھی۔ بیٹوں نے رو کر کہا: ماں! ہم کدھر جائیں گے۔ ماں نے بیٹوں سے پیار کیا۔ اور سیتا دھرتی ماتا کے گلے لگ گئی۔ اب رام پریشان ہو کر آگے بڑھا مگر بجلیاں چمکیں، رام سیتا تک نہ پہنچ سکا۔ دھرتی ماتا سیتا کو لے کر زمین کے اندر چلی گئی اور زمین برابر ہو گئی۔ رام چیختا رہ گیا۔ اب اسے یقین ہو گیا کہ یہ دونوں بیٹے میرے ہیں۔ چنانچہ انہیں شہزادے بنا دیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد رام خود بھی ایک جھیل میں اترا وہاں آسمان سے ایک رتھ اتری اور رام اس میں بیٹھ کر آسمان کی جانب چلا گیا۔ "لو اور کش" راجے بن گئے۔

یاد رہے! برصغیر کے ہندو دور کی داستان نما تاریخ کے مطابق "لو" نے لاہور کی بنیاد رکھی جبکہ "کش" نے قصور شہر کی بنیاد رکھی۔

قارئین کرام! یہ ہے رام اور سیتا کی داستان جسے رامائن کہا جاتا ہے۔ ہم نے اختصار کے ساتھ اسے بیان کر دیا ہے مگر اس انداز سے کہ کوئی پہلو رہ بھی نہ جائے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اس کو سننے یا پڑھنے والے لوگ دکھ اور گناہ سے پاک ہو جاتے ہیں۔

انجام کار

مگر ــــ اے ہندو دوستو! اس داستان میں سوائے داستان کے اور کیا ہے؟ یقیناً کچھ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ـــــ نہیں تو، ہم آپ ہی کی ایک مقدس کتاب کا حوالہ دیتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

"کسی نے کہا کہ ماں باپ سے اولاد ہوتی ہے تو یہ بات سمبھو (ممکن) ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ "کمبھ کرن" کی مونچھوں کے بال چار کوس لمبے، اونچے کھڑے رہتے تھے اور سولہ کوس اونچی ناک تھی تو یہ اسمبھو (ناممکن) ہونے کی وجہ سے سراسر جھوٹ ہے۔"

(نیائے درشن، ادھیائے ۲، آہنک ۲، سوترا، بحوالہ رگ وید، سوامی دیانند صفحہ ۳۶)

ہندو دوستو! مندرجہ بالا اصول کی بنیاد پر ثابت ہوا کہ ہنومان جس کی ناک بندر جیسی ہے۔ یہ سارا جھوٹ ہے۔ رام کی اکشوا کو نسل جس کا تعلق سوریہ یعنی سورج سے ہے یہ بھی اسمبھو (ناممکن) ہے لہٰذا جھوٹ ہے۔ راون جس کے دس سر تھے۔ یہ بھی اسمبھو (ناممکن) ہے لہٰذا یہ بھی جھوٹ ہے۔ یہ تین اہم کردار ہی جب تمہارے اصول کے مطابق جھوٹے ہو گئے تو "رامائن" میں کیا بچا۔ لہٰذا رامائن ایک داستان ہے کہ جو محض داستان ہے۔ نہرو کو بھی کہنا پڑا کہ رامائن ایک دوسری الف لیلوی داستان ہے جس کی کچھ بھی حیثیت نہیں۔

جی ہاں! اس لحاظ سے بھی اس کی کوئی حیثیت نہیں کہ رام نے سیتا کے لئے جو جو پاپڑ بیلے۔ بالآخر اسے پانے کے بعد رد کر دیا۔

اس لحاظ سے بھی اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ دالیکی بتلاتا ہے کہ جب صبح کے وقت راون کے کان میں وید کے منتر پڑھے جاتے تھے تب بیدار ہوتا تھا۔ اب لامحالہ جب وہ ویدوں کا قائل تھا تو رام اور راون کے دھرم میں کیا فرق ہوا؟ کچھ بھی نہیں تو پھر رام کی ساری کوششیں بقول رام کے ـــــ دھرم کے لئے تھیں تو دھرم تو دونوں کا ایک تھا۔

مزید برآں جب راون اور رام کی فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو رامائن بتلاتی ہے کہ تب رام نے کہا:

"بس! وقت کے پھندے میں پھنسے صرف ایک گنہگار شخص کی وجہ سے راکشس نسل کی یہ ساری دولت اور شان و شوکت نیست و نابود ہو گئی۔ افسوس! کہ یہ مردود شخص اپنے لوگوں کی اور اپنی تباہی پر آمادہ ہے۔"

ہندو دوستو! رام کے اس بیان سے کیا یہ ثابت نہیں ہو رہا کہ رام صرف راون کو سیتا کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اغوا کی وجہ سے تباہ کرنا چاہتا تھا۔ باقی راکشس نسل کو نہیں۔ تو اگر راکشس نسل بری نہیں تو پھر رام ساری مصیبت کیوں کرتا رہا یعنی ڈرامہ بازی کیوں کرتا رہا؟

ہندو دوستو! اس داستان کی اس لحاظ سے بھی کوئی اہمیت نہیں کہ رامائن کے مطابق جب فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو رام نے انگد شہزادے کے ہاتھوں راون کو ایک پیغام بھیجا:

"اسے کہنا۔ او گنہگار! تیرا انجام قریب ہے۔ رام تیرے قلعے کے دروازے پر انتظار کر رہا ہے۔ دیوتاؤں کی عنایات پر بھروسہ کر کے تو مغرور اور بدکار ہو گیا ہے۔ تو نے بہت عرصہ تک دنیا کو مصیبت میں ڈالے رکھا اور بہت سے جرائم کئے۔ اگر تو کھلے میدان میں آ کر لڑا اور قتل ہوا تو تیرے گناہ دھل جائیں گے اور تجھے دنیا میں دوبارہ سورماؤں والی رفعت نصیب ہو گی لیکن اگر تجھے اپنی زندگی پیاری ہے تو عاجزی کے ساتھ سیتا اس کے شوہر کو لوٹا دے اور معافی مانگ لے۔"

ہندو دوستو! رام کے پیغام پر غور کرو یعنی اگر راون کھلے میدان میں لڑتا ہے تو مقدس بن جاتا ہے۔ جی ہاں! وہ کھلے میدان میں لڑا۔ اس کے پاپ دھل گئے۔ اس کو پھر سورماؤں والی رفعت بھی مل گئی تو پھر اس ساری داستان سے حاصل کیا ہوا؟ یقیناً کچھ بھی نہیں۔ جی ہاں کچھ بھی نہیں اور کچھ بھی نہیں ــــ اور جب یہ کچھ بھی نہیں تو اے ہندو دوستو! ریگستان میں کھڑے سراب کو پانی مت سمجھو کہ یونہی چلتے رہو گے تو ریگستان میں سوائے پیاسے مرنے کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔

ہند کے برہمن حکمرانو! آخری بات یہ ہے کہ رام کے نام سے تم نے ایودھیا میں بابری مسجد کو ڈھالیا۔ مساجد میں سجدہ گزاروں پر ظلم کی انتہا کر ڈالی اور کرتے چلے جا رہے ہو۔

رام راج کے نام پر اسی طرح لنکا میں سالہا سال سے خون بہا رہے ہو۔ شاید انہیں راکشس سمجھتے ہوئے وہاں خون بہاتے چلے جا رہے ہو۔ وہاں اب کوئی سیتا نہیں۔ سیتا کے ساتھ تو خود رام نے بھی ظلم کی انتہا کی ہے لہٰذا اب رام کے ساتھ بھی دشمنی کر لو کہ حق و انصاف کی بات یہی ہے۔ جی ہاں! دشمنی یوں کرو کہ رام کی پوجا چھوڑ دو۔ رام کا معنی ہے "جو خوشیاں بانٹے" مگر رام بھی روتا رہا۔ سیتا بھی روتی رہی۔ وہ تو خود خوشیوں سے محروم رہے لہٰذا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کو جو رب العالمین ہے "الرحمان" اور "الرحیم" ہے کو مان لو ــــ مان لو ــــ کہ اس بغیر چارہ نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یارو! اسی طرح مان لو جس طرح بجرنگ دل کے کمانڈر نے مانا ہے۔ "بجرنگ بلی" ہنومان کا ہی ایک اور نام ہے۔ اسی نام پر "بجرنگ دل" تنظیم بنی۔ اس کے کمانڈر شیو پرساد نے قیادت کرتے ہوئے بابری مسجد ڈھائی تھی۔ مسجد کے گنبدوں پر وار اسی نے کر کے آغاز کیا تھا۔۔۔۔ اور پھر ۳ جولائی ۲۰۰۰ء کو عالمی سطح پر اس خبر نے زلزلہ بپا کر دیا جب دنیا نے یہ خبر سنی کہ شیو پرساد مسلمان ہو گیا ہے۔ شیو پرساد نے بتلایا کہ وہ مسجد کے انہدام کے بعد پریشان رہنے لگ گیا تھا چنانچہ اس نے ہندوستان کو چھوڑا۔ شارجہ میں آ گیا۔ وہاں مسجد سے اٹھنے والی صدا اللہ اکبر کو وہ اکثر سنتا۔ آخر کار ایک روز اس کے قدم اٹھے اور وہ مسجد کے اندر چلا گیا اور مسلمان ہو گیا۔۔۔۔ اب اس کا نام محمد مصطفیٰ ہے۔ محمد مصطفیٰ سب ہندوؤں کو دعوت دے رہا ہے کہ اسلام کے پرچم تلے آ جاؤ۔ سکون یہیں ملے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

مہابھارت اور بھگود گیتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کورواور پانڈو

ویدوں کے بعد ہندو دھرم میں دو داستانیں ایسی ہیں جن سے ہر ہندو واقف ہے۔ ویدوں کو تو کوئی بڑا عالم ہی جانتا ہے مگر دو داستانیں "رامائن" اور "مہابھارت" کو بچہ بچہ جانتا ہے۔ دنیاوی اور اخروی بہتری کے لئے انھیں پڑھا جاتا ہے، سنا جاتا ہے اور سکرین پر دیکھا جاتا ہے۔ رامائن کو تو ہم بیان کر چکے جبکہ اب ہم "مہابھارت" بیان کرنے چلے ہیں۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ویدوں کا مرتب ویاس جی ہے۔ یہی ویاس جی "مہابھارت" کا بھی مصنف ہے۔

"مہابھارت" بنیادی طور پر ایک خونریز جنگ کا نام ہے۔ یہ جنگ دو خاندانوں کے درمیان ہے۔ یہ دو خاندان دو سگے بھائیوں کی اولاد ہیں جو حکومت کے حصول کے لئے لڑتے ہیں۔

موجودہ دہلی سے کوئی ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر اتر پردیش میں ایک ریاست تھی جس کا نام "ہستناپور" تھا۔ یہاں بھرت یا بھارت کے نام سے ایک مہاراجہ ہوا تھا جس نے ہستناپور پر حکومت کی تھی۔ اس کی وجہ سے برصغیر کو "بھارت ورش" یعنی ملک بھارت کہا جاتا ہے۔

رام کا بھائی بھرت یا بھارت جس نے ایودھیا پر رام کی عدم موجودگی میں حکومت کی ——— ممکن ہے ہستناپور کا بھرت اسی کی اولاد سے ہو ——— یا رام کے بھائی بھرت کے نام سے ہی ہندوؤں نے اپنے ملک کو بھارت کا نام دے دیا ہو ——— بہر حال، کچھ بھی ہو ہندوستان کا جو مذہبی نام ہے اور مقدس نام ہے وہ ہندوؤں کے ہاں بھارت ہے۔

"ہستناپور" کے حکمران راجہ بھارت کی نسل سے ویاس جی پیدا ہوئے۔ ویاس جی کے تین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے پیدا ہوئے۔

(۱) دھرت راشٹر

(۲) پانڈو

(۳) ویدورا

بچوں کی پیدائش کے بعد ویاس جنگل میں جا کر سنیاسی بن گیا جبکہ بچوں کی پرورش بچوں کا چچا بھیشم کرنے لگا اور ہستنا پور کی حکمرانی کے فرائض بھی ادا کرنے لگا کیونکہ ویاس تو جنگل میں بن باس کے لئے جا چکا تھا اور غالباً وہیں اس نے ویدوں کو مرتب کرنے کا کام کیا ـــــ ویاس کا بیٹا دھرت راشٹر اندھا تھا لیکن حکمرانی کا حق دار وہی تھا لہٰذا جونہی وہ بالغ ہوا۔ بھیشم نے اقتدار اس کے حوالے کر دیا۔ دھرت راشٹر نے حکمران بن کر تھوڑے ہی عرصہ بعد حکمرانی اپنے چھوٹے بھائی "پانڈو" کے سپرد کر دی اس لئے کہ دھرت راشٹر معذور یعنی نابینا تھا۔

پانڈو کی دو بیویاں تھیں ـــــ پہلی بیوی کنتھی سے پہلا بیٹا کرن پیدا ہوا ـــــ اسے کنتھی نے دریا میں بہا دیا ـــــ اس کے بعد کنتھی سے یدھشٹر پیدا ہوا ـــــ پھر بھیم سین۔ اس کے بعد ارجن (یاد رہے! اسی سورے کے نام پر انڈیا نے ارجن ٹینک بنایا ہے جو پاکستان کے الخالد ٹینک کے مقابلے میں مات کھا گیا ہے) ـــــ جبکہ دوسری بیوی مدری سے نکول اور سہدیو پیدا ہوئے۔ پانڈو کے یہ پانچ بیٹے ایک قبیلے کے طور پر پانڈو کہلائے ـــــ ان پانچوں کا باپ پانڈو مر گیا تو اقتدار پھر دھرت راشٹر کو سنبھالنا پڑ گیا۔ دھرت راشٹر نابینا کی ایک ہی بیوی گندھاری سے سو بیٹے پیدا ہوئے۔ ان میں سے بڑا دریودھن تھا۔ یہ سو بیٹے کورو قبیلے کے نام سے معروف ہوئے ـــــ ان دونوں قبیلوں کے درمیان اقتدار کی جنگ کا نام "مہابھارت" ہے۔

دشمنی کا آغاز

نابینا دھرت راشٹر کو اپنے بھتیجوں سے بڑی محبت تھی۔ اس نے اپنے بھتیجوں کی کفالت کر کے انہیں جوان کیا۔ جب وہ جوان ہو گئے تو نابینا بادشاہ دھرت راشٹر نے اپنے بڑے بھتیجے یدھشٹر کو اپنا قائم مقام بنا دیا ـــــ یدھشٹر نے دنوں ہی دنوں میں ہستنا پور کی راجدھانی (سلطنت) کو وسعت دی اور وہ رعایا کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔ دریودھن جو نابینا بادشاہ کا بڑا بیٹا تھا۔ اسے یہ بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھائے جا رہی تھی چنانچہ اس نے اپنے باپ کے کان بھرنے شروع کئے کہ عنقریب بغاوت ہو گی۔ یدھشٹر بادشاہ بن جائے گا اور ہم سب کا کباڑا ہو جائے گا ــــ بادشاہ اپنے بیٹے اور وزیروں کے بہکاوے میں آ گیا چنانچہ طے شدہ منصوبے کے مطابق بظاہر یدھشٹر کو ایک اہم ذمہ داری دے کر "ورن وت" کے علاقے میں بھیج دیا گیا۔ وہاں ان کے لئے گیسٹ ہاؤس تیار کیا گیا۔ اس کی دیواروں میں بارود بھر دیا گیا۔ منصوبہ یہ تھا کہ ایک دن آگ لگا دی جائے گی سارا خاندان ہلاک ہو جائے گا۔ یوں حکومت کا دعویدار خاندان ختم ہو جائے گا ــــ لیکن یدھشٹر کو اس منصوبے کی خبر ہو گئی۔ چنانچہ ان بھائیوں نے گیسٹ ہاؤس کے اندر سے ایک سرنگ جنگل میں نکال لی ــــ اور پھر جب ایک بڑی ضیافت کے بعد آگ لگنا تھی اور مہمان رخصت ہونے لگے تو پانڈو شہزادے فوراً سرنگ سے باہر نکل گئے۔ بھیم نے آگ لگا دی۔ یوں آگ لگانے کی سازش کرنے والے کارندے جل کر راکھ ہو گئے اور پانڈو شہزادے محفوظ ہو کر جنگل میں پہنچ گئے۔ لوگ یہی سمجھے کہ پانڈو جل کر تباہ ہو گئے ہیں۔

گٹو تکچ کی پیدائش

پانچوں بھائی اور ان کی ماں جنگل میں جگہ بدل بدل کر رہ رہے تھے۔ بھیم کا سامنا ایک دن ایک راکشس کی بہن "ایدیمبا" سے ہو گیا۔ اسے بھیم سے عشق ہو گیا۔ چنانچہ اس راکشس سے بھیم کا ایک بیٹا گٹو تکچ پیدا ہو گیا۔

یہ خاندان ایک شام کو جب ایک جھیل کے کنارے آرام کر رہا تھا تو انہیں ان کا دادا ویاس جو عرصہ پہلے جنگل کا باسی بن چکا تھا۔ ملا ــــ اس نے اپنے پوتوں سے کہا: عنقریب تمہیں تمہارا تخت مل جائے گا۔ اس کے بعد ویاس نے اپنے پوتوں کا تعارف ایک مہمان نواز خاندان سے کروا دیا اور یہ وہاں رہنے لگے۔

اچانک ایک دن پانڈو بھائیوں نے اپنے میزبان گھرانے کے افراد کو بڑا پریشان دیکھا۔ وجہ پوچھی تو انہوں نے بتلایا کہ اس قصبے سے باہر ایک راکھشس رہتا ہے اس نے اس شرط پر ہماری زندگیاں بخشی ہوئی ہیں کہ ہر گھر اپنی باری پر ایک چھکڑا چاول اور بھینسیں بھیجے گا اور جو فرد یہ سامان لے کر جائے گا اسے بھی اور سارے سامان کو بھی یہ راکھشس کھا جاتا ہے۔ ہم سوچ رہے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سارے گھر والے چلے جائیں تاکہ وہ ہم سب کو کھا جائے اور کوئی بھی کسی کا دکھ دیکھنے پیچھے نہ رہے۔

بھیم نے کہا: میں تمہاری جگہ جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ گیا۔ دونوں کے مابین زوردار مقابلہ ہوا اور آخرکار بھیم نے اس دیوہیکل راکھشس کی گردن توڑ کر اسے ختم کر دیا۔

ہندو دوستو! ذرا سوچو، بھیم جو "مہابھارت" کا ایک بڑا سورما ہے۔ ایک طرف تو راکھشس کے عشق میں گرفتار ہوتا ہے اور اس کا بیٹا گٹوتکچ پیدا ہوتا ہے ــــ اور دوسری طرف راکھشس کو قتل کر رہا ہے ــــ یہ کیسا تضاد ہے اور کیسا دھرم ہے؟ یقیناً یہ دھرم نہیں بلکہ ادھرم ہے۔

دروپدی کی شادی پانچ بھائیوں کے ساتھ

بھیم کے کارنامے کے بعد پانڈو شہزادوں نے مذکورہ قصبہ چھوڑ دیا اس لئے کہ کہیں ظاہر نہ ہو جائیں کیونکہ وہ تو چھپ کر رہ رہے تھے۔ یہاں سے جانا اس لئے بھی ناگزیر ہو گیا تھا کہ علاقہ پانچال کے بادشاہ دروپد نے اپنی بیٹی کے لئے "سوئمبر" کا اعلان کیا تھا۔ پانڈو شہزادے اس "سوئمبر" میں حصہ لینا چاہتے تھے۔

چنانچہ دروپد بادشاہ کے دربار میں سوئمبر کے موقع پر جو مقابلہ ہوا اس میں بڑے بڑے شہزادوں نے حصہ لیا۔ دریودھن بھی یہاں آیا تھا۔ اگرچہ اس نے مقابلے میں حصہ نہیں لیا تھا۔ دروپدی کو حاصل کرنے کے لئے مقابلہ یہ تھا کہ وہاں رکھی کمان کے ذریعے نیچے تیل میں سے عکس دیکھ کر اوپر گھومتے ہوئے ہدف کو پانچ تیروں کے ساتھ نشانہ لگانا تھا۔

تمام شہزادے ایسا کرنے میں ناکام رہے۔ پانڈو شہزادے ارجن نے یہ مقابلہ جیت لیا۔ دروپدی جس کو پانچالی بھی کہا جاتا ہے۔ آگے بڑھی اور اس نے ارجن کے گلے میں ہار ڈال دیا۔ پانچوں شہزادے دروپدی کو لے کر گھر آ گئے۔ ابھی وہ گھر کے دروازے پر ہی تھے کہ بھیم دروازے پر چلایا۔ ماں! باہر آؤ۔ دیکھو! آج ہم بھکشا (خیرات) میں کیا لے کر آئے ہیں۔ ماں نے کہا: تم خود ہی اسے بانٹ لو۔

جب گھر میں داخل ہوئے تو یہ تو دلہن شہزادی تھی۔ ماں بڑی خوش ہوئی اور ارجن سے کہنے لگی: تم جیت گئے ارجن؟ ارجن نے کہا: ہاں ہم جیت گئے اور اب یہ تمہارے حکم کے مطابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم سب کی بیوی ہوگی۔ ماں کنتھی نے کہا: بیٹا! یہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے تو خیرات سمجھ کر کہا تھا کہ بانٹ لو ـــــ مگر ارجن ڈٹا رہا۔ آخر پانچوں بھائیوں نے دروپدی کے ساتھ شادی کا فیصلہ کر لیا۔ دروپدی کے والد درو پد کو پتہ چلا تو وہ بھی بڑا پریشان ہوا ـــــ آخر کار، ویاس جی کو بلایا گیا تو اس نے کہا:

(آواگون کے عقیدے کے مطابق) دروپدی اپنے پہلے جنم میں ایک رشی کی بیٹی تھی۔ اس کا نام نالینی تھا۔ مودگلیا اس کا شوہر تھا۔ شوہر مر گیا تو نالینی نے دیوتا سے پرارتھنا کی۔ دیوتا ظاہر ہوا تو اس نے پانچ بار کہا۔ مجھے شوہر چاہئے۔ دیوتا نے کہا: تمہیں اگلے جنم میں پانچ شوہر ملیں گے۔ نالینی نے کہا۔ مجھے تو ایک چاہئے۔ مگر دیوتا نے کہا: چونکہ تم نے پانچ بار کہا ہے لہٰذا اب تو پانچ شوہر ہی ملیں گے۔ لہٰذا یہ طے ہے کہ دروپدی کی شادی اب پانڈوؤں کے پانچوں شہزادوں سے ہی ہوگی۔

بادشاہ، دروپدی اور سب خاموش ہو گئے۔ یوں دروپدی پانچ بھائیوں کی مشترکہ بیوی بن گئی۔

ہندو دوستو! ہمیں معلوم ہے کہ آپ کی اکثریت ایک عورت کے ساتھ متعدد مردوں کی شادی کو تسلیم نہیں کرتی لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ تمہاری مقدس کہانی "مہابھارت" ایک عورت کے ساتھ پانچ مردوں کی شادی کی تبلیغ کر رہی ہے ـــــ اور فتویٰ اس شخص کا ہے جو ویدوں کا مرتب ہے اور مہابھارت کا مصنف ہے ـــــ لہٰذا اگر یہ ادھرم ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ادھرم ہے تو پھر اس ادھرم سے تائب ہو جاؤ۔ ویاس کی مرتب شدہ ویدوں کو چھوڑ دو۔ اس کی تصنیف کردہ "مہابھارت" جیسی الف لیلوی داستان کو ترک کر دو۔ اگر ان کا انکار نہیں کرو گے تو لامحالہ بعض لوگ عمل کر کے دکھلاتے رہیں گے۔ جیسا کہ پچیس سالہ بھارتی دوشیزہ شیلائی داستان ہے جس نے بیک وقت دو ہندو نوجوانوں سے شادی رچا رکھی ہے۔ اس دوشیزہ کے دونوں شوہر "ستیش گپتا" اور "گرجا گری" بچپن کے دوست ہیں۔ دونوں نے ایک ساتھ تعلیم حاصل کر کے انجینئرنگ کا کورس مکمل کرنے کے بعد جے پرکاش نارائن کی تحریک میں شمولیت اختیار کر لی جو سماجی خدمت کی تحریک ہے۔ وہاں انہیں اس تحریک کے آشرم میں ملازمت فراہم کر دی گئی۔ آشرم میں ان کی ملاقات شیلا دیوی سے ہوئی۔ تینوں کی ملاقات نے دوستی کا روپ دھارا۔ عہد و پیمان ہوئے اور مشترکہ شادی رچالی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی قسم کی ایک مشترکہ شادی صوبہ کیرالا کے دو جڑواں بھائیوں گووندن اور رامن نے ایک ہندو عورت جانکی سے رچائی۔

(روزنامہ "جنگ" جمعہ میگزین ۱۳ فروری ۱۹۸۶ء)

یاد رہے، اخبار نے باقاعدہ ان لوگوں کی تصاویر شائع کی ہیں تو ہندوستان کے ہندو معاشرے میں ویاس جی کے فتوے پر آج بھی عمل ہو رہا ہے اگرچہ وہ شاذ ہے۔

ہندومت میں شادی کی رسومات

مناسب رہے گا اگر ہم یہاں ہندوؤں میں مروج شادی کے تفصیلی طریقے اور آٹھ اقسام کا بھی تذکرہ کر دیں جن میں "سوئمبر" بھی شامل ہے۔ سوئمبر کا وہ طریقہ کہ جو دروپدی کے ساتھ اختیار کیا گیا تھا۔

دولہا اور دلہن دھواں دیتی آگ کے گرد "پھیرے" لگا رہے ہیں۔ دونوں کے ملبوس ایک گرہ کی مدد سے باہم بندھے ہوئے ہیں۔ قریب بیٹھے پنڈت جی وقفے وقفے سے کوئی چیز آگ میں جھونک رہے ہیں اور ساتھ ہی بلند آواز سے کچھ پڑھ رہے ہیں۔

شادی کا یہ منظر آپ نے کئی بار دیکھا ہو گا۔

ہندو سماج میں مذہبی حوالے سے خاندانی شادی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد اور دوسرے اس قسم کے رشتوں کو آپس میں بہن بھائی تصور کیا جاتا ہے اس لئے شادی خاندان سے باہر طے کی جاتی ہے۔ لڑکے اور لڑکی کا رشتہ طے کرنے سے قبل دونوں کے رجحانات کا پتہ لگانے کے لئے پنڈت سے رجوع کیا جاتا ہے جو علم نجوم کی مدد سے ستاروں کا حساب کتاب لگا کر حتمی فیصلہ کرتا ہے۔ دونوں فریقین پنڈت کے اس فیصلہ پر عمل پیرا ہوتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ اگر پنڈت کے نکالے گئے زائچہ پر عمل نہ کیا گیا تو دولہا اور دلہن کو شادی کی حقیقی خوشیاں نصیب نہ ہو سکیں گی۔

منگنی کی رسم کے بعد دولہا اور دلہن پر کڑی نظر رکھی جاتی ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ شادی کی رسومات کا آغاز آگ جلانے سے کیا جاتا ہے۔ یہ آگ عام طور پر آم کی لکڑی سے جلائی جاتی ہے جسے پوجا کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شادی کے لئے بنائی جانے والی خصوصی سٹیج کو "منڈپ" کہتے ہیں۔ اس کے چاروں کونوں میں "نورنگی" کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ نورنگی کی رسم میں چھوٹے بڑے پانی کے مٹکے جسامت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے اوپر رکھے جاتے ہیں۔ شادی گھر کا فرش گل رنگ رنگوں سے انتہائی خوبصورتی کے ساتھ آراستہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آگ جلانے والی جگہ بنائی جاتی ہے جسے "ہادن" کہتے ہیں۔

بارات کی آمد کے موقع پر دولہا کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ کسی مٹکے میں کچھ رقم ڈالے۔ اس کے بعد "کم کم" کی رسم ادا کی جاتی ہے اس موقع پر سرخ رنگ کی لئی جس میں چاول اور گندم ملی ہوتی ہے عورتوں کی پیشانیوں پہ لگائی جاتی ہے۔ اس رسم کے بعد دولہا اور باراتیوں کو شادی گھر میں آنے کی اجازت مل جاتی ہے۔

دولہا اور دلہن کو منڈپ پر سلگتی ہوئی آگ کے نزدیک بٹھادیا جاتا ہے پھر باقاعدہ مذہبی رسومات کا آغاز کیا جاتا ہے۔ پنڈت جی سنسکرت میں کچھ اشعار پڑھتے ہیں جسے "اشلوک" کہتے ہیں۔ ہر اشلوک کا اختتام سوہا کے لفظ پر ہوتا ہے۔ یہ لفظ پنڈت کے قریب بیٹھا ہوا دلہن کا ماموں ادا کرتا ہے۔ دلہن کا ماموں شادی کا گواہ بھی ہوتا ہے۔ "سوہا" کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ پنڈت وقفے وقفے سے آگ میں گندم اور چاول کے گھی ملے دانے جھونکتا ہے۔ اسے تقدس کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ اشلوک کی رسم کے بعد دولہا اور دلہن آگ کے گرد "پھیرے" لگانے کی رسم ادا کرتے ہیں۔ پھیرے لگانے کے لئے پنڈت دونوں کو مخاطب کرتا ہے دونوں میں سے جو پہلے کھڑا ہوتا ہے اسے تالیاں بجا کر مبارکباد دی جاتی ہے جبکہ دوسرے کو سخت سست کہہ کر اس کا ہنسی مذاق اڑایا جاتا ہے۔ پھیروں کے ساتھ ہی روایتی ہندی گیتوں کا آغاز ہوتا ہے۔ ہندو مذہب میں شادی کے پھیروں کو ازدواجی زندگی کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ پھیرے لگانے کی رسم میں دلہن کا بھائی، اس کی چچی یا اس کی ممانی دونوں کی مدد کرتی ہے۔

پھیرے مکمل ہونے کے بعد دولہا اور دلہن باراتیوں سے مبارکباد قبول کرتے ہیں۔ آگ کو آہستہ آہستہ بجھا دیا جاتا ہے۔ دلہن کی رخصتی عام طور پر اگلی صبح سے پہلے کردی جاتی ہے۔ رخصتی سے قبل خاندان کا کوئی بزرگ یا پجاری دلہن کو ازدواجی زندگی کے کچھ کامیاب اصول مہمانوں کے روبرو بلند آواز سے سناتا ہے۔ دلہن کے لئے لازم ہوتا ہے کہ وہ عمر بھر ان اصولوں پر عمل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرے۔

O.... گھر کے اندر کی آگ کو باہر نہ لاؤ۔

O.... باہر کی آگ کو اندر نہ لے جاؤ۔

O.... صرف ان کو دو جو دیتے ہیں۔

O.... جو نہیں دیتے ان کو مت دو۔

O.... خوشی سے بیٹھو۔

O.... خوشی سے کھاؤ۔

O.... خوشی سے سو جاؤ۔

O.... آگ کی عزت کرو۔

O.... گھر عورت کی طرح وقار قائم کرو۔

ہندو دھرم میں شادی کے نو طریقے

۱- براہم ۲- دیو ۳- ارشا ۴- پرجاپتی
۵- اسر ۶- گندھرب ۷- راکشس ۸- پناج ۹- سوئمبر

شادی کے یہ نو طریقے ان کی مذہبی کتاب "منوسمرتی" میں درج ہیں جو معاشرتی اور عائلی قانون کا درجہ رکھتی ہے۔ ہندو مذہب میں ذات پات اور اونچ نیچ مروج ہونے کی وجہ سے یہ طریقے مختلف طبقوں کے لئے مخصوص ہیں۔ شادی کے ابتدائی چار طریقے برہمنوں کے لئے ہیں، کوئی دوسرا ہندو ان سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ اس طرح پانچواں اور چھٹا طریقہ کھتریوں کے لئے ہے۔ اونچی ذات کے ہندو چاہیں تو شادی کے ان نو طریقوں میں سے آٹھ طریقے اپنا سکتے ہیں البتہ آٹھواں طریقہ صرف شودر قوم کے لئے مخصوص ہے۔

۱- براہم شادی کے اس طریقہ کا ذکر آغاز میں کر دیا گیا ہے۔ یہ طریقہ ہندوؤں میں بالعموم رائج ہے۔ شادی کے اس طریقہ میں لڑکی والے مناسب بر (رشتے) کی تلاش کے بعد دھوم دھام سے اس کی شادی کر دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲-دیو یہ طریقہ اختیار کرنے والے برہمنوں کو بیٹی کے لئے بر تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ لڑکی کو دیوداسی بنا کر اسے زندگی بھر کے لئے کسی مندر کے دیوتا سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ بے جان پتھر کے بت کی ان سہاگنوں کو مرلیاں اور سناسنیں بھی کہا جاتا ہے۔

۳-ارشا شادی کا یہ طریقہ برہمن پنڈتوں اور تارک الدنیا ہونے والے مردوں کے لئے ہے۔ اس طریقے کو "کنیادان" بھی کہتے ہیں۔ تارک الدنیا لوگوں کو مقدس بزرگ جان کر ان کی پرستش کرنے والے بعض لوگ اپنی بیٹی کا ہاتھ عمر بھر کے لئے انہیں تھما دیتے ہیں اور بیٹی کی شادی کے فکر سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔

۴-پر جاپتی شادی کی یہ رسم انتہائی دھوم دھام سے انجام پاتی ہے۔ اس میں ذات برادری کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ دلہن کے والدین بیٹی کو بہت سا جہیز دیتے ہیں اور دولہا کی منہ مانگی قیمت ادا کرتے ہیں۔

۵-اسر شادی کے اس طریقہ کو انتہائی معیوب جانا جاتا ہے۔ لڑکی کا انتخاب کرنے کے بعد اس کی قیمت لگائی جاتی ہے۔ شادی سے قبل لڑکی کے والدین اس کی قیمت وصول کر کے اس کا ہاتھ دولہا کو تھما دیتے ہیں۔

۶-گندھرب شادی کی اس رسم میں لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو پسند کر کے شادی رچا لیتے ہیں۔ اس موقع پر کوئی قابل ذکر رسم ادا نہیں کی جاتی۔

۷-راکشس ہندو سماج میں شادی کا یہ ساتواں طریقہ ہے۔ ابتدائی بات چیت کے بعد دولہا دلہن کو اغوا کر کے لے جاتا ہے۔ راون اور سیتا کی شادی بھی اسی طرح انجام پائی تھی۔ اس طرح کئی راجاؤں اور مہاراجوں نے اس رسم کے تحت شادیاں رچائیں۔

۸-پشاچ شادی کی اس رسم میں دولہا ــــ دلہن کو کوئی نشہ آور شے کھلا کر بے ہوش کر دیتا ہے اسی عالم میں وہ دلہن کے ہمراہ شب عروسی بسر کرتا ہے۔ شودروں کو دھرم شاستر کی رو سے اس شادی کی اجازت ہے البتہ بعض ہندوؤں میں شادی کے اس طریقہ کو انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے۔

۹-سوئمبر شادی کا یہ طریقہ بھارت میں راجے، مہاراجوں کی سوبیٹیوں کے حوالے سے بہت شہرت رکھتا ہے۔ جب کسی راجے کی بیٹی جوان ہو جاتی تو وہ پنڈتوں سے اس کا زائچہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بتا کر اس کی شادی کی تاریخ مقرر کر دیتا تھا۔ دوسری سلطنتوں کے راجوں اور بہادروں اور اس کی بیٹی سے شادی کرنے کے خواہشمند نوجوانوں کو اس تاریخ کی اطلاع کر دی جاتی تھی۔ مقررہ دن تمام نوجوان ایک بڑے میدان میں جمع ہو جاتے تھے۔ اس موقع پر لڑکی اور اس کے والد کی جانب سے شادی کرنے کے خواہشمند تمام جوانوں کے سامنے کوئی خاص اور کڑی شرط رکھی جاتی تھی۔ ان امیدواروں میں سے جو بھی اس شرط پر پورا اترتا لڑکی آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیتی تھی۔

یہ جو آخری طریقہ ہے اسی پر عمل کر کے دروپدی پانڈووں کے پانچ بھائیوں کی بیوی بن گئی تھی۔

پانڈووں کو ملک مل گیا

دھرت راشٹر کو اس کے وزیروں نے مشورہ دیا کہ پانڈو شہزادے جو پانچال کے راجہ دروپد کے داماد بن گئے ہیں۔ اب وہ ایک ہو چکے ہیں۔ دروپد کے چند علاقے آپ نے بھی ہتھیا رکھے ہیں لہٰذا خطرہ یہ ہے کہ اب مشترکہ دشمن اپنا بدلہ لیں گے۔ چنانچہ قبل اس سے کہ خطرہ عملی شکل اختیار کرے۔ ہمیں پانڈو شہزادوں کو ملک کا ایک حصہ دے دینا چاہئے تاکہ امن کے ساتھ رہا جائے۔

دھرت راشٹر نے اس تجویز کو پسند کیا۔ چنانچہ پانڈو شہزادوں کو ہستناپور میں بلایا گیا۔ ان کا شاندار استقبال ہوا اور دھرت راشٹر نے انہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ میں راجدھانی کو اپنے بیٹوں اور تم بھتیجوں کے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔ تمہیں کھانڈو پرستھ (موجودہ دہلی) کا علاقہ دیتا ہوں۔ وہاں تم سب خوش خوش رہو اور حکومت کرو۔ پانڈو رضامند ہو گئے۔ وہاں قلعے، بلند تکیں اور شاندار شہر بنا دیا گیا۔ پانڈو کرشن کی راہنمائی میں کہ جو دوارکا کا بادشاہ اور رشی تھا، کھانڈو پرستھ روانہ ہو گئے۔

دنوں ہی دنوں میں کھانڈو پرستھ (دہلی) ترقی کی منزلیں طے کرنے لگا حتیٰ کہ یدھشٹر نے راجاؤں اور مہاراجوں کی ایک بڑی ضیافت کا اہتمام کیا۔

یہ ضیافت ایک انتہائی بڑے اور خوبصورت محل کے ہال میں منعقد ہوئی۔ دریودھن بھی وہاں پہنچا اور چند دن اپنے چچازاد بھائیوں کی ضیافت اور ان کے ملک کی ثروت و دولت دیکھتا رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۔ جب وہ واپس آیا تو حسد میں مبتلا ہو گیا کہ یہ لوگ اس قدر ترقی کر گئے کہ ہم سے بھی بڑھ گئے۔ چنانچہ اس حسد کی آگ میں جلتے ہوئے اس نے اپنے باپ دھرت راشٹر کو کہا کہ ہمیں ان کی فکر کرنی چاہئے ـــــ اور پھر دریودھن نے بھی ایسا ہی ایک عظیم ہال دس لاکھ آدمیوں کو لگا کر تیار کروایا اور پھر اپنے چچا زاد بھائی شاہ کھانڈو پرستھ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ہمارے ہاں آئیں۔ ہمارا نیا ہال بھی دیکھیں اور اس کا افتتاح پانسے کے کھیل (جوے) سے ہوگا۔ یہ بھی کھیلیں۔ یدھشٹر نے اس دعوت کا سنا تو پریشان ہوا کہ جوے سے تو تلخی پیدا ہوئی ہے ـــــ تاہم اس نے کہا: جب دھرت راشٹر کا حکم ہے تو انکار ناممکن ہے اور یہ کھشتریوں کے اصول کے خلاف ہے کہ کوئی انہیں دعوت دے تو وہ اسے مسترد کر دیں۔ چنانچہ اس نے ایلچی سے کہا کہ وہ مقررہ تاریخ کو ضرور آئے گا۔

چنانچہ یدھشٹر اپنے بھائیوں اور مشترکہ بیوی دروپدی کے ہمراہ ہستناپور پہنچ گیا۔ نئے ہال کی مبارکباد دی اور وہاں قیام کیا۔

جواری ہال کمرے میں

دریودھن کے بنائے گئے عالی شان ہال کمرے میں راجے اور مہاراجے اور دیگر بڑے لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ یدھشٹر اور دریودھن جوا کھیلنے کے لئے آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ تاہم دریودھن نے کہا کہ میں اپنی دولت اور جواہرات یہاں ڈھیر کر رہا ہوں اور میری طرف سے "سکونی" کھیلے گا۔ یدھشٹر نے اس بات کو قبول کر لیا اور مٹھی بھر موتیوں کی شرط لگا کر کھیل شروع کر دیا۔ شرطیں بتدریج بڑھتی چلی گئیں۔ یدھشٹر پر جواریوں والا جنون طاری ہو چکا تھا۔ وہ شرطوں پر شرطیں لگائے چلا جا رہا تھا اور ہارتا چلا جا رہا تھا۔ سکونی ہر بار جیتنے کے بعد قہقہہ لگاتا۔ لو میں جیت گیا۔ تب پورے ہال کمرے میں دریودھن اور اس کے حواری شور ڈال کر ہال کمرے کو سر پر اٹھا لیتے ـــــ یدھشٹر یہ صورت حال دیکھ کر اور طیش میں آتا اور پہلے سے بڑھ کر شرط لگا دیتا۔ وہ اپنی فوجیں، ہاتھی، علاقہ جات، مویشی حتیٰ کہ اپنی حسین ترین عورتیں، سنہری اور قیمتی رتھ ہارتا چلا گیا ـــــ مگر باز نہ آیا۔ بعض لوگوں نے اسے روکا کہ اب بس کر ـــــ مگر یدھشٹر نہ مانا اور ایک ایک کر کے اپنے چاروں بھائی بھی ہار دیئے ـــــ ان کو "دریودھن" کے سپرد کرتا رہا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

——یوں دروپدی کے چار شوہر جوے کا شکار ہو گئے۔ پوری راجدھانی اور بھائی بھی ہار نے سے بعد اب یدھشٹر کے پاس صرف دروپدی رہ گئی تھی۔

دروپدی بھی جوے کی نذر

اور خود اس کا اپنا وجود——چنانچہ اس نے اب اپنے آپ کو شرط میں رکھا نتیجتاً اپنے آپ کو بھی ہرا دیا۔ لے دے کر دروپدی رہ گئی تھی—— آخر میں اس امید پر کہ شاید دروپدی کی وجہ سے ہی پانسہ پلٹ جائے لیکن بالآخر وہ دروپدی بھی ہار گیا——دریودھن نے حکم دیا کہ دروپدی کو ہمارے محل میں داخل کر دو۔ جب ہرکارہ دروپدی کو لینے گیا تو اس نے کہا یدھشٹر پہلے اپنے آپ کو ہارا یا مجھ کو۔ جواب ملا۔ اپنے آپ کو۔ دروپدی نے کہا: جب وہ ہار گیا تو اب وہ ہارا ہوا میری شرط نہیں لگا سکتا۔ مگر دریودھن نے دوبارہ ہرکارہ بھیجا کہ اسے یہاں لے آؤ۔ اگر نہیں آتی تو کھینچ کر یہاں ہال میں سب کے سامنے لاؤ——دروپدی کے پاس اب کے ہرکارہ گیا تو اس نے کہا کہ میں مخصوص دنوں میں ہوں۔ میں نہیں جاؤں گی۔ مگر ہرکارہ اسے زبردستی لانے لگا تو وہ دوڑی۔ اس کی ساڑھی بے ترتیب ہو گئی، بال بکھر گئے مگر اسی حالت میں اسے کھینچ کر تماشائیوں سے بھرے ہال کمرے میں لا کھڑا کر دیا گیا۔

دروپدی نے ہال کمرے میں اونچی اونچی بولنا شروع کر دیا کہ جوے کے کھیل یوں کرنا سراسر ظلم ہے اور میرے ساتھ جو ہو رہا ہے یہ تو بہت ہی بڑا ظلم ہے اور آخر میں اس نے رونا شروع کر دیا——مگر یہاں فریاد سننے والا کون تھا؟ آخر کار پانچوں بھائیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے قیمتی پار چات جو ہیرے جواہرات سے مرصع ہیں، انہیں اتار کر عام کپڑے پہن کر کھڑے ہو جائیں۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔

دروپدی کی قیمتی مرصع ساڑھی کو بھی جھٹکا دیا گیا تو اس نے بھگوان کرشن کو مدد کے لئے پکارا اور اپنی ساڑھی کو بچانے کے لئے ہاتھ ڈھیلا چھوڑ دیا۔ اس پر دیوتا نے اس کی پکار کا جواب دیا۔ جب اس کے جسم سے ایک کپڑا کھینچ کر اتارا گیا تو دوسرا ظاہر ہو گیا۔ غرض وہ کپڑے کھینچتے رہے اور نیچے سے ظاہر ہوتے رہے حتیٰ کہ وہ باز آ گئے۔

دریودھن نے اب پانچالی (دروپدی) کو او حسینہ کہہ کر اپنی طرف بلایا اور حکم دیا کہ وہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پہلو میں آ کر بیٹھ جائے۔ اس پر بھیم غصے سے باؤلا ہو گیا اور قسم کھائی کہ جب کبھی موقع آیا تو تجھے مٹی میں ملا دوں گا ـــــ آخر کار بادشاہ دھرت راشٹر نے اس گفتگو کو بند کروایا ـــــ اور دروپدی کو اپنے پاس بلوا کر کہا: بیٹی! اپنی کوئی خواہش بتلاؤ جسے میں پورا کروں ـــــ دروپدی نے فوراً کہا: یدھشٹر کو غلامی سے آزاد کر دو۔ جاؤ آزاد ہے۔ دھرت راشٹر نے کہا اور مزید کہا۔ کوئی اور خواہش ہے تو وہ بھی کرو۔ دروپدی نے کہا: میرے باقی چاروں شوہر بھی آزاد کر دو۔ دھرت نے انہیں بھی آزاد کر دیا اور پھر پوچھا۔ کوئی اور خواہش؟ دروپدی نے کہا: بس۔ اب کوئی خواہش نہیں مگر دھرت راشٹر اپنے بھتیجوں یعنی پانڈو شہزادوں سے مخاطب ہوا اور کہا کہ جاؤ۔ تم نے یہاں جو کچھ کھویا سب لے جاؤ اور واپس جا کر آرام سے حکومت کرو۔ امن سے رہو۔ تم سب میرا خاندان ہو۔ چنانچہ پانچوں بھائی دروپدی کو لے کر اپنی رتھوں پر سوار ہوئے اور فوراً ہستناپور کو روانہ ہو گئے۔

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں اک دھرمی بات؟

ہندو دوستو! مہابھارت جو بنیادی طور پر دھرم اور ادھرم کے مابین ایک بڑی جنگ کا نام ہے۔ اس جنگ میں دھرم ـــــ پانڈوؤں کے ساتھ ہے جبکہ کورو ادھرم میں مبتلا ہیں ـــــ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ جوا ـــــ تو خود ہندو دھرم میں بھی ادھرم ہے ـــــ تو جب دونوں ہی جوا کھیلتے ہیں۔ پانڈو بھی کھیلتے ہیں اور کورو بھی کھیلتے ہیں تو دونوں ہی "ادھرم" میں مبتلا ہیں ـــــ یوں مہابھارت کی جنگ کہ جس کا نقطۂ آغاز جوے کا کھیل ہے۔ اس کا آغاز ہی ادھرم پر مبنی ہے لہٰذا مہابھارت کی پوری داستان ادھرم ہے ـــــ خاص طور پر یدھشٹر تو زیادہ گنہگار ہے کہ وہ تجھ ارہو کر بھی مخبوط الحواس جواریا بن چکا تھا لہٰذا وہ اس مہابھارت کی جنگ میں کس طرح مبنی بر دھرم یا مبنی بر حق ہو سکتا ہے؟ لہٰذا مان لو کہ یہ سارا کھیل ہی دھرم نہیں بلکہ ادھرم ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ یدھشٹر ـــــ اپنے چچا دھرت راشٹر کی بات ماننے پر مجبور ہو گیا تھا ـــــ مگر یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ یدھشٹر نے ـــــ دھرت راشٹر کو سمجھانے کی بالکل کوشش ہی نہیں کی کہ یہ غلط عمل ہے بلکہ وہ خود جوئے کی دعوت پر تھوڑا سا پریشان ہوا اور پھر مکمل جواریا بن گیا ـــــ وہ دھرت راشٹر کو جوے کے منکرات اور مضمرات سے آگاہ کر کے قائل تو کرتا ـــــ اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دُرُوہ قائل نہ ہوتا تو تب بھی اس کی بات نہ مانتا کہ جوا بہرحال ادھرم ہے۔ جی ہاں! کیا خوب فرمایا ہے۔ جوئے کے بارے میں آخری کلکی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہونے والی آخری مقدس کتاب —— قرآن کریم نے —— آگاہ کیا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ○ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ ج فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ○ (المائدہ:۹۰-۹۱)

اے ایمان والو! (دھرم والو) یہ شراب اور جوا —— یہ آستانے (آشرم) اور پانسے —— سب گندے شیطانی (راکشسی) کام ہیں۔ لہٰذا ان سے بچو تاکہ تم فلاح (موکش) پا سکو۔ بلاشبہ شیطان (راکشس) تو چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ (ایک اوم) کی یاد اور نماز (اپاسنا) سے روک دے۔ تو کیا تم باز آتے ہو؟ (سچے دھرم "اسلام" کو مانتے ہو؟)

جی ہاں! آخری کلکی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بھی کس قدر عقلی، فطری اور نفع بخش ہے۔ فرمایا:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (مسلم)

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں۔

یعنی یدھشٹر کو جوئے کی مخالفت میں دھرت راشٹر کی بات نہ ماننی چاہئے تھی۔

جوے کے کھیل کا دوسرا "ادھرمی" منظر

مگر —— ہندو دوستو! یدھشٹر تو دوبارہ جوے جیسے "ادھرمی" عمل کا شکار ہو گیا۔ پانڈو شہزادوں کے دادا ویاس جی کی "مہابھارت" کے مطابق:

یدھشٹر —— ہستناپور کو روانہ ہوا جبکہ دریودھن نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا کہ جیتی ہوئی بازی ہمارے باپ نے ہروا دی چنانچہ اب کیا کریں۔ مشورہ یہ ہوا کہ دھرت راشٹر کو قائل کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ پانڈوؤں کو دوبارہ راستے سے بلوا لیا جائے اور جوے کو دوبارہ نئی شرط کے ساتھ کھیلا جائے ـــــ چنانچہ دریودھن نے اپنے باپ دھرت راشٹر کو قائل کر لیا اور ہرکارے کو دوڑا کر یدھشٹر کے پاس بھیجا گیا۔ پیغامبر نے پیغام دیا:

"تمہارے چچا بادشاہ دھرت راشٹر نے پیغام بھیجا ہے۔ اجتماع دوبارہ تیار ہے۔ اے پانڈو کے بیٹے یدھشٹر! واپس آؤ اور پھر سے پانسہ کھیلو۔"

یدھشٹر نے سب سے رائے طلب کی مگر سارے خاموش رہے۔ اب یدھشٹر نے کہا: بادشاہ نے دوبارہ فرمان بھیجا ہے۔ مجھے جا کر کھیلنا ہو گا ـــــ جواریوں کی فطرت کے مطابق اس نے آخری کوشش کرنے کے لئے اپنے رتھ کو واپس ہستناپور کی طرف موڑ دیا ـــــ اور وہاں میں پہنچ گیا۔

تماشائی اور جواری اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ سکونی کہنے لگا: بادشاہ نے تمہیں وہ سب کچھ واپس کر دیا جو تم ہار چکے تھے۔ ہم نے اس فیصلے کو تسلیم کیا ہے مگر اب کے ـــــ شرط یہ ہے کہ کھیل سے ہارنے والا جلاوطن ہو جائے گا۔ ہرن کی کھال کا لباس پہنے گا۔ ننگے پاؤں بارہ سال تک جنگلوں میں رہے گا اور اس کے بعد پورا ایک برس بھیس بدل کر شہر میں رہنا ہو گا ـــــ خفیہ رہنے کے اس ایک سال کے دوران اگر اسے پہچان لیا گیا تو اسے دوبارہ بارہ سال کے لئے جلاوطن ہونا پڑے گا۔ یدھشٹر نے دوبارہ اس پر ہاں کر دی ـــــ کھیل شروع ہوا ـــــ دریودھن کا نمائندہ سکونی پھر جیت گیا۔

پانڈو شہزادوں کو ہرن کی کھال کے لنگوٹ پہنا دیئے گئے۔ شاہی ملبوسات دریودھن کے پاس آ گئے اور جنگل میں جانے کے لئے دروپدی اور اس کے شوہر تیار ہو گئے۔ دریودھن کا ایک بھائی دساسن ـــــ دروپدی سے کہنے لگا ـــــ بہتر یہ ہے کہ تم یہاں موجود کسی مرد کو پسند کر لو۔ اسی کی ہو جاؤ۔ بار بار بکنے والوں کی بیوی نہ بنو۔

ہندو دوستو! مہابھارت میں پانڈوؤں کو دھرم یعنی حق پر سمجھنے والو! سوچو، کہ دساسن کی بات کس قدر مناسب ہے۔ لامحالہ، پانڈو اس بات کو ماننے والے نہ تھے۔ نہ ہی دروپدی ـــــ مگر دساسن تالیاں بجا بجا کر ناچنے لگا اور پانڈو شہزادوں پر طنز کرتے ہوئے کہنے لگا: "او گائے، گائے"۔ یعنی گائے کے لفظ کو اہانت آمیز اصطلاح کے طور پر استعمال کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندو دوستو! غور کرو، گائے جو تمہارا مقدس دیوتا ہے۔ اس کو بطور اہانت کے استعمال کیا جا رہا ہے۔ دھرت راشٹر کے جواریوں کی طرف سے کہ جو خود ہندو ہیں ــــ اور پھر اگر انہیں بقول "مہابھارت" کے "ادھرمی" مان لیا جائے ــــ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ پانڈو جو دھرم کے علمبردار تھے، اس دھرمی اہانت پر خاموش کیوں رہے؟ حالانکہ جب دساسن نے دروپدی کو پانچ خاوند چھوڑنے کا کہا تو بھیم آپے سے باہر ہو گیا تھا۔ تو وہ اب کیوں آپے سے باہر نہ ہوا ــــ اس کا مطلب یہ ہوا کہ "مہابھارت" کے مطابق گائے کی اہانت بھی کی جا سکتی ہے ــــ اور یہ کہ دھرم تو دونوں طرف ہی نہ تھا ــــ تو پھر کیوں نا ایسے دیوتا اور دھرم کو چھوڑ ہی دیا جائے اور "مہابھارت" جیسی دیومالائی داستان کا انکار کر دیا جائے؟

جنگل کے بارہ سال

پانڈو شہزادوں نے پہلی رات گنگا کے کنارے گذاری ــــ پھر مختلف جگہوں پر گھومتے رہے۔ اس دوران یدھشٹر کی ملاقات پنڈت دھاؤمی سے ہوئی۔ اس نے شہزادوں کے مصائب کا خیال کرتے ہوئے انہیں مشورہ دیا کہ:

"شروع میں تمام مخلوقات کو بھوکا پیدا کیا گیا۔ مدد کرنے کی غرض سے سورج نے آدھے سال کے لئے اپنے آپ کو شمال کی طرف جھکایا اور آدھا سال جنوب کی جانب جھکا کر بخارات جمع کئے۔ چاند نے ان بخارات کو بادلوں میں تبدیل کر دیا اور ان بادلوں نے بارش بھیجی اور کرۂ ارض بن گیا جو زندگی کی نشوونما کرتا ہے اور اس کے ساتھ چھ قسم کی لذتیں فراہم کرتا ہے۔ یہ سورج ہی کی توانائی ہے جس نے زندگی کو تھاما ہوا ہے۔ اس لئے اے یدھشٹر! تمہیں بھی اس کی عنایتوں کا متمنی ہونا چاہئے۔ تمام قدیم بادشاہ اپنے متوسلین کی مدد سورج کے آگے مراقبہ کے ذریعے ہی کرتے رہے ہیں۔

یدھشٹر نے غسل کر کے خود کو پاک کیا اور اپنے خیالات کو سورج دیوتا کی جانب مرکوز کر دیا اور بھوک کی حالت میں گھٹنوں پانی میں کھڑا رہا۔ سورج کی مدح میں بھجن گاتا رہا۔ اس کے ایک سو آٹھ ناموں کا جاپ (ذکر) کیا ــــ یوں یدھشٹر کی تپسیا (عبادت) کے جواب میں سورج دیوتا اپنی پوری تابانی کے ساتھ ظاہر ہوا اور انہیں تانبے کا ایک پیالہ دیتے ہوئے کہا: آج سے یہ برتن پنچالی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(دروپدی) کے ہاتھ میں تھمادو اور اس میں سے تمہیں آئندہ بارہ سال تک خوراک ملتی رہے گی۔

ہندو دوستو! آج سائنس اور ٹیکنالوجی کی دنیا میں تم اچھی طرح جانتے ہو کہ سورج بے چارے نے کیا جھکنا تھا۔ یہ تو سورج کے گرد زمین کی گردش سے موسم بدلنے کا معاملہ ہے ــــــ بہرحال، ویاس جی کی "مہابھارت" کے مطابق بارہ سال بالآخر کئی طرح کے نشیب و فراز کے بعد بیت گئے۔ اس دوران ڈوار کا کارشی اور راجہ کرشن بھی یدھشٹر سے ملا اور اپنی ہمدردی کا اظہار کیا۔ دروپدی نے کرشن کے سامنے اس واقعہ کا دلخراش منظر پیش کیا جو اس کے ساتھ وقوع پذیر ہوا تھا۔ بھیم اور ارجن نے یدھشٹر پر زور دیا کہ وہ انہیں جنگ کی تیاری کی اجازت دے تاکہ دریودھن سے بدلہ لیا جائے۔ اس دوران ویاس بھی آیا ــــــ اس نے یدھشٹر کو ایک منتر سکھایا اور کہا کہ یہ منتر ارجن کو سکھادینا اور اسے دیوتاؤں کی دنیا میں خصوصی ہتھیار لینے روانہ کردیا۔ دوران جنگ وہ ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔ چنانچہ ــــــ یدھشٹر نے یہ منتر ارجن کو دے دیا اور اسے دیوتاؤں کی دنیا میں روانہ کردیا ــــــ بارہ سال جب ختم ہونے کو آئے تو دوبارہ تمام بھائی ہمالیہ کے جنگلات میں مل کر اکٹھے ہو گئے۔

وہاں گھومتے ہوئے یہ بھائی ایک دن ایک بڑے خوبصورت مقام پر پہنچے ــــــ ایک بھائی کو پیاس لگی۔ وہ قریب ہی تالاب پر گیا۔ غیبی آواز آئی۔ میرے سوالات سے قبل پانی مت پینا ورنہ....؟ مگر شدت پیاس کی وجہ سے اس نے پانی پی لیا۔ چنانچہ وہ وہیں مرگیا ــــــ اسی طرح باقی چاروں بھائی بھی پانی پیتے ہوئے مر گئے ــــــ آخر میں یدھشٹر نے غیبی آواز سے التجا کی کہ وہ ظاہر ہو ــــــ چنانچہ یہ یم دیوتا ـ یکش تھا۔ ظاہر ہو گیا۔ اس کے سوالوں کے یدھشٹر نے جواب دیئے تو اس دیوتا نے چاروں بھائی زندہ کردیئے۔

تیرہواں اور آخری سال

بارہ سال گزر گئے اب تیرہواں سال شروع ہونے والا تھا ــــــ اس دوران دھرت راشٹر اور دریودھن کو اطلاعات مل چکی تھیں کہ پانڈو شہزادے دیوتاؤں کی مدد سے کافی قوت حاصل کر چکے ہیں ــــــ تیرہواں سال آخری سال تھا۔ اب پانڈو شہزادوں کو روپ بدل کر رہنا تھا چنانچہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متسی کے بادشاہ "ویرت" کے ہاں پہنچے۔ وہاں محل میں ملازم ہو گئے۔ پانچوں بھائیوں نے نام بدل لئے۔ بھیم باورچی بن گیا۔ یدھشٹر بادشاہ کا دل خوش رکھنے والا بن گیا۔ سدیو بادشاہ کا چرواہا بن گیا۔ نکول بادشاہ کے اصطبل کا نگران بن گیا۔ دروپدی ـــــ بادشاہ کے محل کی عورتوں کی "سیرندھری" بن گئی۔ سیرندھری اسے کہتے ہیں جو راجہ کی رانیوں کا میک اپ کرے ـــــ آخر میں ارجن رہ گیا ـــــ وہ "برہنال" بن گیا۔ یعنی ارجن نے کہنیوں تک گھونگے کی چوڑیاں پہن لیں۔ لمبے بال اور کانوں میں بالیاں پہن لیں۔ یوں وہ زنان خانے کی عورتوں کو موسیقی اور ڈانس کی تعلیم دینے لگا۔

تیرھواں سال گزرنے میں جب تیرہ دن رہ گئے تو بادشاہ ویرت اور دریودھن کے درمیان جنگ ہو گئی۔ اس جنگ میں ارجن کو رتھ بان بنا دیا گیا تھا۔ اس نے کارہائے نمایاں انجام دیئے اور دریودھن کو عبرتناک شکست سے دوچار کر دیا۔

ویرت کی فوج جب فاتح بن کر واپس آئی تو اس کا زبردست استقبال ہوا۔ ارجن نے ویرت کے بیٹے سے کہا کہ ہمیں چھپے ہی رہنے دینا۔ ہمارے بارے میں کچھ نہ بتانا کہ فتح میں ہمارا بھی کوئی کردار تھا چنانچہ بادشاہ خوش تھا کہ میرے بیٹے نے جنگ جیتی ـــــ اب وہ اسی خوشی میں یدھشٹر سے شطرنج کی بازی لگانے لگا۔ بادشاہ متواتر اپنے بیٹے کی تعریفیں کیے جا رہا تھا۔ یدھشٹر ـــــ رتھ بان یعنی (ارجن) کی تعریفیں کر رہا تھا ـــــ آخر بادشاہ غصے میں آ گیا۔ اس نے گوٹ اٹھائی۔ یدھشٹر کے سر میں دے ماری۔ خون نکل آیا۔ دروپدی دوڑی۔ خون نیچے گرنے نہ دیا۔ اسے برتن میں ڈال لیا۔ اگر خون نیچے گر جاتا تو یدھشٹر کو دیوتاؤں کی جو تائید حاصل تھی اس کی برکت سے گوٹ مارنے والا خود مر جاتا۔

اس دوران بادشاہ کا بیٹا "اوتر" بھی پہنچ گیا۔ اس نے صورت حال دیکھی تو باپ کو ڈانٹا اور بتلایا کہ اصل کام تو واقعی رتھ بان (ارجن) کا تھا۔ اس پر ویرت نے ارجن سے معافی مانگی۔ ارجن نے معاف کر دیا۔

پانڈو آدھے بادشاہ بن گئے

جنگ کو ختم ہوئے تیسرا دن تھا۔ ادھر پانڈو شہزادوں کے تیرہویں سال کا بھی آخری دن ختم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو چکا تھا۔ چنانچہ جب ویرت بادشاہ اپنے دربار میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے محل کا درباری، باورچی، برہنال (مخنث) وغیرہ شاہی لباس میں تخت پر بیٹھے ہیں۔ ویرت غضبناک ہو گیا اور دربار سے نکل جانے کا حکم دیا ـــــ مگر فوراً یدھشٹر نے اپنا اور اپنے بھائیوں کا تعارف کروادیا کہ ہم تو پانڈو شہزادے ہیں اور یہ کہ جنگ ہمی نے جیتی ہے ـــــ اس پر ویرت شرمندہ ہوا اور اس نے اپنی ساری راجدھانی یدھشٹر کو دے دی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ارجن اس کی بیٹی "اوترائی" کو بیوی بنالے۔

ارجن جو دروپدی کا بھی خاوند تھا ـــــ اور کرشن کی بیٹی کا بھی خاوند تھا۔ کرشن کی بیٹی سے ارجن کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام "ابھیمنیو" تھا ـــــ ارجن نے ویرت سے کہا کہ میرے بیٹے سے "اترائی" کی شادی کردی جائے چنانچہ ـــــ یہ شادی ہوئی ـــــ اور کرشن جو ڈوارکا سے دس ہزار ہاتھی، دس ہزار بگھیاں، گھوڑے اور سپاہی لے کر آیا تھا۔ ہیرے جواہرات، سونا، قیمتی پوشاکیں اور بڑی تعداد میں کنیزیں لے کر آیا تھا۔ یہ سب کچھ کرشن نے پانڈو شہزادوں کو تحفہ میں دے دیا۔ پانڈو شہزادے اس کے رشتہ دار تھے اور اب تو کرشن کے بھانجے ابھیمنیو ـــــ یعنی ارجن کے بیٹے کی شادی تھی چنانچہ ناقوس جھانجریں، نفیریاں، ڈھول اور دیگر موسیقی کے آلات خوب بجائے گئے۔ پر تکلف دعوتیں اڑائی گئیں۔ دعوتوں میں ہرن کا گوشت، کئی اقسام کی شراب اور نایاب پودوں سے کشید کردہ سرور آور مشروبات پیش کئے گئے۔ گویے اور شاعر بادشاہوں کا دل بہلاتے رہے۔

اگلے دن ایسی ہی ایک ضیافت میں ڈوارکا کے راجہ اور سومناتھ کے رشی "شری کرشن" نے اعلان کیا کہ پانڈو شہزادوں نے اپنا وچن (وعدہ) پورا کردیا ہے۔ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے لہٰذا ایک سفیر اب ہستناپور جائے اور دھرت راشٹر اور دریودھن سے کہے کہ وہ ان کا حق آدھی راجدھانی واپس کردے۔ سب حاضرین کہہ رہے تھے کہ امن کے ساتھ دریودھن کبھی بھی ایسا نہیں کرے گا۔ جنگ کے بادلوں کو سب دیکھ رہے تھے چنانچہ یدھشٹر نے ایک پنڈت کو سفیر بناکر ہستناپور روانہ کردیا اور ساتھ ہی اردگرد کے راجاؤں سے جنگ کی صورت میں مدد حاصل کرنے کے لئے بھی ہرکارے دوڑادیئے۔

ہندو دوستو! کرشن مہاراج کی بات سے واضح ہو گیا کہ آئندہ جو جنگ ہونے والی ہے وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دھرم کے لئے نہیں بلکہ محض راجدھانی کے حصول کے لئے ہے۔

ارجن اور دریودھن ڈوارکا میں کرشن کے پاس

کرشن واپس اپنی راجدھانی ڈوارکا میں جاچکا تھا۔ دریودھن کو بھی اس کے جاسوسوں نے خبردے دی تھی کہ پانڈو جنگ کی تیاریوں میں ہیں۔ چنانچہ اس نے بھی بھاگ دوڑ شروع کردی ــــ اتفاق کی بات ہے کہ ارجن کرشن کی مدد لینے کو "ڈوارکا" کی طرف چلا ــــ اور ادھر دریودھن بھی کرشن کی مدد لینے "ڈوارکا" ہی کی طرف چل دیا۔ دونوں ایک ساتھ کرشن کے پاس پہنچے۔ دریودھن ــــ کرشن کے پلنگ کے سرہانے ایک اچھی نشست گاہ پر بیٹھا جبکہ ارجن کرشن کے قدموں کی جانب فرش پر بیٹھ گیا۔ دونوں کرشن کے جاگنے کا انتظار کرنے لگے۔ کرشن اٹھا تو پہلے جس پر نگاہ پڑی وہ ارجن تھا۔ ارجن ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا اور اس کے آگے جھک گیا ــــ دریودھن بولا! ارجن اور میں دونوں ہی آپ کے رشتہ دار ہیں۔ ہمارے ساتھ برابری کا سلوک ہونا چاہئے۔ میں پہلے آیا ہوں لہٰذا مجھے اولیت دیجئے۔ جنگ ہونے والی ہے۔ میری مدد کیجئے ــــ کرشن نے کہا: کون پہلے آیا۔ مجھے نہیں معلوم البتہ میری آنکھیں کھلیں تو میری نظر ارجن پر پڑی۔ میں تو دونوں کی مدد کے لئے تیار ہوں۔ میرے پاس دس لاکھ سے زائد دلیر فوج موجود ہے۔ تم دونوں میں سے ایک ــــ یہ دس لاکھ فوج لے لے ــــ اور دوسرا مجھے ساتھ لے جائے۔ میں ساتھ رہوں گا لڑوں گا نہیں۔ اب اپنی اپنی مرضی بتلادو۔ ارجن نے کہا: مہاراج! مجھے آپ چاہئیں۔ جبکہ اس کے برعکس دریودھن کو کرشن کی دس لاکھ فوج مل گئی اور وہ خوش خوش روانہ ہوا کہ اتنی بڑی فوج مل گئی۔

ہندو دوستو! غور کرو ــــ کرشن جو دھرم کا علمبردار ہے اس کے ہاں تو دونوں کو پیشکش ہے۔ دونوں کی مدد کا مطلب یہ ہے کہ یہ دھرم کی جنگ نہ تھی۔ یہ بے مقصد جنگ تھی جو کرشن کی آشیرباد سے بپا ہوئی۔

یدھشٹر کا سفیر پنڈت جب دریودھن کے پاس گیا اور کہا کہ امن کے ساتھ پانڈوؤں کو ان کا حصہ دے دو تو دریودھن نہیں مانا۔ آخر میں یدھشٹر نے یہ بھی کہلا بھیجا کہ ہمیں پانچ گاؤں ہی دے دے اور ہمارا جھگڑا ختم ــــ لیکن دریودھن نہ مانا۔ اب یدھشٹر نے کہا کہ میں نے کھشتری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے باوجود اپنی سلطنت قائل کر کے یا زور بازو سے حاصل نہ کی تو کھشتری نہ ہوا۔ اسی طرح دروپدی نے بھی کہا کہ مجھے جس طرح دریودھن کے دربار میں رسوا کیا گیا اس کا بدلہ ضروری ہے۔

جنگ کا آغاز

سفارتی مشن ناکام ہو گئے تو دونوں فوجیں چلنا شروع ہو گئیں۔ "کوروکشیتر" کے میدان میں لڑائی کے لئے آمنے سامنے ہو گئیں۔ پانڈو فوج کی طرف سے ارجن کا رتھ اگلی صفوں میں نمایاں تھا۔ اس رتھ کو کرشن مہاراج چلا رہا تھا۔ ارجن نے جب اپنی دشمن فوج کے بڑے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس کے رشتہ دار، اساتذہ، اس کے چچا اور چچازاد بھائی ہیں تو اس پر نقاہت اور مایوسی طاری ہو گئی اور کہنے لگا میں عزیز و اقارب کو کیسے تہہ تیغ کر سکتا ہوں؟ اس نے کرشن سے صاف کہہ دیا کہ میں اس جنگ میں حصہ نہیں لے سکتا۔ مجھے نہ حکومت چاہئے نہ کچھ اور۔ بس مجھے چھوڑ دو۔

قارئین کرام! یہاں ڈوار کا کے راجہ کرشن نے ارجن کو جنگ پر ابھارا اور ابھارنے کے لئے جو جو باتیں کیں ــــ فلسفے بیان کئے اسی کا نام "بھگود گیتا" ہے۔

چنانچہ کرشن کے سمجھانے پر ارجن لڑنے کے لئے تیار ہو گیا ــــ اب یدھشٹر نے ہتھیار اور زرہ بکتر اتاری۔ سیدھا دشمن فوج کی طرف بڑھا۔ اپنے استاد درونا کے پاس گیا۔ اس کے سامنے جھکا۔ اپنے چچا بھیشم کے پاؤں چھوئے۔ دوسرے بزرگوں کو تعظیم دی اور واپس اپنے لشکر میں آگیا۔ ہتھیار دوبارہ پہنے اور حملے کا اشارہ کر دیا۔

ہندو دوستو! غور کرو ــــ یہ لڑائی تھی یا ڈرامہ تھا؟

بہرحال! کوروکشیتر کے میدان میں اٹھارہ روز تک خونریز جنگ جاری رہی ــــ بھیشم نے تیر چلایا ارجن کی چھاتی پار کر کے نکل گیا لیکن ارجن کو کچھ نہ ہوا۔

خوفناک جنگ کے بعد دریودھن اکیلا رہ گیا۔ اس کی ساری فوج تباہ ہو گئی۔ چنانچہ اس نے اپنا گرز سنبھالا اور ایک جھیل کی جانب چل دیا۔ اس نے اپنی مخفی طاقت سے پانی کو دو حصوں میں بانٹا۔ یدھشٹر اپنے دیگر بھائیوں کے ہمراہ اس کے تعاقب میں جا پہنچا ــــ اب دریودھن ہاتھ میں گرز لئے پانی سے باہر نکل آیا اور کہا کہ ایک ایک کر کے میرے ساتھ مقابلہ کرو۔ یدھشٹر نے کہا: ٹھیک ہے کسی ایک کا انتخاب کر لو، وہی تم سے پہلے مقابلہ کرے گا۔ یاد رکھو! اگر تم مر گئے تو سورگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(جنت) میں پہنچ جاؤ گے اور اگر بچ گئے تو دوبارہ بادشاہ بن سکتے ہو۔

ہندو دوستو! یدھشٹر کی بات پہ غور کرو ـــــ کہ اگر یہ دھرم کی جنگ تھی اور دریودھن ظالم تھا تو اب پانڈو بھی سورگ میں اور دریودھن بھی سورگ میں تو جنگ کا مقصد کیا تھا؟ جی ہاں! بالکل بے مقصد۔

بے مقصد فتح

فتح کے بعد پانڈو ہستناپور میں آ گئے۔ دھرت راشٹر کے سو بیٹے اس جنگ میں مارے گئے تھے۔ صرف ایک بچا تھا ـــــ دھرت راشٹر کی بیوی، دریودھن کی ماں گندھاری نے جب کرشن کو دیکھا تو بہت برا بھلا کہا کہ اس کی وجہ سے یہ بربادی ہوئی ہے۔ کرشن نے اس کے جواب میں کہا: یہ سب تمہارے بیٹوں کے اعمال کی وجہ سے ہوا ہے۔ تاہم، تم خوش ہو جاؤ کہ وہ سارے اب سورگ (جنت) میں اس مقام پر ہیں جو بہادری سے موت کو گلے لگانے والے سورماؤں کے لئے مخصوص ہے ـــــ مگر گندھاری نے آہ و زاری جاری رکھی اور بددعا دی کہ تیرا قبیلہ "ورشنی" بھی اسی طرح ایک دوسرے کو تباہ کر کے ختم کر دے ـــــ اور پھر مرنے کے لئے تو اکیلا ہی رہ جائے۔

ہندو دوستو! ذرا سوچو، کرشن ـــــ گندھاری سے کہہ رہا ہے کہ ہمارے سارے دشمن جنت میں چلے گئے ہیں ـــــ اور اسی بات کو یدھشٹر نے ارجن سے مخاطب ہوتے ہوئے غمناک ہو کر یوں کہا:

"ہمارے نام نہاد دشمن ہم سے بازی لے گئے۔ اب وہ سورگ (جنت) میں ہیں جبکہ ہم کو پچھتاوے کے ساتھ دنیا کی جہنم (نرگ) میں رہنا ہے۔ اگر کھشتری کا مطلب خون خرابہ کرنا ہے تو میں کھشتری بننے سے رہا۔ مجھے بھکاری رہنے دو۔ ہم اس طرح لڑے جس طرح کتے ٹکڑوں کے لئے لڑتے ہیں۔"

جی ہاں، ہندو دوستو! یدھشٹر کی بات سنو ـــــ نہ تو اس لڑائی کا انجام دنیا میں با مقصد ـــــ نہ اگلے جہان میں با مقصد۔ لہٰذا کرشن، مہابھارت اور "بھگوت گیتا" کو مان کر کس بے مقصد سمت کی طرف چلے جا رہے ہو؟ یار رک جاؤ ـــــ اسلام ایک ایسا دین ہے کہ جس کی جنگ بھی با مقصد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس دنیا میں بھی بامقصد ہے اور اس کا رزلٹ اگلے جہان میں بھی بامقصد ہے۔ اس کو بھی ایک نظر دیکھ تو لو۔

چلتے ہوئے اس داستان کا ایک آخری نظارہ بھی کر لو ـــــ گندھاری نے جو بددعا دی تھی وہ بر آئی۔ کرشن کا قبیلہ آپس میں لڑ پڑا۔ خانہ جنگی کی آگ میں سب بھسم ہو گئے۔ اکیلا کرشن بچا۔ وہ دریا کے کنارے ریت پر لیٹا سوچوں میں گم تھا کہ ایک شکاری نے پرندے کو تیر مارا ـــــ مگر وہ کرشن کو لگا اور وہ وہیں کا وہیں ڈھیر ہو کر پڑا رہ گیا۔

ہندو دوستو! تمہارے شری کرشن بھگوان ـــــ کا یہ انجام ہوا ـــــ اگر وہ حق پر تھا ـــــ دھرم پر تھا تو پھر گندھاری کی بددعا نے یوں اثر کیوں کیا؟

آخری بات

ہندو دوستو! رامائن اور مہابھارت کی داستانوں کو آپ نے ملاحظہ کر لیا۔ ہمارے غور و فکر دلانے کو بھی آپ نے دیکھ لیا۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ یہ لوگ پرانے وقتوں کے راجے مہاراجے تھے۔ انہوں نے اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے اپنے آپ کو سورج، چاند اور ستاروں کی نسل کا ظاہر کیا۔ عوام کا خوب استحصال کیا۔ اپنے بڑوں کے بارے میں عجیب و غریب قصے کہانیاں رواج دیں ـــــ بالکل اسی طرح کہ جس طرح آج اکیسویں صدی میں بھی آپ کے سنیاسی اپنے آپکو پجوانے کے لئے عجیب و غریب شوشے اور دیومالائی قصے مشہور کرتے ہیں اور کروڑوں ہندوان کی پوجا کر رہے ہیں ـــــ دوسرے مذاہب کے سینٹ اور ولی بھی یہی کچھ کرواتے ہیں تو جب آج کے دور میں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے ـــــ تو صدیوں پہلے کیوں نہ ہوا ہو گا؟ جی ہاں، ایسا ہی ہوا ـــــ لہٰذا روشنی کے موجودہ دور میں کہ جسے سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور کہا جاتا ہے ـــــ اب تو اس قرن کہن کے اندھیرے سے نکل آؤ ـــــ نکل آؤ کہ انصاف پسند دل کی یہی آواز ہے۔

کرشن اور بھگود گیتا

"گیتا" ہندو دھرم کی انتہائی مقدس کتاب ہے۔ جب بھی مندروں میں قسم اٹھانی ہو تو ہندو معاشرے میں گیتا ہی کی قسم اٹھائی جاتی ہے۔ بعض ہندو علماء اسے ویدوں سے بھی اعلیٰ جانتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معروف ہندو عالم "کرپا مورتی" نے "گیتا" کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"یہ سورج دیوتا" "دوسوان" کو سنائی گئی کیونکہ وہ بھی کھشتری ہے اور تمام کھشتریوں کا جو کہ سورج دیوتا کی اولاد ہیں (سورج) ان کا باپ ہے۔ انسانی سماج میں یہ بیس لاکھ سال سے موجود ہے۔ بھگوان (کرشن) نے دوبارہ پانچ ہزار سال پہلے ارجن کو سنایا۔ (مفہوم بھگود گیتا صفحہ ۱۴۹)

جی ہاں ـــــ کرشن نے ارجن کو اس وقت سنایا جب وہ اپنے رشتہ داروں سے جنگ کرنے کے لئے انکار کرنے لگا تب کرشن نے اسے کہا:

"میرے عزیز ارجن یہ کمزوریاں کیوں تمہارے راستے میں حائل ہو گئیں؟ یہ ہرگز ان لوگوں کے شایان شان نہیں ہیں جو زندگی کی قدر جانتے ہیں۔ یہ اعلیٰ سیاروں کی طرف نہیں بلکہ بدنامی کی طرف لے جاتی ہیں" (بھگود گیتا اشلوک ۱، صفحہ ۵۴)

یعنی رشتہ داری کی کمزوری حائل نہیں ہونی چاہئے زندگی تو ـــــ موت کے بعد شروع ہونے والی ہے لہٰذا اس کی قدر کر اس لئے کہ:

لافانی، لامحدود اور ابدی جاندار ہستی کا مادی جسم یقیناً مٹ جانے والا ہے۔ اس لئے بھرت کے بیٹے جنگ کر۔ (بھگود گیتا، اشلوک ۱۸ صفحہ ۷۱)

کرپا مورتی ـــــ اس اشلوک کی شرح میں رقمطراز ہے:

"مادی جسم طبعاً فنا پذیر ہے۔ اس کا خاتمہ فوراً ہو یا سو سال بعد۔ یہ صرف وقت کا سوال ہے۔ ہمیشہ کے لئے اس کو قائم رکھنے کا کوئی سوال نہیں ـــــ روح کا نور اس مادی جسم کو برقرار رکھتا ہے جونہی پاک روح اس مادی جسم سے باہر نکل آتی ہے جسم سڑنے لگ جاتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پاک روح ہی جسم کو برقرار رکھتی ہے۔ جسم بذات خود اہمیت نہیں رکھتا۔ ارجن کو اسی لئے لڑنے کی ہدایت کی گئی تھی جبکہ مذہب کے مقصد کو مادی اور جسمانی مقاصد کے لئے قربان کرنے کے لئے نہیں کہا گیا۔"

ہندو دوستو! آپ کے کرشن مہاراج ـــــ ارجن کو جنگ کے لئے ابھارتے ہوئے مزید کہتے ہیں:

"اپنے مذہبی فرض کو مدنظر رکھتے ہوئے تمہیں ہچکچانا نہیں چاہئے کیونکہ کھشتری کے لئے جہاد (جنگ) سے بڑھ کر مبارک کام کوئی نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بھگود گیتا، اشلوک ۳۱ صفحہ ۸۳)

"کرپا مورتی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کشت" کا مطلب ہے "تکلیف" ----- "ترایتے" کا مطلب ہے "بچانا"۔

کھشتری کا فرض شہریوں کو ہر قسم کی مشکلات سے محفوظ رکھنا ہے اس لئے مناسب حالات میں نظم وضبط قائم رکھنے کے لئے اس کو تشدد پر عمل کرنا پڑتا ہے لہٰذا دشمن راجاؤں کے سپاہیوں پر فتح پا کر اسے مذہبی اصولوں کے مطابق پوری دنیا پر حکمرانی کرنی چاہئے (اسی لئے) کھشتریوں کو للکارنے اور مارنے کی خاص طور پر تربیت دی جاتی ہے کیونکہ مذہبی اعتبار سے جنگ و تشدد بعض اوقات ضروری ہوتا ہے اس لئے براہ راست سنیاس یعنی ترک کے ضابطے کھشتری کے لئے قابل قبول نہیں۔"

قارئین کرام! کرشن ----- ارجن کو جنگ کی ترغیب دیتے ہوئے یوں بولتا ہے:

"اے پارتھ! اتفاق سے پیش آنے والی یہ جنگ بہشت کا کھلا دروازہ ہے۔ خوش قسمت ہے وہ کھشتری جسے لڑنے کا ایسا موقع ملتا ہے۔"

(بھگود گیتا، اشلوک ۳۲، ہندی ترجمہ کرپا مورتی، اردو ترجمہ یشپال بھاٹیہ صفحہ ۸۴)

"اس پر بھی اگر تو جہاد نہیں کرے گا تو یاد رکھ تو اپنے مذہب اور اپنی عزت کو داؤ پر لگائے گا اور گناہ کا مرتکب الگ ہوگا۔"

(بھگود گیتا، اشلوک ۳۳، صفحہ ۸۵)

"اے کنتی کے بیٹے! اگر تو لڑائی میں مارا گیا تو جنت حاصل ہوگی۔ اگر فتح پائی تو سلطنت ہاتھ آئے گی۔ اس لئے اے ارجن! جنگ آزمائی کے لئے پکا ارادہ کر کے کھڑا ہو جا۔"

(بھگود گیتا، اشلوک ۳۷، صفحہ ۸۶)

ہندو دوستو! کرشن مہاراج کے اشلوکوں میں دو چیزیں نمایاں ہیں:

نمبر ا..... دھرم کے لئے لڑائی

نمبر ۲..... بہشت کا داخلہ

اور جی ہاں ----- ہم "مہابھارت" کی داستان میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں بس لفظوں کی حد تک ہیں۔ عملی طور پر ان دونوں کا ہی وجود نہیں ہے۔ یہ لڑائی دھرم کے لئے تو بالکل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہ تھی۔ رہا بہشت کا داخلہ تو "ادھرمی" بھی بقول کرشن اور یدھشٹر کے بہشت میں داخل ہو رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے!

"یدھشٹر کا قافلہ جو سات افراد پر مشتمل تھا۔ چلا جا رہا تھا۔ دل میں تمام دنیاوی تعلقات کو ترک کر دینے کا عزم لے کر ---- قلب کی گہرائیوں میں صرف ایک ہی آرزو تڑپ رہی ہے اور وہ ہے لامحدود ہستی کے اندر جذب ہو جانے کی تڑپ۔ سفر کرتے کرتے یہ سمندر کے کنارے تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں ارجن تیر کمان اور ترکش پھینک دیتا ہے۔ اب سامنے کوہ میرو صاف دکھائی دے رہا ہے۔ درویدی کی امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں اور وہ زمین پر گر پڑتی ہے۔ ایک ایک کر کے سب گرتے جاتے ہیں۔ باقی صرف یدھشٹر، بھیم اور کتا رہ گئے ہیں۔ بھیم کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ اتنی پاک ہستیوں کو موت کیوں آ گئی ہے۔ اس کا بھائی اسے بتاتا ہے کہ درویدی تو اس لئے مر گئی ہے کہ اسے ارجن سے شدید محبت تھی۔ سدیو کی موت اس لئے واقع ہوئی ہے کہ اسے اپنے علم پر ناز تھا۔ نکل کو اس کے جھوٹے فخر نے موت سے ہمکنار کیا ہے اور ارجن کا قصور یہ ہے کہ دشمن کو تباہ کر دینے کی قوت پر اسے حد سے زیادہ اعتماد تھا۔ اب بھیم بھی مر جاتا ہے تو اسے بتایا جاتا ہے کہ اس کی موت کا سبب خود غرضی، غرور اور عیش کوشی ہے۔ یدھشٹر اکیلا کتے کے ساتھ آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

(یہاں اندر دیوتا ظاہر ہو کر اسے بہشت میں جانے کی خوشخبری سناتا ہے لیکن کتے کے بغیر) یہ کتا دراصل اس کا باپ دھرم تھا جس نے یہ روپ دھارا ہوا تھا۔ بیٹے کی بات سن کر یہ اپنے اصلی روپ میں آ جاتا ہے اور دونوں بہشت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

یہاں پہنچ کر یدھشٹر دیکھتا ہے کہ دریودھن اور اس کے چچیرے بھائی سب پر مسرت زندگی گذار رہے ہیں لیکن ارجن اور باقی نظر نہیں آ رہے تو وہ یہاں رہنے سے انکار کر دیتا ہے۔ "میں ان کے بغیر یہاں نہیں رہوں گا" پھر ایک فرشتہ اسے بہشت سے نکال کر دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔ یہاں اس کے بھائیوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی ہیں جو اسے مدد کے لئے پکار رہی ہیں۔ یدھشٹر فرشتے سے کہتا ہے: تم چلے جاؤ۔ میں یہیں رہوں گا۔ بھائیوں کے ساتھ دوزخ کی اذیتیں برداشت کرنا بہتر ہے۔ اس سے کہ میں بھائیوں کے بغیر بہشت میں رہوں۔

"اتنا اعتماد اور یقین۔ یہ تو آزمائش تھی تمہاری فرشتے نے کہا۔" (ہندو صنمیات صفحہ ۲۹۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندو دوستو! پانڈو شہزادے تو دوزخ کی آزمائش جھیلنے کے بعد بہشت میں جاتے ہیں جبکہ دریودھن اور اس کی ساری فوج فوراً جنت میں چلی جاتی ہے۔ جی ہاں —— اس سے کیا ثابت ہوا۔ یقیناً یہی ثابت ہوا کہ گیتا کے جو اشلوک ہیں سب بے معنی ہیں —— مزید برآں! کرشن مہاراج جو ان اشلوکوں کو کہہ رہے ہیں —— ڈوارکا کے اس راجہ اور سومناتھ کے رشی کی اپنی عملی زندگی کا یہ حال ہے کہ:

جوان برہنہ لڑکیوں (گوپیوں) کا نظارہ

”چرواہوں کی بیویاں (گوپیاں) اس کی محبت میں دیوانگی کی حد تک مبتلا رہتی تھیں جب وہ بلرام بانسری بجاتے تو تمام گوپیاں جمع ہو کر ان کے ساتھ ناچنا شروع کر دیتی تھیں۔ چونکہ ناچ کے دوران سب گوپیاں کرشن کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے سکتی تھیں اس لئے وہ اپنی اتنی صورتیں بنالیتا تھا جتنی گوپیاں ہوتی تھیں۔ ہر گوپی یہی سمجھ لیتی کہ اس نے اصلی کرشن کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔

ایک مرتبہ نوجوان گوپیاں کپڑے اتار کر دریائے جمنا میں نہا رہی تھیں۔ پہلے تو کرشن انہیں چھپ کر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سب کے کپڑے چرا لئے اور درخت کے اوپر جا بیٹھا۔ اس نے کہا۔ میں کسی کے کپڑے واپس نہیں کروں گا جب تک تم میں سے ہر لڑکی الگ الگ فریادی بن کر اور اپنے کپڑے لینے کے لئے دونوں ہاتھ سر سے اوپر سیدھے کر کے (پرنام یا نمستے کرتے ہوئے) نہ آئے گی۔

(یاد رہے) یہ لڑکیاں کرشن کی تلاش میں شہوانی جذبات سے مغلوب رہتی تھیں پھر بھی ان کے گناہ دھو دیئے گئے۔ (وشنو پران، بھاگوت پران)

ہندو دوستو! مندرجہ بالا واقعہ تمہارے ہندو بھائی ڈاکٹر چترجی نے ”گیتا“ کے حوالے سے اپنی انگریزی کی کتاب (Oh You Hindu Awake) میں بھی صفحہ ۲۰ پر درج کیا ہے۔

مزید برآں! آج بھی کروڑوں ہندوؤں کے گھروں میں مندرجہ بالا واقعہ کی سینری اور منظر نگاری دیواروں پر آویزاں کی جاتی ہے جس میں دریا کے کنارے درخت پر موجود کرشن —— ننگی لڑکیوں کو دیکھ رہا ہے اور ہاتھوں میں ان کے کپڑے لئے بیٹھا ہے۔

اس کرشن کے نام پر ہزارہا مندر موجود ہیں، بستیوں کے نام اس کے نام پر ہیں۔ لاہور میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ابھی تک کرشن نگر کے نام سے بستی موجود ہے۔ تو جس کرشن کا کردار یہ ہے ـــــ اس سے کون سے دھرم کی توقع کی جاسکتی ہے؟ اور اس کا یہ کردار کون سے دھرم کا آئینہ دار ہے؟ ـــــ بہر حال ہندو دوستو! ہم نے تو آئینہ دکھلایا ہے۔ آپ کے دھرم کا چہرہ دکھلایا ہے۔ اس کو رد کرنا اور اپنانا بہر حال آپ کا کام ہے۔ یہ دھرم ہے یا ادھرم ہے۔ فیصلہ آپ ہی کو کرنا ہے۔ اپنے ساتھ انصاف بہر حال آپ ہی کو کرنا ہے۔ ہماری دعا اور ہمدردی تو یہی ہے ـــــ کہ آپ اپنے ساتھ ہمدردی کر لیں۔ انصاف کر لیں اور جو ہاتھ جوڑ کر نمستے اور پرنام کرنے کی روش ہے۔ کرشن کے انداز سے یہ اپنائی گئی ہے۔ اس پر بھی غور کر لیں کہ یہ اپنانے کے قابل ہے کہ نہیں؟ واقعی ہاتھوں کا مصافحہ فطری ہے۔ اسے اپنالو۔ یہ خوب ہے۔ مصافحہ کرتے ہوئے "السلام علیکم" کہہ دو۔ سلامتی کے اظہار اور خواہش کا یہ جملہ لاجواب ہے۔

رادھا اور رکمنی سے کرشن کا عشق

ہندو دوستو! تمہارا دیوتا کرشن اگر کنواری لڑکیوں سے عشق لڑاتا تھا تو یہ بھی برا لیکن اس نے شادی شدہ گوپیوں سے عشق لڑایا یہ تو کہیں زیادہ برا ہے ـــــ مگر کرشن یہ برائی کرتا رہا بلکہ اس کی جو چہیتی محبوبہ تھی وہ "رادھا" تھی۔ رادھا "ایاناگوش" کی بیوی تھی۔ ایاناگوش کی بہن کو جب پتہ چلا کہ اس کے بھائی کی بیوی رادھا کرشن کے عشق میں مبتلا ہے تو اس نے اپنے بھائی کو آگاہ کر دیا کہ تیری بیوی رادھا بد چلن اور بد کردار ہے۔ رادھا کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کا عشق طشت از بام ہو گیا ہے تو اس نے کرشن کو آگاہ کیا۔ کرشن نے کہا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ تیرا خاوند جب تجھے میری آغوش میں دیکھے گا تو اسے یوں محسوس ہو گا کہ جیسے تم میری پوجا کر رہی ہو جبکہ میں اس وقت کالی دیوی کا روپ دھار لوں گا۔

اسی طرح رکمنی جس کی شادی شوپال سے طے پا گئی تھی۔ کرشن مہاراج رکمنی کو شادی والی رات بھگا کر لے گیا۔ یعنی وہ دلہنوں کو بھگا کر لے جانے کا بھی ماہر تھا۔

ہندو دوستو! انصاف سے بتلاؤ۔ سومنات کے مندر اور آشرم کا رشی کرشن مہاراج جب خود ایسی کرتوتوں کا حامل تھا تو سوچو! اس کے مندر اور آشرم میں کیا ہوتا ہو گا؟ وہاں کے لوگ کیا کیا پاپ اور ظلم نہ ڈھاتے ہوں گے؟ تو ایسے مندر اور آشرم کو اگر سلطان محمود غزنوی نے اجاڑ ڈالا تو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کون ساپاپ کیا؟ کیا ایسی جگہ کا باقی رہنا دھرم تھا یا اس کا مٹنا دھرم تھا؟ لامحالہ اس کا مٹنا ہی دھرم تھا۔ تو لیجئے! غزنوی نے اسے مٹا کر سچے دھرم کا بول بالا کیا۔ پھر اس کے تم لوگ درپے کیوں ہو؟ مگر یارو! کیا کہیں کہ تم نے کرشن ہی نہیں بلکہ کرشن اور رادھا دونوں کی پوجا کا وطیرہ بنالیا ہے۔ ذرا سوچو! دونوں کی پوجا سے پیغام کیا ملتا ہے۔ یہی ناکہ دوسروں کی بیویوں سے عشق لڑانا بڑا مقدس عمل ہے کیونکہ کرشن مہاراج ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

دیو مالائی دیویاں اور دیوتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کروڑوں دیوتا

ہندو مائیتھالوجی میں کم از کم چار کروڑ ۵۳ لاکھ ایسی شخصیات اور اشیاء ہیں جنہیں ہندو عقائد کے تحت بھگوان، دیوی، دیوتا، اوتار اور پربھو ــــ کی حیثیت حاصل ہے۔ چار کروڑ ۵۳ لاکھ کی تعداد محض تصوراتی تعداد نہیں ہے۔ ہندو مذہب کی شادیوں اور بہت سی دیگر رسومات کی ادائیگی کے موقع پر اس تعداد کا باقاعدہ اظہار کر کے ان پر اپنے ایمان کا اعلان کیا جاتا ہے۔

(نوائے وقت از حمید ۴ جون ۲۰۰۰ء)

کوئٹہ میں میرے ایک دوست انجینئر سلیم صاحب نے مجھے بتلایا کہ جب میں انڈیا گیا تو سیر کے لئے بمبئی بھی گیا۔ بمبئی کے ساحل پر انڈیا کا دروازہ (Gateway of India) بڑا تفریحی مقام ہے۔ اس دروازہ کو ۱۹۱۱ء میں اس وقت بنایا گیا تھا جب برطانیہ کے بادشاہ جارج خامس نے انڈیا کا دورہ کیا تھا۔ یہاں موجود سیاحوں کو ایک انڈین لڑکی انگریزی میں معلومات دے رہی تھی۔ میں بھی اس لیکچر میں شامل ہو گیا۔ اس نے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے بڑے فخر سے کہا کہ انڈیا دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں تین کروڑ ساٹھ لاکھ دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی ہے۔ یہ سنتے ہی میں زور سے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ لڑکی نے اس کا بڑا برا منایا۔ بعد میں اتفاق سے اسی سیاحتی مقام کے ہوٹل میں اس سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے اس لڑکی سے کہا کہ میں جو ہنسا تو آپ نے برا منایا۔ شاید اس لئے کہ آپ نے سمجھا کہ میں تمہارا مذاق اڑا رہا ہوں۔ میرا یہ مقصد نہیں تھا بلکہ میں تو تعجب سے ہنسا تھا کہ ہم لوگوں سے تو ایک خالق کی عبادت کا حق ادا نہیں ہوتا تم تین کروڑ ساٹھ لاکھ کی عبادت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کس طرح کرتے ہو؟ اب وہ لڑکی بھی حیران ہو کر سوچنے لگی اور پھر کہنے لگی کہ واقعی آپ کی بات تو ٹھیک محسوس ہوتی ہے ۔۔۔ مگر ۔۔۔ مگر آپ مزید حیران ہوں گے۔

قارئین کرام! لالہ لاجپت رائے نے یہ تعداد چھ کروڑ کے لگ بھگ بتلائی ہے۔ بہرحال اتنی بڑی تعداد میں وہ دیویاں اور دیوتا کہ جو انتہائی مشہور ہیں ان میں سے چند ایک کا تو ہم ذکر چکے باقی دیویوں اور دیوتاؤں کا تذکرہ کئے دیتے ہیں۔ یہ معلومات "ہندو صنمیات" جیسی شہرہ آفاق انسائیکلوپیڈیا نما کتاب۔ دیگر انگریزی کتب اور دستاویزات جو ہم نے کتب خانوں لائبریریوں اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے بعض ہندو آشرموں اور مراکز سے حاصل کی ہیں ۔۔۔ وہاں سے لی گئی ہیں۔

اپنی بیٹی سرسوتی سے شادی کرنے والا اور جھوٹ بولنے والا دیوتا "برہما"

ہندوؤں کے ہاں بے شمار دیوتاؤں میں سب سے بڑے تین دیوتا ہیں۔

(۱) براہما

(۲) وشنو

(۳) شوجی

ان تینوں میں "برہما" سب سے بڑا ہے۔ اسے تخلیق کا دیوتا کہا جاتا ہے۔ اس دیوتا کے پانچ سر بنائے گئے ہیں لیکن ایک کی بجائے یہ پانچ سر کس طرح بن گئے۔ اس کی داستان یوں ہے کہ:

برہما نے اپنے مواد سے ایک لڑکی بنائی جس کا نام سراسوتی یا براہمنی رکھا گیا۔ برہما نے جب اپنے جسم سے پیدا ہونے والی اپنی بیٹی براہمنی کو دیکھا تو وہ بیٹی کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور پکار اٹھا کہ یہ دوشیزہ کس قدر حسین و جمیل ہے۔ براہمنی نے جب اپنے باپ کو بھانپا کہ وہ اس کا عاشق ہو گیا ہے تو وہ اس کی تیز نگاہ سے بچنے کے لئے دائیں طرف ہو گئی۔ برہما کا ایک سر فوراً دائیں طرف بن گیا۔ لڑکی بھی فوراً بائیں طرف ہو گئی تو برہما کا ایک سر بائیں طرف اگ آیا۔ جس کی آنکھیں براہمنی کو دیکھے جارہی تھیں۔ اب براہمنی اپنے باپ کی کمر کی طرف چلی گئی مگر برہما کا ایک سر پیچھے کو اگ آیا۔ براہمنی نے دیکھا کہ جان نہیں چھوٹے گی تو اس نے گھبرا کر آسمان کی طرف چھلانگ لگا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دی۔ مگر فوراً پانچواں سر نمودار ہو گیا۔ اب براہمنی بے بس ہو گئی۔ چنانچہ برہما نے براہمنی سے شادی کر لی اور اسے بیوی بنالیا۔ (حکایت از متسیا پران)

یاد رہے! ہندوستان میں دریائے سرسوتی کی پوجا اسی مناسبت سے کی جاتی ہے کہ سرسوتی برہما کی بیوی تھی۔

قارئین کرام! "ہندو عقیدے کے مطابق براہما یا برہما کے سر تو پانچ ہی تھے مگر بعد میں چار رہ گئے۔ پانچویں سر کو "شوجی" نے کسی بات پر غصے میں آکر کاٹ ڈالا تھا۔ چنانچہ اب براہما کو سرخ رنگ کے چار سروں میں دکھایا جاتا ہے۔ ہر سر کا چہرہ داڑھی والا ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ بعض ہندو سادھو داڑھیاں بھی رکھتے ہیں) براہما کو چار بازوؤں والا دکھایا گیا ہے۔ چاروں ویدوں کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ براہما کے چار سروں سے وجود میں آئے۔ اسی طرح چار ذاتیں بھی براہما کے وجود سے پیدا ہوئیں۔ براہمن ـــــ براہما کے سر سے جبکہ شودر پاؤں سے پیدا ہوئے۔ براہما اپنے آسمان میں رہتا ہے جس کا نام "براہمالوک" ہے۔ براہما کی سواری ایک شاندار رتھ ہے۔ جسے سات سفید بگلے کھینچ رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سات بگلے سات دنیاؤں کی نمائندگی کرتے ہیں۔
(Hindu Gods and Goddesses by
Sri Rama Krishna Ashrama mysore. 1982.)

یاد رہے! برہما کے بارے میں ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ برہما دنیا بنا کر اب لاتعلق ہو کر بیٹھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان بھر میں اس کے نام کا کوئی مندر نہیں کہ جہاں اس کی پوجا کی جائے۔ صرف اجمیر کے علاقے پشکار (Pushkar) میں ایک مندر ہے جہاں برہما کی پوجا کی جاتی ہے۔ یہ صوبہ راجستھان کا شہر ہے۔ ہندوؤں کے ہاں یہ اس قدر مقدس ہے کہ یہاں شراب، گوشت حتیٰ کہ انڈہ کھانے تک پابندی ہے۔

"سکندا پران" میں برہما کے بارے میں یہ حکایت بھی ملتی ہے کہ اس نے جھوٹ بولا تھا للذا اس جرم کی وجہ سے اسے سراپ (بددعا) دی گئی کہ آئندہ اس کی پوجا نہ ہو گی۔

ہندو دوستو! ذرا سوچو ــــ ایسے جھوٹے دیوتا کی پوجا نہ سہی مگر ہے تو سب سے بڑا دیوتا ــــ مگر کیسا بد کردار ہے کہ بیٹی کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور پھر اسے بیوی بنا رہا ہے تو ایسے شخص کو دیوتا ماننے والے نہ جانے کتنے ہندو اپنی بیٹیوں کی عصمت دری کر چکے ہوں گے۔ غور کرو! یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دھرم ہے یا ادھرم ہے؟ جہاں ننگ انسانیت اور شرم وحیاء کی چادر تار تار ہو جاتی ہے۔

دوسرا بڑا دیوتا "وشنو" یا "نارائن"

ہندو تریمورتی "تثلیث" (Trinity) میں "وشنو" کو برہما کے بعد دوسرا مقام حاصل ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق برہما جو دنیا بنا کر فارغ ہو گیا۔ وشنو نے اس کو سنبھال رکھا ہے۔ اس کے چار سر ہیں۔ ہندو بھگت ــــ دریائے سرسوتی کے کنارے اس دیوتا کی پرستش کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے اٹھارہ مقدس پرانوں (کتابوں) میں سے ایک پران (کتاب) اس دیوتا کے نام پر ہے جس کا نام "وشنو پران" ہے۔ اس پران میں ہے کہ شنکر نامی ایک گورو نے وشنو کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس قدر تپ اور ریاضت کی کہ اس نے اپنے آپ کو ایک ہزار سال تک ایسے مکان میں الٹا لٹکائے رکھا جہاں بھوسے کو سلگایا گیا تھا اور وہاں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ چنانچہ شنکر ایک ہزار سال تک الٹا لٹک کر اس دھویں میں سانس لیتا رہا اور پھر وشنو اس پر اس قدر خوش ہوا کہ اسے بڑا مقام اور فضیلتیں بخش دیں۔

قارئین کرام! مجھے یاد آیا کہ پاکستان میں بابا فرید الدین گنج شکر کا دربار پاکستان کے چند بڑے درباروں میں سے ایک ہے۔ بابا صاحب کے بارے میں جہاں بہت سی کرامات مشہور ہیں وہاں ایک کرامت یہ بھی مشہور ہے کہ باباجی ایک کنویں میں بارہ سال تک کچے دھاگے کے ساتھ الٹا لٹکے رہے تھے ــــ بہرحال لوگوں کے کہنے کے مطابق باباجی شکر گنج ۱۲ سال کے لئے لٹکتے رہے اور گورو شنکر جی ہزار سال تک الٹا لٹکے رہے۔ جو یوں الٹا لٹکنے پر ایمان رکھتا ہے ہم اس دماغ کو الٹا کہیں تو یار لوگ برا نہ مان جائیں اس لئے ہم یہاں چپ ہی میں بھلا سمجھتے ہیں۔

جی ہاں ــــ ہم بات کر رہے تھے ہندوؤں کے دوسرے بڑے دیوتا "وشنو" کی ــــ تو ہندوؤں کے اٹھارہ پرانوں (مقدس کتابوں) میں سے ایک کا نام "وشنو پران" ہے۔ اس وشنو پران میں ہے کہ وشنو کے ایک ہزار نام ہیں اور دس اس کے اوتار (مظاہر) ہیں۔ جو دنیا میں مختلف اوقات میں روپ بدل کر آتے رہے مگر یہ سارے وشنو کے ہی روپ تھے۔ ان روپوں اور مظاہر کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) متسیا ــــ اس انسان نما شخص کا نچلا دھڑ مچھلی کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے عالمگیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طوفان سے انسانیت کو بچایا اور ویدوں کو بھی محفوظ کیا۔

(۲) کرما ـــــ اس کا نچلا آدھا دھڑ کچھوے کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنی مضبوط کھوپڑی کے نیچے دنیا والوں کی مدد کی۔

(۳) ورابا ـــــ اس کا چہرہ سور (خنزیر) کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے پانی میں سے زمین کو اپنی کچلیوں کے ساتھ باہر نکالا۔

(۴) نرا سکا ـــــ یہ آدھا انسان اور باقی نصف شیر ہے۔ اس نے جنوں کے بادشاہ کو قتل کیا۔

(۵) واماتا ـــــ بالی بادشاہ جو بڑا طاقتور تھا۔

(۶) پارا شراما ـــــ اس نے ایک جنگجو نسل کو تباہ کیا۔

(۷) رام ـــــ اس کی بیوی سیتا تھی۔ اس نے راون کو قتل کیا۔

(۸) کرشنا ـــــ جس نے ارجن جیسے سورمے کو مہابھارت کی جنگ میں لڑایا۔

(۹) بدھا، گوتم بدھ ـــــ جو بدھوں کا پیشوا ہے۔

(۱۰) وینکاٹشورا ـــــ اس اوتار کا مندر آندھرا پردیش کے شہر "تریمولا" یا "تریپوتی" میں واقع ہے ـــ یہ پورے انڈیا کا امیر ترین مندر ہے جہاں ۲۴ گھنٹے میں ہر لمحے کم از کم پانچ ہزار زائر موجود رہتے ہیں ـــ خاص دنوں میں ایک لاکھ بھی ہو جاتے ہیں ـــ اس مندر کا انتظام کرنے والوں کا سٹاف اٹھارہ ہزار آدمیوں پر مشتمل ہے ـــ اس کی سالانہ آمدنی اربوں روپے میں ہے ـــ سر منڈوا کر اس کا درشن (زیارت) کی جاتی ہے ـــ مندر اور مورتی کو پشت کرنے کی اجازت نہیں ہے ـــ

(۱۱) کالکی ـــــ سر پر خود سجائے، تیار گھوڑے کی رکاب میں ایک پاؤں رکھے ہوئے ہے۔ "Yet to come to earth" ابھی زمین پر آئے گا۔

اور آیئے! اب وشنو کی بیوی کا ذکر کرتے ہیں ـــ کہ دنیا بھر میں کروڑوں ہندو ـــ ان دونوں میاں بیوی اور ان کے اوتاروں کی پوجا میں لگے ہوئے ہیں۔

وشنو کی بیوی لکشمی یا سری دیوی

"وشنو" کی بیوی کا نام لکشمی اور سری دیوی ہے۔ موہنی بھی اس کا نام ہے جس سے من

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موہنا کا لفظ نکلا ہے۔ یہ ایک ہی دیوی کے تین نام ہیں۔ اسے خوش قسمتی، مال و دولت اور حسن و جمال کی دیوی کہا جاتا ہے۔ ہندوستان کے بانی حکمران جواہر لعل نہرو کی بہن جو ذات کی براہمنی تھی، اس کا نام بھی لکشمی تھا۔ لاہور کے ایک معروف چوک کا نام ابھی تک "لکشمی چوک" ہے اور یہ جگہ سینماؤں اور فلموں کا مرکز ہے۔ جبکہ سری دیوی انڈیا کی معروف اداکارہ ہے جس کے حسن و جمال کا شہرہ دنیا بھر میں ہے۔ جی ہاں! یہ سارے نام وشنو کی بیوی کے نام پر ہی رکھے گئے ہیں۔

لکشمی یا سری دیوی کیسے پیدا ہوئی اس کے بارے میں "وشنو پران" میں ایک واقعہ لکھا گیا ہے کہ:

"وشنو سے دیوتاؤں نے درخواست کی کہ ہم جنوں اور بھوتوں کے ہاتھوں مغلوب ہو گئے ہیں لہٰذا اے ہری! ہماری مدد کیجئے۔ یاد رہے، وشنو کا نام "ہری" بھی ہے ـــــ اب وشنو یا ہری نے ان دیوتاؤں کو حکم دیا کہ تمہاری قوت و شوکت جسے بھوتوں نے کم کر دیا ہے۔ اسے بحال کر دیا جائے گا مگر اس شرط پر کہ روئے زمین کی جڑی بوٹیاں اکٹھی کرو اور انہیں دودھ کے سمندر میں ڈال دو ـــــ پھر "مندر" نامی پہاڑ کو لاؤ اور اسے مدھانی بناؤ۔ سب مل کر دودھ کو بلونا شروع کر دو۔ اس سے جو مشروب تیار ہو گا وہ قوت و شوکت کا سرچشمہ ہو گا۔ اب دیوتاؤں نے دودھ کے سمندر کو مل کر بلونا شروع کیا تو سب سے پہلے سمندر میں سے:

(۱) متبرک گائے برآمد ہوئی

(۲) پھر شراب کی دیوی ورونی ابھری

(۳) پھر گھمر گھیر میں سے بہشت کا درخت "پاری جاتا" نمودار ہوا

(۴) آسمانی حوروں کے جھنڈ کے جھنڈ

(۵) ٹھنڈی روشنی والا چاند

(۶) کنول کے پھول میں بیٹھی سری دیوی ظاہر ہوئی

سب دیوتاؤں کی موجودگی میں سری دیوی یا لکشمی آگے بڑھی اور وشنو سے چمٹ گئی ـــــ

سری دیوی کے اور بھی نام ہیں جن میں قابل ذکر یہ ہیں:

(۱) ہری پریا ـــــ ہری کی محبوبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) جلادھیجا ـــــ سمندر سے پیدا ہونے والی

(۳) چنچل ـــــ ناز و نخرے اور دلربا اداؤں والی

جی ہاں! اردو زبان میں ناز و نخرے اور دلربا اداؤں والی حسینہ اور دوشیزہ کے لئے "چنچل" کا جو لفظ استعمال ہوتا ہے وہ "سری دیوی" کے اس نام سے ہی لیا گیا ہے کہ ایسی حسینہ اور دوشیزہ کہ جس کی خوبصورت ادائیں دل میں ہلچل پیدا کر دیں، وہ چنچل ہے۔

ہندو دوستو! یہ ہے دیوی کا تصور کہ جس کے نام سے شہوانی جذبات بھڑک اٹھتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے تقدس اور حیاء کہاں گیا؟ اور جس دھرم میں یہ نہیں تو وہ دھرم نہیں ادھرم ہے۔

شو جی کا لنگا جی اور سانپ دیوتا (اننت ناگ)

برہما اور وشنو کے بعد تیسرا بڑا دیوتا "شو" ہے۔ ان تینوں یعنی ہندو تریمورتی کی پوجا کو "میش" کہا جاتا ہے۔ اس کی پوجا بطور خاص برہمن کرتے ہیں۔ اس تریمورتی میں شو جی کا نمبر تیسرا ہے مگر اس کی پوجا سب سے زیادہ ہوتی ہے اور پوجا بھی اس کی شرمگاہ کی ہوتی ہے۔ جسے "لنگا" کہا جاتا ہے۔

تو آیئے شویا شوا جی کے لنگا جی کی داستان ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کس قدر بڑائی کی حامل ہے۔

"کائنات ایک کھلا سمندر تھا۔ ہر جانب اندھیرا تھا۔ اس دوران برہما اور وشنو کے درمیان اپنی اپنی عظمت و بڑائی کا جھگڑا پیدا ہو گیا۔ برہما نے دعویٰ کیا کہ وہ دنیا کا خالق اور نگہبان ہے جبکہ وشنو نے کہا کہ میں خالق ہوں اور ہر ذی روح کو تباہ کرنے والا ہوں۔ بحث اس حد تک چلی کہ ایک دوسرے کے درمیان نفرت و حقارت پیدا ہو گئی۔ ہر ایک دوسرے پر اپنی عظمت کا سکہ بٹھانے کے لئے کوشاں تھا۔ اس دوران دونوں کے درمیان اچانک ایک "لنگا" ظاہر ہوا۔ یہ بڑی دمک چمک والا انتہائی خوبصورت تھا۔ یہ دیکھتے ہی دیکھتے انتہائی تیزی کے ساتھ بڑھنے لگا اور بڑھتا ہی چلا گیا۔ نیچے کو پانی کی طرف بڑھ رہا تھا تو اوپر کو آسمان کی جانب بڑھ رہا تھا۔ برہما اور وشنو دونوں اس کے کناروں تک پہنچنے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس دوران مقدس آسمانی آواز آئی جو کوئی اس لنگا کے آغاز یا انتہا کو پالے گا وہی دوسرے سے بڑا ہو گا۔ اب برہما ـــــ گولک دیوتا کے آسمان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طرف بھاگا۔ وہاں پہنچا تو مقدس آسمانی گائے سے ملاقات ہوئی جس کا نام "کامدھینو" تھا۔ برہما نے گائے کو بتلایا کہ وہ شوجی کے لنگاجی کی انتہا دیکھنا چاہتا ہے۔ گائے نے برہما کو جواب دیا۔ یہ تو ناممکن ہے۔ برہما نے مایوس ہو کر فیصلہ کیا کہ وہ اپنی بڑائی کی خاطر جھوٹ بول لے گا کہ وہ لنگاجی کی انتہا دیکھ آیا ہے۔

ادھر وشنو کا حال یہ تھا کہ اس نے پانی میں غوطہ لگایا تاکہ لنگاجی کا سراغ لگائے۔ جب وہ انتہائی گہرائی میں پہنچا تو وہاں اس کی ملاقات سانپوں کے دیوتا "اننت" سے ہوئی۔ (یاد رہے! انڈین کشمیر کے دارالحکومت "سری نگر" کے بعد کشمیر کا دوسرا بڑا شہر "اننت ناگ" ہے۔ ناگ کا معنی پھنیئر سانپ ہے۔ ہندوؤں نے اس کا نام اپنے سانپ دیوتا کے نام پر اننت ناگ رکھا مگر اب مسلمان اس شہر کو اسلام آباد کہتے ہیں)

"اننت ناگ" نے وشنو سے کہا: کہ جناب والا! شوجی کے لنگاجی کی ابتدا جہاں سے ہوتی ہے وہاں تک کوئی بھی ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ دونوں ہی ناکام واپس لوٹے۔ برہما نے اب جھوٹ بولتے ہوئے دعویٰ کیا کہ اس نے لنگاجی کی انتہا کو پالیا۔ مقدس آسمانی گائے (کامدھینو) نے سر ہلاتے ہوئے برہما کے دعوے کی تصدیق کی جبکہ ساتھ ہی اپنی دم ہلاتے ہوئے برہما کے دعوے کی تردید بھی کر دی۔ جبکہ وشنو نے صاف صاف کہا کہ لنگاجی کا آغاز جہاں سے ہوتا ہے وہ وہاں پہنچنے میں ناکام رہا ہے۔ اس پر شوجی ظاہر ہوا اور کہنے لگا: وشنو نے چونکہ سچ بولا اس لئے اس کی پوجا عام ہوگی جبکہ برہما نے جھوٹ بولا اس لئے برہما پر لعنت ہے اور اس کی پوجا نہ ہوگی۔ اسی طرح شوجی نے مقدس گائے پر بھی لعنت کی۔ یہ اسی لعنت ہی کا اثر ہے کہ اس کا اگلا حصہ صاف نہیں ہے جبکہ پچھلا حصہ مقدس ہے۔ اس لئے کہ پچھلے حصہ نے سچ بولا۔

(The god of creation by
Dr. Tricok Chandra Majupura)

گائے ملیچھ (ناپاک) بھی اور پوتر (پاک) بھی کیسے؟

قارئین کرام! ہندو ڈاکٹر چندر را مزید لکھتے ہیں کہ شوجی کے پجاری ہندو گائے کی دم کے نیچے والی جگہ کو اس لئے مقدس جانتے ہیں کہ اس نے سچ بولا کہ برہما جھوٹا ہے۔

اب چونکہ یہ جگہ مقدس ٹھہری اس لئے یہاں سے نکلنے والا مواد بھی پاک ٹھہرا۔ گائے کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گوبر بھی پاک اور پیشاب بھی پاک۔

یہاں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ہندوؤں کے اس تھڑے پر جہاں ان کے کھانے پینے کا سامان، لسی کی چاٹی، پانی کا گھڑا اور برتنوں کا نوکرار کھا ہوتا ہے وہاں اگر کوئی مسلمان چلا جائے تو ہندو عورتیں گائے کے گوبر میں پانی ملا کر اس تھڑے پر پھیرا کرتی تھیں تاکہ مسلے ملیچھ (ناپاک مسلمان) کے قدم رکھنے سے تھڑا جو ناپاک ہو گیا ہے اسے (پوتر) پاک کر دیا جائے ـــ مگر اے ہندو دوستو! یہ تو سوچو کہ تمہارے شوجی نے تمہارے گائے دیوتا کے اگلے حصہ پر لعنت کر دی اور جی ہاں! اگلا ملیچھ حصہ ہی تو چارہ کھاتا ہے۔ جب چارہ ملیچھ ہو گیا تو گوبر کیسے پاک اور مقدس بن گیا؟ اگلے ملیچھ حصہ سے پیا جانے والا پانی پیشاب بن کر پچھلے حصہ سے نکلا تو وہاں کیسے پوترا اور مقدس بن گیا؟ یقیناً وہ بھی تمہاری تھیوری کے مطابق ملیچھ ہی رہا ـــ بہرحال، یہ بات نہ بھی مانو تب بھی تمہارے گائے دیوتا کا آدھا حصہ تو لعنت زدہ اور ملیچھ ٹھہرا اور برہما بھی لعنت زدہ اور جھوٹا قرار پایا۔ ذرا سوچو! یہ سارا کچھ دھرم ہے یا ادھرم؟

لنگا جی کی مزید باتیں اور سنیاسیوں کی ریاضتیں

گائے کا ذکر تو جملہ معترضہ تھا۔ اصل بات ہو رہی تھی شوجی اور شوجی کے لنگا جی کی۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہندوؤں کے تین سب سے بڑے دیوتاؤں میں سے شوجی کا تیسرا نمبر ہے مگر جب برہما اور وشنو کے درمیان بڑائی کا جھگڑا ہوا تو ان دونوں سے شوجی کا لنگا جی بڑھ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے ہندوؤں میں اس وقت سب سے زیادہ پجاری شوجی کے لنگا جی کے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر مہر عبدالحق رقمطراز ہوتے ہیں:

چونکہ خود شوا نے زاہد، تارک الدنیا کی زندگی گذاری ہے اور خود عائد کردہ سزائیں، سختیاں اور مصیبتیں جھیلتا رہا ہے اس لئے جو اس کے پجاری ہیں وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اگر وہ بھی ایسی ہی صعوبتوں میں سے گزریں گے تو شوا ان پر راضی ہو کر انہیں گوناگوں انعامات سے نوازے گا۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ملک بھر میں ہزاروں کی تعداد میں سنیاسی گھومتے پھرتے در در بھیک مانگ رہے ہیں اور سردی گرمی کی عقوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ بعض اپنے جسم کو انتہائی اذیت میں مبتلا رکھتے ہیں کوئی اپنے کسی بازو یا ٹانگ کو ایک ہی حالت میں بے حرکت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بتائے کئی سال سے کھڑا ہے یہاں تک کہ دوران خون رک جانے سے یہ عضو بالکل بے جان ہو جاتا ہے اور سوکھی لکڑی کی طرح ٹانڈا سا بن جاتا ہے۔ کسی نے سورج پر نظریں جمائی ہیں تو آنکھ کا جھپکالینا بھی اس کے لئے ممکن نہیں رہا۔ کوئی انگوٹھے کا ناخن انگلی میں چبھو کر اس ناخن کو اتنا بڑھا رہا ہے کہ یہ انگلی کے پار نکل آئے گا۔ کوئی چپ کا روزہ رکھے ہوئے ہے اور کسی نے سانس کی آمدورفت پر قابو پار کھا ہے۔ چپ کا روزہ رکھنے والے اتنی مشق کر لیتے ہیں کہ پھر یہ زبان اور ہونٹوں وغیرہ کو حرکت بھی نہیں دے سکتے اور اس طرح قوت گویائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ شوا کے اعزاز میں منائے جانے والے بعض تہواروں میں چھوٹے طبقے کے لوگ بانسوں کے جھولے اس طرح جھولتے تھے کہ ان کے جسم میں زور سے سوئیاں اور لوہے کی دوسری نوکدار چیزیں چبھ جاتی تھیں۔ اسی طرح بلندی سے چھلانگ لگا کر تیز چاقوؤں پر آگرنا تو اکثر لوگوں کا معمول تھا۔ ان اذیت ناک آزمائشوں سے بآسانی گزرنے کے لئے لوگ انہیں مفت بھنگ پلاتے تھے۔ اس ساری کارروائی کے لئے سند شوا کی زندگی ہے۔ (ہندو صنمیات صفحہ ۲۸۱)

قارئین کرام! ۱۹۹۳ء کا ذکر ہے جب میں افغانستان کے شمالی علاقے میں گیا وہاں جب ایک شہر "امام صاحب" میں جانا ہوا تو لوگوں نے بتلایا کہ یہاں ایک ولی ہے جو چالیس سال سے ایک ہی جگہ چپ چاپ بیٹھا ہے۔ ہم نے اسے جا کر دیکھا اور جب اس کے بارے میں باتیں کیں تو اس کے چپ کا روزہ ٹوٹ گیا۔ الغرض "چپ شاہ" کے نام سے کئی بزرگ مشہور ہیں اسی طرح بھنگ پینے والے ملنگوں کا تو کوئی شمار نہیں۔ سوچتا ہوں کہ کیا یہ عادتیں ملنگوں میں شوا کے سنیاسیوں کو دیکھ کر آئی ہیں۔ جی ہاں! ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کیونکہ اپنے ملک پاکستان میں کمالیہ کے شہر کے پاس ابن شاہ نامی بستی میں "ابن شاہ ولی" کے دربار پر لکڑی کے بنے ہوئے انسانی شرم گاہ کے اعضاء لٹکتے ہوئے خود میں نے دیکھے بلکہ ایک عدد خرید کر بھی لایا۔ ننگ دھڑنگ بزرگ بھی بہت ہیں جو بالکل برہنہ رہتے ہیں اور لوگ انہیں ولی اور بزرگ جانتے ہیں۔ ایسا ہی ایک ولی میں نے لاہور میں شالا مار باغ کے قریب دیکھا جو اپنے آستانے میں بالکل برہنہ گھوم رہا تھا جبکہ مرید اور مریدنیاں اس کی خوشنودی کے لئے اس کے اردگرد گالیاں کھانے کو بے تاب ہو رہے تھے کیونکہ یہ برہنہ ولی جس کا نام "بوسہ پیر" مشہور تھا۔ جس کو گالی دے دیتا تھا وہ سمجھتا تھا کہ میری مراد پوری ہوگئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملنگ کا مطلب

میرے اباجی مولانا نذیر احمد رحمتہ اللہ علیہ جو ایک جید عالم اور عقیدہ توحید کی اشاعت میں چٹان تھے۔ ایک بار دوستوں کی مجلس میں جس میں مَیں بھی موجود تھا۔ لفظ "ملنگ" کی تشریح کرتے ہوئے کہنے لگے:

"ملنگ" کا مطلب "شرم گاہ" ہے۔

ہندو سنیاسی اپنے دھرم کے مطابق اپنے نفس کو ریاضتوں سے اس قدر مارتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم مجرد ہو گئے ہیں اور ہماری مردانہ قوت مٹ چکی ہے۔ اس بات کو وہ اپنے سنیاس کی انتہا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ایسی انتہا کو پہنچنے والے بزرگ کو "ملنگ" کہہ دیا گیا۔ "ما" عربی کا لفظ ہے جس کا معنی "نہیں" ہے۔ اب "ما" اور "لنگ" مل کر لفظ "ملنگ" بن گیا۔ یعنی ملنگ وہ بزرگ ہے جو اپنے نفس کو مار کر تجرد اختیار کر کے ولایت کی بلندیوں تک جا پہنچا ہے۔

لنگا کی شریان میں لوہے کا کیل

اس ضمن میں ایک واقعہ جو دلچسپی اور حیرانی سے خالی نہیں قابل ذکر ہے۔ میرے ایک دوست ابو جواد جو نو سال تک انڈیا کی جیلوں میں رہے، رہائی کے بعد پاکستان آئے تو پنجاب یونیورسٹی کے جنوبی ایشیا کے شعبہ تحقیق میں ریسرچ اسکالر بنے۔ مجھے بتلانے لگے کہ مجھے عدالت میں پیشی کے لئے انڈیا کے ایک شہر سے دوسرے شہر تک پولیس لے جانے لگی۔ ہم جب ٹرین سے اترے تو کچہری کی طرف چلتے ہوئے راستے میں ایک "ہندو آشرم" کے باہر بہت بڑا اژدھام دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہاں ایک بہت بڑے بزرگ کی زیارت کی جا رہی ہے۔ اب پولیس والے بھی اس کی زیارت کو آگے بڑھے۔ جب ہم اس بزرگ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ننگ دھڑنگ یعنی بالکل برہنہ سنیاسی چوکڑی مار کر بیٹھا ہے اور اس کی شرمگاہ کی ایک شریان سے لوہے کا کیل آر پار کیا ہوا ہے۔ یہ بزرگ "شوجی" کا پجاری تھا اور میں دیکھ کر حیران ہو گیا کہ ہندو عورتیں، مرد اور بچے آگے بڑھ بڑھ کر تبرک کے طور پر اس بزرگ کی "شرمگاہ" کو چھو رہے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض عورتیں ایسی بھی تھیں جو فروٹ اور طرح طرح کے کھانوں کو اس شرمگاہ کے ساتھ لگاتیں اور یوں متبرک بنانے کے بعد اسے واپس لے جاتیں۔

جی ہاں! "شوجی" کا ایک نام "ڈگمبرا" بھی ہے۔ ڈگمبرا ڈگمبرا کا مطلب ہے ایسا بزرگ جس کا لباس خلا ہو یعنی وہ برہنہ ہو۔ چنانچہ "شوجی" کے وہ خاص الخاص بھگت اور پجاری جو ننگے رہتے ہیں انہیں ڈگمبر بھگت کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں ان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ہردوار کے میلے میں دریائے گنگا کے کنارے لاکھوں ہندو ان کی زیارت کو نجات کا باعث خیال کرتے ہیں۔

"شوجی" کے ہتھیار "ترشول" کا مطلب

"بھاگوت پران" میں ہے کہ "شوجی" کا ایک پرستار اپنے دشمن سے نقصان اٹھانے کے بعد "شوجی" کو مدد کے لئے پکارنے لگا چنانچہ "شوجی" نے بڑی مقدار میں بھنگ نوش کی، جسم پر راکھ ملی، منکوں کی مالا اور کھوپڑیوں کا ہار گلے میں ڈالا۔ چاند کو اپنے ماتھے پر رکھا۔ دریائے گنگا کو سر پر اٹھالیا۔ اس وقت "شوجی" کی آنکھیں سرخ تھیں اور اس کے ہاتھ میں اس کا تباہ کن ہتھیار ترشول تھا۔ چنانچہ اسی ترشول کے ساتھ شوجی نے اپنے پرستار کے دشمن کو قتل کر دیا۔

یاد رہے! ہندوستان نے جو "ترشول میزائل" بنایا اور اس کا تجربہ کیا ہے تو اس کا نام شوجی کے ترشول کی وجہ سے ترشول رکھا گیا ہے ـــــ اسی طرح ہندوستان کا ایک وزیراعظم "چندر شیکر" کے نام سے ہوا ہے۔ اس کا نام بھی شوجی کے نام پر تھا کیونکہ شوجی کو "چندر شیکر" بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ شوجی نے ماتھے پر چاند سجایا تھا۔ یاد رہے! شوجی ناچ یعنی رقص اور دھمال کو بڑا پسند کیا کرتے تھے۔

شوجی کی بیوی "کالی دیوی"

جس طرح دیوتاؤں میں سب سے زیادہ پوجا "شوجی" کی ہوتی ہے اسی طرح دیویوں میں سب سے زیادہ "کالی دیوی" کی پوجا ہوتی ہے۔ یہ شوجی کی بیوی ہے۔ ہندو لوگ خوابوں کی بنیاد پر کالی دیوی کے مندر خوب بناتے ہیں۔ جیسا کہ کلکتہ میں ایک بڑا مندر خواب کی بنیاد پر بنایا گیا۔ قصہ اس طرح ہے کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"۱۸۴۷ء میں ایک امیر کبیر ہندو بیوہ "رانی راسمانی" نے بنارس میں جا کر کالی دیوی کے چرنوں میں نذریں نیازیں دینے کا پروگرام بنایا۔ اس وقت کلکتہ اور بنارس کے مابین ریلوے لائن موجود نہ تھی۔ روڈ کا سفر بھی مشکل تھا اور لوگ سمندر کے ذریعہ سفر کرتے تھے۔ چنانچہ رانی راسمانی نے ۲۴ کشتیوں کا قافلہ بنایا اور اپنے رشتہ داروں اور نوکروں وغیرہ کو ہمراہ لے جانے کا پروگرام بنالیا۔ مگر رات کے وقت کالی دیوی اسے خواب میں دکھائی دی اور رانی کو کہا: بنارس جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم دریائے گنگا کے کنارے پر ایک بڑا مندر بناؤ اور اس میں میرا بت رکھو۔ میں وہاں ظاہر ہوا کروں گی۔ وہیں میری پوجا کرو۔ چنانچہ رانی نے نو سالوں میں دریائے گنگا کے کنارے وسیع وعریض زمین خرید کر بہت بڑا مندر بنایا جسے "ڈکشنسوار مندر" کہا جاتا ہے۔ اس وقت انڈیا ہی نہیں دنیا بھر سے لوگ یہاں آتے ہیں۔

(Introduction of Akshardham Complex)

ہندو دوستو! خوابوں کی بنیاد پر جس کا جو دل چاہے اس کے مطابق مذہب سازی کا کام کرتا رہے۔ ساری دنیا میں اپنی دکانیں چمکانے والے خوابوں ہی کے سہارے اللہ کی مخلوق کو گمراہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ ایسے خواب شیطانی یا راکشسی ہوتے ہیں۔ انسان کے اپنے ہی خیالات کی پیداوار ہوتے ہیں۔ وہ خیالات کہ جو اس نے اپنے ماں باپ اور ماحول سے اخذ کئے ہوتے ہیں۔ بہرحال کالی کی پوجا کے جو نتائج ہم ذکر کرنے والے ہیں ان کے پیش نظر خود ہی اندازہ کر لیجئے کہ ایسے خواب بھگوانی نہیں بلکہ شیطانی ہیں۔

ایسا ہی ایک شیطانی خواب بنگلہ دیش میں ایک ہندو عورت نے دیکھا ۲۲ نومبر ۲۰۰۰ء کے روزنامہ "نوائے وقت" کے مطابق بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں ایک ہندو عورت شبالی رانی نے خواب دیکھا کہ اسے کالی دیوی حکم دے رہی ہے کہ اپنے دونوں بچوں کو ذبح کردو۔ چنانچہ اس ہندو عورت نے اپنے پانچ سالہ بیٹے چندرا اور سات سالہ بیٹی سواپنا کو تیز دھار آلے سے ذبح کر دیا۔

جی ہاں! ایسے مندروں میں کالے رنگ کی دیوی کا بت بڑا خوفناک ہے۔ اس کے چار ہاتھ بنائے گئے ہیں۔ ایک ہاتھ میں کٹا ہوا سر بالوں سے پکڑے ہوئے ہے۔ اس کی تین آنکھیں ہیں۔ تیسری آنکھ ماتھے پر ہے۔ لمبے لمبے دانت ہیں۔ لمبی زبان منہ سے باہر لٹک رہی ہے۔ زبان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خون ٹپک رہا ہے۔ ہندوستان بھر میں کالی دیوی کے مندر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان مندروں میں انسانوں کی قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ اگرچہ اب یہ سلسلہ پہلے کی طرح وسیع نہیں ہے تاہم اب بھی انسانی قربانیاں متواتر پیش کی جاتی ہیں۔

"پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے مطابق پچھلے تین سالوں میں اڑھائی ہزار لڑکے اور لڑکیاں کالی دیوی کے چرنوں میں قربان کی گئیں۔ اسی طرح فرانس کی معروف ایجنسی اے ایف پی کی حالیہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ سینکڑوں لڑکے اور کنواری لڑکیاں ہر مہینے کالی دیوی کے چرنوں میں قربان کی جاتی ہیں —— یہ واقعہ تو کبھی بھولنے والا نہیں جب رام نامی ایک ہندو شخص نے اپنے آٹھ سالہ بیٹے کو دہلی شہر میں کالی دیوی کے چرنوں میں کلہاڑے کا وار کر کے قربان کر دیا۔ اس نے بتلایا کہ اسے کالی دیوی نے حکم دیا تھا کہ ایسا کرنے سے یہ لڑکا دوبارہ نئے جنم میں پیدا ہو گا تو اچھی قسمت کا مالک ہو گا۔

گیارہ کنواری لڑکیاں قربان

۱۹۱۲ء کے اس واقعہ کو بھی کیسے فراموش کیا جا سکتا ہے۔ جب مہاراشٹر کے ایک طاقتور لیڈر نے زمین میں چھپا خزانہ حاصل کرنے کے لئے گیارہ کنواری لڑکیوں کو "منجا" گاؤں میں کالی دیوی کے چرنوں میں قربان کر دیا۔ اس قربانی کے باوجود اسے کوئی خزانہ نہیں مل سکا۔ اس کا ساتھ دینے والے چار ملزموں کو گرفتار کر لیا گیا مگر اصل مجرم سیاسی اثر ورسوخ کی وجہ سے بچ گیا۔

کیرالا کا یہ واقعہ بھی ناقابل فراموش ہے کہ جب "بھائیوں نے خزانے کے حصول کے لئے کسی کنواری لڑکی کو قربان کرنے کا پروگرام بنایا۔ وہ کوشش کرتے رہے مگر لڑکی نہ ملی تو ان دو نوجوانوں نے جن کے نام سدھارت اور رراوی تھے اپنی ۱۲ سالہ بہن شوبھا کو قربان کرنے کا پروگرام بنایا۔ انہوں نے اسے بہلایا پھسلایا کہ دیوی کی عبادت کرنے جائیں گے۔ چنانچہ وہ چل کھڑے ہوئے۔ تلوار اور لوہے کے راڈان کے پاس تھے۔ وہ منتر پڑھتے جا رہے تھے اور پھر ایک جگہ لے جا کر انہوں نے کالی دیوی کے بت کے سامنے بہن کو مارنا شروع کر دیا۔ وہ ہاتھ جوڑ جوڑ کر اپنے بھائیوں سے رحم کی اپیل کی درخواست کر رہی تھی مگر بھائی کب چھوڑنے والے تھے۔ انہوں نے آخر کار اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور پھر ان ٹکڑوں کو جلا کر راکھ کر دیا —— یاد رہے! انسانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی ان قربانیوں سے ویدوں نے برہمنوں کو مستثنٰی قرار دیا ہے۔
یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ انڈیا کے قانون کے مطابق انسانی قربانی جرم ہے لیکن یہ جرائم ملک بھر میں ہوتے ہیں کیونکہ کالی دیوی کی پوجا ملک بھر کے طول و عرض میں ہوتی ہے۔ پولیس والے بھی قربانیاں کرنے والوں کو اس لئے نہیں پکڑتی کہ ایسا کرنے سے کہیں کالی دیوی ان کا بیڑا غرق نہ کر دے۔

(Oh You Hindu Awake
by Dr. Chatter Jee)

کلکتہ کے قریب چالیس بھگتوں نے ایک ایک بچہ قربان کیا

ہندوستان کے صوبہ بنگال کے دارالحکومت کلکتہ کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام "کرموں" ہے۔ وہاں کالی دیوی کے چرنوں میں چالیس بچے اس طرح قربان کئے گئے کہ تین دن تو متواتر دیوی کے حضور بھنگڑے اور موسیقی کے پروگرام ہوتے رہے اور پھر چالیس بھگت یکے بعد دیگرے پجاریوں کے ہجوم میں اس طرح نمودار ہوئے کہ ہر بھگت کے ہاتھ میں ایک معصوم بچے کا کٹا ہوا سر تھا۔ اس سر کو خوشبودار عطر میں بھگویا گیا تھا اور پھر اس سر کو رسیوں کی بنی ہوئی جالی میں رکھ کر کالی دیوی کے لئے بنے ہوئے ایک مخصوص کمرے میں لٹکا دیا جاتا۔

(غرائب من العالم من ولید ناصف صفحہ ۱۰۴)

یاد رہے! اس کتاب میں آٹھ کے قریب تصاویر بھی دی گئی ہیں جن میں کالی دیوی کے بھگت معصوم بچوں کے کٹے ہوئے سروں کو پکڑے ہوئے ہیں۔ یہ تصاویر دیکھ کر کوئی بھی انسان اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے ہیں لیکن مذہب کے نام پر کس قدر سنگ دل ہیں وہ ہندو سنیاسی اور بھگت جو یہ کام کرتے ہیں۔ جب وہ بچے کو قربان کرنے لگتے ہیں تو دو دفعہ "کالی کالی" کہتے ہیں اور پھر ہاتھ میں کلہاڑا پکڑ کر منتر پڑھتے ہیں جسے "کالا راتری" منتر کہا جاتا ہے۔ منتر اس طرح ہے:

"بڑنگ بڑنگ کالی دیوی
اے خوفناک دانتوں والی دیوی
کھاؤ، کاٹو تباہ کر دو ہر ناپاکی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاٹ ڈالو اس کلہاڑے کے ساتھ

باندھو، باندھو، پکڑو پکڑو

خون پی جاؤ قطرہ قطرہ

محفوظ، محفوظ

کالی کو ڈنڈوت"

جی ہاں! یہ کالا راتری منتر پڑھتے ہی کلہاڑا چلتا ہے اور پانچ، سات، دس سالہ بچے کی گردن پر پڑتا ہے اور سر تن سے جدا کر دیا جاتا ہے۔

ہندو دوستو! یہ ہے تمہارا دھرم جو اس قدر ظالم ہے کہ درندگی کا لفظ بھی شرما جائے۔ ہم آپ کو بتلائے دیتے ہیں کہ مکہ میں جو لوگ تھے وہ بھی تمہارے جیسے دھرم کے حامل تھے۔ آخری کالکی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ ؐ نے ان لوگوں پر فاتح بن کر ایسے تمام مظالم کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا ــــ اس دوران ایک ایسی دردناک داستان سامنے آئی جس نے رحمت للعالمین کو رلا رلا دیا۔ ہوا اس طرح کہ ایک مورتی پوجا کے دھرم والا اللہ کے رسول ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگا: میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ میرا وہ گناہ معاف ہو جائے جو مجھے چین نہیں لینے دیتا۔ آپ ؐ کے پوچھنے پر وہ گناہ اس نے یوں بتلایا:

"میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ قبیلے کی روایت کے مطابق میں نے اسے قتل کرنے کا پروگرام بنایا مگر دل نہ چاہا، پروگرام بناتے بناتے وہ بڑی ہو گئی۔ چلنے پھرنے لگی، توتلی توتلی باتیں کرنے لگی۔ ادھر برادری کے طعنوں نے جینا دوبھر کر دیا۔ آخر کار میں نے قتل کا پختہ پروگرام بنالیا۔ بیوی سے کہا: "اسے تیار کر دے.... اس نے تیار کر دیا۔ اللہ اکبر! ماں کی مامتا نے کیسے تیار کیا ہو گا۔ سوچ کر کلیجہ پھٹتا ہے۔ نہلایا ہو گا، کپڑے پہنائے ہوں گے پھر خاوند کے ساتھ کیسے رخصت کیا ہو گا..... اور جی ہاں! باپ انگلی کے ساتھ لگائے چل پڑا۔ کندھے پہ کسّی یا کدال رکھ لی ـــ اس معصومہ کو کیا خبر کہ باپ کدھر لے جا رہا ہے۔ پھر آخر وہ مقام آن پہنچا جہاں اس معصوم بچی کو زندہ دفن ہونا تھا۔ باپ گڑھا کھودنے لگ گیا، وہ معصوم ہاتھوں سے مٹی ہٹانے لگ گئی، باپ سے تعاون کرنے لگ گئی۔ جی ہاں! بیٹیوں کو باپ سے کس قدر محبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے؟ یہ باپ اور بیٹی ہی جانتے ہیں۔ بیٹیاں، بیٹوں سے بڑھ کر باپ سے محبت کرتی ہیں مگر کوئی باپ بھی تو ہو....؟

جی ہاں.... گڑھا کھودا جا چکا ہے۔ سنگدل باپ نے اپنے لختِ جگر کو پکڑا۔ گڑھے میں پھینکنے لگ گیا۔ بچی ہاتھ نہ چھوڑتی ہوگی مگر مشرک باپ کیسا سنگدل تھا کہ آخر کار ہاتھ چھڑوا کر پھینک دیا۔ اوپر مٹی ڈالنا شروع کر دی۔ وہ شور کرتی رہی۔ ابو ابو پکارتی رہی ہوگی۔ بقول مولانا حبیب الرحمن یزدانی رحمہ اللہ....اس نے کہا ہوگا....

ابو، میں آپ سے اشرفیاں نہیں مانگتی، روٹی نہیں مانگتی، کپڑے کا سوال نہیں کرتی، ابو مجھے چھوڑ کر نہ جا۔ ابو! میں نے کیا جرم کیا؟ میں نے کوئی ایسی حرکت کی جو آپ کو پسند نہ ہو تو آئندہ ایسا نہ کروں گی۔ ابو کوئی غلطی ہوئی تو معاف کر دو۔ مگر یوں تو نہ کرو.... ہاں وہ چلاتی رہی، اس کا باپ رحمت للعالمین ﷺ کے سامنے اعتراف کرتا ہے کہ میں سنگدل تھا، میں نے اس کی ایک نہ سنی، اوپر مٹی ڈال دی اور پھر میں واپس آ گیا۔ وہ منظر اب نہیں بھولتا، جان نہیں چھوڑتا، مگر رحمت للعالمین ﷺ کی حالت بھی غیر تھی۔ آپؐ کا سر مبارک جھکا ہوا تھا، آنسو بہے جا رہے تھے، داڑھی مبارک تر ہو گئی تھی مگر آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے تھے.... جی ہاں! دورِ جہالت کا حادثہ تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے لا الٰہ الا اللہ پڑھا دیا.... اللہ معاف کرنے والا ہے مگر یہ کام تو نہ جانے کتنے مشرکوں نے کیا، اللہ کا عرش بھی اس حادثے پہ کانپ جاتا ہوگا۔

تبھی تو مالک الملک نے فرمایا:

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ○ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ○ (التکویر: ۸-۹)

اور اللہ کی طرف سے جب زندہ گاڑی ہوئی بچی سے پوچھا جائے گا: "تجھے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا؟"

غور فرمایئے! اللہ اس قدر غضبناک ہیں کہ قیامت کے دن قاتل کی طرف روئے سخن ہی نہیں کیا۔ روئے سخن مظلوم کی طرف ہے کہ تجھے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا؟ زندہ گاڑا گیا .... غضب کا یہ آخری درجہ ہے جس کا روز قیامت اظہار ہوگا.... ہندوؤں کے ان معصوم بچوں کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بچانا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی کے امتیوں پر فرض ہے۔ یہ بچے تو فطرت اسلام پہ پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ آپ ؐ نے فرمایا:

ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں۔ عیسائی بناتے ہیں اور مجوسی (بت پرست) بناتے ہیں۔ (مسلم)

جی ہاں! اے ہندو دوستو! آگے بڑھو، اپنے بچوں کو اس درندگی سے بچاؤ اور یاد رکھو! جو دھرم ایسی درندگی کی تعلیم دیتا ہے وہ دھرم نہیں بلکہ ادھرم ہے۔

کس قدر ظلم کی بات ہے کہ تامل ناڈو کا وہ ضلع جس کا نام "دھرم پوری" ہے۔ اس میں اس قدر ادھرمی ظلم بپا ہے کہ ۲۸ جولائی ۲۰۰۰ء کو مدراس جس کا موجودہ نام "چینائی" ہے۔ اس کے ریڈیو نے انکشاف کیا ہے کہ تامل ناڈو میں بچوں کا پیدا ہوتے ہی قتل کرنے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ سب سے زیادہ یہ بھیانک ظلم دھرم پوری اور اس کے نواح میں ہو رہا ہے جہاں چھ ماہ میں ۷۶ اور ۳ برسوں میں کم از کم پانچ سو بچیاں پیدا ہوتے ہی ہلاک کر دی گئی ہیں ـــــ جی ہاں! یہ گاؤں دھرم پوری نہیں بلکہ ادھرم پوری ہے۔

شو جی کی دوسری بیوی پاروتی، گوری کیسے بنی؟

ہندو پرانوں کے مطابق "پاروتی" برصغیر میں پہاڑوں کے سب سے بڑے سلسلہ ہائے کوہ "ہمالیہ" کی بیٹی ہے۔ پاروتی کو پاربتی بھی کہا جاتا ہے۔ پربت کا معنی پہاڑ ہے۔ یاد رہے! ہماچل پردیش کے پہاڑی علاقے کی ایک وادی کا نام بھی پاربتی ہے۔ شوجی اور پاروتی کے درمیان محبت پیدا ہوئی اور شادی ہو گئی۔ پاروتی کا رنگ کالا تھا۔ ایک روز شوجی نے پاروتی کو کالے رنگ کا طعنہ دیا تو پاروتی روٹھ کر جنگلوں میں چلی گئی۔ وہاں اس نے سخت ریاضتیں کیں۔ اس پر "برہما" ظاہر ہوا۔ پاروتی نے اس سے اپنی رنگت کا دکھڑا بیان کیا تو برہما نے پاروتی کے رنگ کو سنہری اور سفید رنگ میں بدل دیا۔ یہی وجہ ہے کہ پاروتی کو گوری بھی کہا جاتا ہے۔

یاد رہے! پاکستان کی معروف اور سب سے بڑی اداکارہ انجمن کی جو بہن ہے وہ بھی دوسرے درجے کی معروف اداکارہ ہے۔ اس کا نام "گوری" ہے۔ اسی طرح سفید چمڑی والے یورپین لوگوں کو بھی "گورا صاحب" کہا جاتا تھا۔ تو یہ گورے اور گوری کا لفظ پاروتی کے اس واقعہ سے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برصغیر کے لوگوں کی زبانوں میں رائج ہوا ہے۔

یہ بات بھی دلچسپی اور تعجب سے خالی نہیں کہ ہندو سادھو جو زعفرانی رنگ کی لنگوٹی یا چادر اوڑھتے ہیں۔ اس کے زعفرانی رنگ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ پاروتی کے مخصوص خون کا سمبل ہے۔ وہ خون جو عورتوں کا خاصہ ہے اور یہ کہ اس سے زرخیزی اور بارآوری ہوتی ہے۔

شو جی اور پاروتی کا بیٹا گنیش جی

پاروتی کہ جس کا دوسرا نام "گوری" تھا، اس نے ایک بار شو جی سے کہا کہ اسے ایک بیٹے کی ضرورت ہے۔ شو جی نے ٹال مٹول سے کام لیا تو گوری نے اپنے جسم کی میل کچیل اور غلاظت کو مٹی میں ملایا۔ اس میں گنگا کا پانی ڈالا اور ایک بچہ بنا ڈالا جس کا نام اس نے "گنیش" رکھا۔

پرانوں کے مطابق دوسری داستان اس طرح ہے کہ شو جی جنگ کے لئے دور علاقے میں گیا۔ پاروتی یا گوری نے اپنی نگہداشت کے لئے اپنے جسم کی میل کچیل سے اپنا بیٹا گنیش بنایا۔ شو جی جب واپس آیا تو گوری جو نہا رہی تھی اس نے باہر گنیش جی کو بٹھا رکھا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دے۔ اب شو جی نے جب اپنے گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو گنیش نے اسے روک دیا۔ اس پر شو جی طیش میں آ گیا کہ یہ کون ہے جو اسے اس کے گھر میں داخل ہونے سے روک رہا ہے؟ چنانچہ اس نے گنیش کا سر قلم کر دیا۔ گوری نے جب اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھا تو وہ غمناک بھی ہوئی اور سخت غضب میں آ گئی۔

ہندو دوستو! یہاں ایک لمحہ کے لئے سوچو! شو جی جو اپنے یا اپنی بیوی کے بیٹے کو نہ جان سکا۔ تم اسے پکارتے ہو تو وہ تمہاری کیا پہچان کرے گا؟ ـــــ اور گنیش جی جو اپنے باپ اور اپنی ماں کے شوہر کو نہ پہچان سکا تمہارے کس کام آ سکے گا؟

بہرحال! کہانی اس طرح چلتی ہے کہ پاروتی نے اپنی مشکل اپنی سوتن کالی کے سامنے رکھی اور اس سے درخواست کی کہ وہ دنیا کی ہر شئے تباہ کر دے اور ہر ایک کو برباد کر دے۔ اس پر شو جی دوڑا۔ باہر نکلا تو ایک ہاتھی پر نظر پڑ گئی اس نے ہاتھی کی سونڈ کو کاٹا اور اسے لا کر گنیش کی گردن کے ساتھ جوڑ دیا۔ یوں گنیش جی کا ناک ہاتھی کی سونڈ والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندو دوستو! یہ آپ کے دیوتا جو آپس میں بے پناہ لڑا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو کچھ سے کچھ بنا دیا کرتے تھے کیا ان کی لڑائیاں اب بند ہو چکی ہیں؟ ــــ کتنا عرصہ ہوا کہ یہ صلح صفائی سے رہ رہے ہیں؟ یقیناً صلح صفائی اور امن کی کوئی بات آپ کی کتابوں اور داستانوں سے ثابت نہیں تو پھر صاف ظاہر ہے کہ لڑائیاں تو اب بھی جاری ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب کسی ہندو کے گھر میں ہنومان جیسا بندر کیوں نہیں پیدا ہوتا؟ ــــ کسی کے گھر ہاتھی سونڈ والا گنیش جیسا کوئی بچہ کیوں پیدا نہیں ہوتا؟ کسی عورت کے ہاں اننت ناگ (سانپ) پیدا کیوں نہیں ہوتا؟ ــــ جی ہاں! پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ خالق کائنات کا ایک قانون ہے اور وہ اٹل ہے جبکہ باقی ساری داستانیں ہیں جو دل کی چاہت اور دماغ کی اختراع پر مبنی ہیں۔

ذرا سوچو تو سہی! کہ گنیش کا جو سر کٹا تو وہ کٹا ہوا سر کہاں گیا؟ کہ اسے جوڑنے کی بجائے ہاتھی کا سر جوڑ دیا گیا ــــ بہرحال! سر جڑ بھی گیا مگر گوری تھی کہ اس کا غصہ جانہ رہا تھا۔ اس نے کہا: غصہ تب جائے گا کہ دنیا کے ہر کام کرنے سے قبل گنیش کا نام لیا جائے۔ اسے "گنا" یعنی عوام (Public) کا لیڈر مانا جائے۔ چنانچہ شوجی اور باقی دیوتاؤں نے گوری کی یہ بات مان لی اور یوں گنیش کا دوسرا نام "گناپتی" ہو گیا۔

یاد رہے! گنیش کی پوجا ہندوستان سارے میں شوجی کے بعد سب سے زیادہ یا برابر ہوتی ہے۔ ہندوستان کا صوبہ مہاراشٹر جس کا دارالحکومت بمبئی ہے۔ یہ سارا صوبہ گنیش جی کے پجاریوں سے بھرا پڑا ہے۔

ہندوؤں کے ہاں سرکاری سطح پر یا عوامی سطح پر کوئی مجلس ہو یا تقریب۔ اس کا آغاز گنیش کے ذکر سے کیا جاتا ہے۔ کسی دکان یا کارخانے کا افتتاح ہو، کسی بھی دیوتا کا تہوار ہو، ہندوستان کا قومی دن ہو حتیٰ کہ مہاراشٹر میں تو جب بچے کو الف۔ با (Alphabet) پڑھانے کے لئے اس کی تعلیم کا آغاز کیا جاتا ہے تو پہلے گناپتی یا گنیش جی کے اس منتر سے آغاز کیا جاتا ہے۔

"اوم شری گنیشایا ناماہا"

ترجمہ: اے گنیش ہم تیرے ذکر سے کام کا آغاز کرتے ہیں۔

عام لوگ ہوں یا طلباء، دکاندار ہوں یا فلمی کام کرنے والے حتیٰ کہ نیوکلیئر سائنسدان تک پڑھے لکھے لوگ مندرجہ بالا منتر سے اپنے کام کا آغاز کرتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انڈیا کے ہندو گنیش جی کو (Destroyer of Obstacles) کہتے ہیں یعنی مشکلات کو تباہ کرنے والا (مشکل کشا) ہے۔ وہ اسے (Remover of Obstacles) مشکلات کو ہٹانے والا یعنی "حاجت روا" بھی مانتے ہیں۔

ہندو لوگ ہاتھی کو بھی سلیوٹ کرتے ہیں اس لئے کہ اسی کی سونڈ ان کے دیوتا کو لگائی گئی ہے۔ مزید برآں! ہندو لوگ جب سفر پر یا کسی لمبے پروگرام پر گھر سے نکلتے ہیں تو اپنے گھر کے بیرونی دروازے کے اوپر ایک مخصوص جگہ بناتے ہیں جہاں وہ گنیش جی کا مجسمہ رکھتے ہیں۔ عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ گنیش ہمارے گھر میں کسی بد خواہ کو گھسنے نہ دے گا اور مہربانیاں ہی مہربانیاں اور عنایات و نوازشات ہمارے گھر پر برسا تا رہے گا۔

چوہے پر سے گر کر گنیش کا پیٹ پھٹ گیا

ہندوستان بھر میں گنیش جی کی جس قدر بھی مورتیاں اور تصاویر ہیں۔ ان میں پیٹ موٹا اور تینوں اطراف میں پھیلا ہوا دکھلایا گیا ہے۔ وجہ اس کی یہ بتلائی جاتی ہے کہ گنیش کھاتا بہت تھا۔ ایک بار دیوتاؤں کے اس دیوتا کی دعوت کبر دیوتا نے کی۔ یہ ایک بڑی ضیافت تھی جو گنیش کے اعزاز میں جنت میں کی گئی تھی۔ گنیش نے کھاتے کھاتے بہت کھالیا۔ جب وہ واپس گھر آنے لگا تو اپنی سواری موشاک یعنی چوہے (Mouse) پر سوار ہو گیا۔ چوہا گنیش جی کو لے کر چل رہا تھا کہ راستے میں سانپ آ گیا جو راستہ کراس کر رہا تھا۔ چوہے نے جونہی سانپ کو دیکھا تو وہ گھبرا کر اور بھاگنے لگا۔ اس کی بھاگ دوڑ میں گنیش جی نیچے گر پڑے اور ان کا پیٹ جو خوب بھرا ہوا تھا، پھٹ گیا۔ چاند نے جب یہ منظر دیکھا تو اس سے رہا نہ گیا اور چاند قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ اس پر گنیش جی نے اپنی بڑی بے عزتی اور توہین محسوس کی۔ چنانچہ گنیش جی نے سانپ کو قتل کر دیا اور اسے اپنے پھٹے ہوئے پیٹ پر باندھ لیا۔ اب گنیش چاند کے پیچھے ہو لیا۔ چاند اپنی زندگی بچانے کے لئے دوڑ پڑا۔ چاند نے بات کو ٹالنے اور بچنے کی کوشش کی مگر گنیش کب چھوڑنے والا تھا۔ آخر کار دوڑتے دوڑتے چاند اپنے محل میں جا گھسا۔ ساتھ ہی گنیش بھی وہاں جا پہنچا اور دروازے کے باہر کھڑا ہو گیا اور چاند کو کہنے لگا: اب تم بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟ تمہیں یقیناً جلد یا بدیر یہاں سے نکلنا ہو گا اور جونہی تو نکلے گا میں تجھ سے انتقام لوں گا۔ ادھر دوسری طرف صورتِ حال یہ تھی کہ رات کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اندھیرا گہرا ہو گیا۔ چاند نے نکلنے سے انکار کر دیا تھا نتیجہ یہ نکلا کہ زمین پر بے چینی پھیل گئی چنانچہ دیوتا اکٹھے ہو کر گنیش جی کے پاس گئے اور درخواست کی کہ وہ چاند کو کچھ نہ کہے اور اسے آزاد کر دے۔ بڑی منت سماجت کے بعد آخر کار گنیش مان گیا اور چاند کو چھوڑ دیا اور چاند پر یہ کہہ کر لعنت کی کہ تم ایک چور کی طرح اپنے گھر میں گھسے ہو لہٰذا جو کوئی آدمی میری سالگرہ پر تمہیں دیکھے گا اس کی حیثیت چور کی ہوگی۔

یہ ہے وہ وجہ جس کی بناء پر گنیش جی کی چھورتی (سالگرہ کے میلے) پر کوئی ہندو چاند کی طرف نہیں دیکھتا۔

"پورانوں" (مقدس ہندو کتب) کے مطابق مہینے کا چوتھا دن "چھورتی" کا دن ہے۔ کیونکہ اس روز گنیش پیدا ہوا تھا۔ اس روز ہندو بڑے پیمانے پر گنیش کی پوجا کرتے ہیں۔ اسی طرح سال میں ایک بار جو بڑی سالگرہ ہوتی ہے یہ اگست اور ستمبر کے مہینوں میں ہوتی ہے۔ سارے انڈیا میں یہ دن منایا جاتا ہے۔ مہاراشٹر میں تو بڑے پیمانے پر منایا جاتا ہے۔ چھورتی کے جلوس نکالے جاتے ہیں۔

مہاراشٹر کے لوگ سال بھر گنیش کے خوبصورت مجسمے اور پورٹریٹ تیار کرتے ہیں مگر چھورتی کے خاتمے پر ان مجسموں کو سمندر اور دریاؤں میں پھینک دیتے ہیں۔

ہندو دوستو! ہماری گذارش تو یہ ہے کہ کاش ایسے دیوتا کو ظاہری طور پر ہی نہیں بلکہ اپنے دل سے بھی پھینک دو اور پکا پکا ہی پھینک دو —— اس لئے کہ وہ دیوتا کہ جس کا پیٹ چوہے سے گر کر پھٹ جائے وہ عبادت کے لائق نہیں۔ الغرض! ایسی دیو مالائی داستانوں پر تو خود اس کی اپنی داستان ہی بہت بڑا تبصرہ ہے اس گپ بازی پر تبصرے کی کیا ضرورت ہے؟

گنیش جی "پنجتن" میں سے ایک

گنیش جس کے ماتھے پر "ترشول" کا نشان ہے۔ یہ پانچ دیوتاؤں میں سے ایک ہے جن کی پوجا ہندوؤں کے فرقے "آدی شنکر اچاریہ" کے لوگ کرتے ہیں۔ وہ ان پانچ دیوتاؤں کو "پنجتن" اور ان پانچوں کی پوجا کو "پنجتن پوجا" کہتے ہیں۔ یہ پانچ دیوتا اس طرح ہیں:

(۱) وشنو جی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) شوجی

(۳) گنیش جی

(۴) شکتی جی

(۵) سریاجی

قارئین کرام! جناب نوح علیہ السلام کی قوم بھی "پنچتن" یا "پنجتن" یعنی پانچ بزرگوں ہی کی پجاری تھی اور جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کا وعظ کر کے ان پانچ کی پوجا سے منع کیا تو قوم کے پنڈت اور بھگت اپنی قوم سے کہنے لگے:

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ (نوح: ۲۳)

انہوں نے کہا: اپنے دیوتاؤں کو (نوح کے کہنے پر) مت چھوڑنا اور نہ ہی "ود" اور نہ "سواع" اور نہ "یغوث" اور "یعوق" اور "نسر" کو چھوڑنا۔

جی ہاں! یہ تھے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ بزرگ جن کی مورتیاں بنا کر وہ لوگ پوجتے تھے۔ وہ بھی پانچ نیک بزرگوں کے پجاری تھے۔ جبکہ ہندو دوستو! تم بھی پانچ بزرگوں کی مورتیوں کے پجاری ہو۔ یہ مورتی پوجا ادھرم ہے "پنچتن" کا تصور ادھرم ہے۔ اس ادھرم کو چھوڑ دو۔ دھرم کو اپنالو۔۔۔ اور دھرم یہ ہے کہ ایک بھگوان کو مان لو کہ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اس ایک بھگوان کی خبر جناب کلکی نے دے دی ہے۔ اس بھگوان کا نام "اللہ" ہے جو اس کی شان کے لائق ہے اور کالکی کا نام "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ جو ان کی پاک سیرت کے عین مطابق ہے۔ اللہ کی خالص عبادت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی "سچا دھرم" ہے جس کا نام اسلام ہے۔

شوجی اور پاروتی کا دوسرا بیٹا عورتوں کا شوقین "کرتی کیا"

شوجی اور پاروتی کے دو بیٹے تھے پہلا اور بڑا گنیش جی تھا جس کی سواری چوہا تھا۔ دوسرا بیٹا "کرتی کیا" ہے۔ اس کی سواری مور ہے۔ اسی حوالے سے انڈیا کے جس پرندے کو سرکاری اور حکومتی سمبل (شعار) کا مقام حاصل ہے وہ "مور" ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں بھائی جب شادی کی عمر کو پہنچے تو "گنیش" اور "کرتی کیا" اپنے والدین کے پاس آئے اور شادی کی درخواست کی۔ شو جی اور پاروتی نے کہا کہ تم دونوں دنیا کا تین تین بار چکر لگاؤ۔ جو بازی جیت جائے گا اس کا نکاح پہلے کر دیا جائے گا۔ چنانچہ "کرتی کیا" تو مور پر سوار ہو کر دوڑ پڑا اور چکر لگانے لگ گیا جبکہ گنیش نے اپنے ماں باپ کے گرد ہی چکر لگا لئے اور کہا کہ میں چوہے پر سوار ہو کر مقابلے پر نہیں آنا چاہتا کیونکہ "ویدوں" کے مطابق سبق یہ ہے کہ جو کوئی ماں باپ کے گرد چکر لگا لیتا ہے وہ اتنا ہی مقدس ہے جتنا کہ زمین کے گرد چکر مقدس ہے ـــــ اس حوالے سے گنیش کو دانائی کا دیوتا کہا جاتا ہے اور ہندو ماں باپ اپنی اطاعت کے لئے اپنی اولاد کو یہ کہانی سناتے ہیں جبکہ "کرتی کیا" کے بارے میں دو باتیں زیادہ مشہور ہیں۔ ایک اس کی ریاضت کے بارے میں اور دوسری عورتوں کے رسیا ہونے کے بارے میں ـــــ جہاں تک ریاضت کا تعلق ہے اس سلسلے میں اس کی گیارہ خصوصیات بیان کی گئی ہیں جو یہ ہیں:

(۱) ـــــ وہ ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے پاؤں کو دونوں ہاتھ سے پکڑ لیا اور انہیں اوپر آسمان کی طرف اٹھا لیا پھر اپنی نظریں سورج پر جما دیں۔

(۲) ـــــ وہ ایک پنجے کے بل کھڑا رہا۔

(۳) ـــــ وہ صرف پانی پی کر گزارہ کرتا رہا۔

(۴) ـــــ وہ صرف ہوا کھاتا رہا۔

(۵) ـــــ وہ پانی میں رہا۔

(۶) ـــــ اسے زمین میں دفن کر دیا گیا۔

(۷) ـــــ اسی طرح آگ میں رہا۔

(۸) ـــــ ہاتھوں کے سہارے درخت کے ساتھ لٹکا رہا۔

(۹) ـــــ سر کے بل کھڑا رہا۔

(۱۰) ـــــ اپنے جسم کا وزن ایک ہاتھ پر اٹھائے رہا۔

(۱۱) ـــــ سر نیچے پاؤں اوپر کر کے درخت کے ساتھ لٹکا رہا۔

عورتوں کے رسیا ہونے کی جو خصوصیت ہے وہ مختصراً اس طرح ہے کہ اس کے باپ نے اسے کسی کام کے لئے بھیجا۔ خوبصورت دوشیزاؤں نے اسے راستے ہی میں گھیر لیا اور رقص د

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرود میں مصروف رکھا —— جنوبی بھارت جہاں "کرتی کیا" کی پوجا ہوتی ہے۔ وہاں کے مندروں اور آشرموں میں اب بھی صورتحال یہ ہے کہ وہاں ناچنے والی لڑکیاں "کرتی کیا" سے شادی کر لیتی ہیں اور اپنے آپ کو وقف کر کے یہیں رہ جاتی ہیں اور کسی سے شادی نہیں کرتیں۔

مگر ہندو دوستو! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ان لڑکیوں کے ساتھ مندروں اور آشرموں میں کیا بیتتی ہے؟ یقیناً یہ دھرم نہیں بلکہ ادھرم ہے جو خلاف فطرت ہی نہیں بلکہ فحاشی کے گند کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

قارئین کرام! ہم نے شوجی اور اس کے خاندان کے بارے میں جو معلومات اکٹھی کیں ان کے ماخذ یہ ہیں:

(۱) ہندو صنمیات
(۲) ورلڈ ریلیجنز (WorldReligions)
(۳) (OhYouHinduAwake)
(۴) (Images:LordGanesh)
(۵) (StoryofGaneshbyAshaSridhar)

جالندھر دیوتا اور سارا گاؤں کھا جانے والا دیوتا "گرودا"

جالندھر کے نام سے انڈیا کے صوبہ پنجاب میں ایک شہر ہے جو معروف ہے نیز صوبہ گجرات کے ساحل پر دیو (DIU) جزیرہ کے ساحل کو جالندھر ساحل کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کے نام کا ایک دیوتا بھی ہے ممکن ہے اسی دیوتا کے نام پر جالندھر شہر اور جالندھر ساحل کا نام رکھا گیا ہو —— جالندھر اور شوجی کے مابین ایک لڑائی ہوئی جس میں جالندھر مارا گیا۔

اسی طرح گرودا کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سمندر کے کنارے جا رہا تھا۔ اسے سخت بھوک لگی تو اس نے ایک ہی لقمے میں سارے کا سارا گاؤں کھا لیا۔ اس لقمے میں مکانات، درخت، مویشی، آدمی اور ایک برہمن بھی تھا جو اندر چلا گیا۔ گرودا کے پیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا مروڑ اٹھنے لگے۔ وہ تکلیف کی حالت میں اپنی ماں کے پاس گیا تو ماں نے کہا۔ تم نے برہمن کھایا ہو گا اسی لئے پیٹ میں مروڑ اٹھا ہے۔ اب گرودا نے برہمن سے کہا جلدی باہر آؤ۔ برہمن کہنے لگا اکیلا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باہر نہیں آؤں گا۔ میری بیوی بھی جو چھیری ہے۔ میرے ساتھ آئے گی۔ گرودا نے کہا۔ چلو وہ بھی آجائے۔ یوں دونوں باہر نکل آئے اور گرودا کا پیٹ درد جاتا رہا۔ (ہندو صنمیات صفحہ ۴۱۲)

ہندو دوستو! کیا ان کہانیوں کا رزلٹ آج بھی یہ نہیں ہے کہ شودروں کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا؟ ان کا استحصال خوب ہے جبکہ برہمن کا تقدس زوروں پہ ہے یقیناً انسانوں میں انصاف کا قتل کرنے والا دھرم ـــــ ادھرم تو ہو سکتا ہے۔ دھرم نہیں۔

کائنات کا دیوتا ـــــ جگن ناتھ

جس طرح "سومناتھ" کا مطلب ہے سوم رس کا مالک اسی طرح "جگ" کا معنی ہے "کائنات" اور "ناتھ" کا معنی ہے "مالک" یعنی کائنات کا مالک۔ "جگن ناتھ" جسے ہندو لوگ کائنات کا مالک خیال کرتے ہیں اس کا مندر ہندوستان کے صوبہ اڑیسہ کے شہر "پوری" میں ہے۔ "پوری" شہر۔ اڑیسہ کے دارالحکومت "بھوبنیسوار" سے ۶۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ "جگن ناتھ" کے بارے میں ہندوؤں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہ کرشن کا دوسرا نام ہے۔ بہرحال ہندوؤں کے ہاں یہ کرشن کا دوسرا نام ہو یا کرشن کا اوتار ہو۔ "پوری" میں جگن ناتھ کے میلے پر کاروں کی معروف ریس (دوڑ) لگتی ہے۔ اسی طرح پوری سے متھرا تک ایک ہفتے کا سفر کیا جاتا ہے۔ اس یاد میں کہ کرشن نے اپنی خالہ کو ملنے کے لئے یہ سفر کیا تھا۔ اس سفر کے دوران لوگ کرشن کے بتوں کے علاوہ کرشن کے بھائی بالا رام اور اس کی بہن سوبھادرہ کا بت بھی اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس جشن کو "اسادھ" کہا جاتا ہے۔ پوری شہر ہندوؤں کی چار مقدس ترین گدیوں (DHAMS) میں سے ایک ہے۔ جہاں انتہائی کثرت سے ہندو لوگ زیارت کے لئے جاتے ہیں نیز اتنا بڑا مندر ہے کہ سمندر میں دور سے ہی دکھائی دیتا ہے۔ اس مندر میں غیر ہندوؤں کا داخلہ ممنوع ہے۔ تاہم اس مندر کے سامنے جو لائبریری ہے اس کی چھت پر کھڑے ہو کر غیر ہندو لوگ اگلے اور پچھلے تاہم اسے دیکھ سکتے ہیں۔ جگن ناتھ کا مندر اس قدر بڑا ہے کہ چھ ہزار آدمی بیک وقت اس کی زیارت کر سکتے ہیں۔ اس کی پوجا کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کا بت نہ صرف یہ کہ اس کے مندر میں پوجا جاتا ہے بلکہ سال کے اندر تین دن تک اسے باہر عوام الناس کی زیارت کے لئے بھی رکھ دیا جاتا ہے۔ پہلے دن جسے اشنان یاترا کہتے ہیں، بت کو مندر سے نکال کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک بہت بڑے اور اونچے پلیٹ فارم پر رکھ دیا جاتا ہے اور پجاری لاکھوں لوگوں کی موجودگی میں اسے غسل دیتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس غسل سے بت کو یا دیوتا کو سردی لگ گئی ہے۔ دس دنوں کے بعد رتھ جاترا کا دن منایا جاتا ہے یعنی اس دن بت کو ایک بہت بڑی رتھ میں ـــــ جسے خاص طور پر اسی مقصد کے لئے تیار کیا جاتا ہے ـــــ رکھ کر ایک اور دیوتا کے مندر میں تبدیلی ہوا کے لئے لے جاتے ہیں۔ اس رتھ کو پرجوش مجمع کھینچتا ہے۔

یاد رہے! جگن ناتھ دیوتا کے بت کی رتھ یعنی گاڑی کے پہیوں کے نیچے آکر کئی ہندو جان دے دیتے ہیں اور یہاں جان دینا بڑی نیکی خیال کیا جاتا ہے۔ اب بھی سینکڑوں لوگ اس طرح خودکشی کر کے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(ہندو صنمیات INDIA)

ہندو دوستو! سارے جگ کا مالک تو "اللہ" ہے۔ آؤ! جان دینا چاہتے ہو تو اس کے سچے دھرم کے لئے جان دو ـــــ یارو! یوں خودکشیاں کر کے اپنی آخرت برباد نہ کرو۔ کس قدر قابل رحم اور قابل ترس لوگ ہو تم۔ ہم تمہارے ہمدرد ہیں۔ یقین جانو!

پرتھوی اور "را"

پرتھوی کا معنی زمین ہے ـــــ چونکہ زمین بھی ایک دیوی ہے لہٰذا اس کی پوجا کی جاتی ہے۔ اس دیوی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ:

وینا نامی ایک بادشاہ تھا جو بڑا بدکار تھا۔ رشی لوگ جب اس کی بدکرداریوں سے تنگ آگئے تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ رشیوں کو اب احساس ہوا کہ جیسا بھی تھا "وینا" ہی اچھا تھا۔ چنانچہ انہوں نے (اسے زندہ کرنے کے لئے) اس کی رانوں کو رگڑا تو ایک کالا کلوٹا بونا نمودار ہو گیا۔ اب وینا کی نعش پاک ہو چکی تھی کیونکہ وینا کے گناہ کالے بونے میں آ چکے تھے ـــــ اس پاکیزگی کے بعد اب وینا بادشاہ کے دائیں بازو کو رگڑا گیا تو ایک خوبصورت شہزادہ نمودار ہوا۔ اس کا نام پرتھوی رکھا گیا اور اسے باپ کے تخت پر بٹھا دیا گیا۔

کچھ دنوں بعد قحط پڑ گیا۔ چنانچہ پرتھوی راج نے کہا کہ اگر زمین نے پھل اور اناج پیدا نہ کئے تو میں زمین کو قتل کر دوں گا ـــــ اس دھمکی سے ڈر کر زمین نے گائے کا روپ دھارا اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھاگ کھڑی ہوئی۔ پرتھوی راج اس کے پیچھے دوڑا۔ آسمان تک اس کا پیچھا کیا۔ آخر کار زمین تھک گئی اور پرتھوی راج سے زندگی کی بھیک مانگی۔ پرتھوی نے کہا کہ اناج اور پھل اگاؤ تب معاف کروں گا۔ زمین کہنے لگی! میں مؤنث ہوں۔ مجھے بچھڑا چاہئے پھر اناج اور پھل دوں گی۔ اس پر پرتھوی راج نے اسے بچھڑا دے دیا۔ چنانچہ زمین نے دوبارہ روپ بدلا اور اپنی اصل شکل میں آکر اناج اور پھل پیدا کئے ـــــ اب بچھڑا دینے کی وجہ سے پرتھوی راج ـــــ زمین کا باپ بن گیا لہٰذا زمین کا نام "پرتھوی" ہو گیا۔ (وشنو پران، بحوالہ ہندو صنمیات ص ۴۳)

قارئین کرام! پرتھوی راج ـــــ جو ہندوستان کا مشہور راجہ تھا ـــــ اس راجہ کو ۵۸۸ ہجری میں ـــــ مسلم بادشاہ شہاب الدین غوری نے "ترائن" تراوڑی کے میدان میں شکست دی۔ تراوڑی ـــــ دہلی سے ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے سرسوتی کے کنارے پر میدان تھا ـــــ اس حوالے سے پرتھوی راج مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ اس کا نام اسی لئے پرتھوی راج رکھا گیا تھا کہ وہ ساری زمین پر راج کرے ـــــ بہرحال! اس راجہ کو شہاب الدین غوری نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

اسی طرح "را" کے متعدد معنی ہیں۔ بادشاہ، صاحب قوت و اقتدار، حاکم مطلق اور دیوتا ـــــ اس وقت "را" ہندوستان کی خفیہ ایجنسی کا نام ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ "را" اپنے نیٹ ورک سے کام لے کر پرتھوی "زمین" پر ہندو قوت و اقتدار کو قائم کرے۔

ہاتھی کیسے وجود میں آیا؟

آدتی نامی دیوی کے سات بیٹے تھے۔ جب بھی بیٹا پیدا ہوتا وہ اسے دیوتاؤں کے سامنے پیش کرتی۔ جب اس کے ہاں آٹھواں بیٹا پیدا ہوا تو اس نے اسے دیوتاؤں کے سامنے پیش نہ کیا۔ وجہ یہ تھی کہ آٹھواں بیٹا بدشکل تھا۔ چنانچہ دیوتاؤں کے سامنے پیش کرنے کے لئے ساتوں بھائیوں نے اپنے بدشکل بھائی کو درست کرنا شروع کیا۔ وہ اس کا فالتو گوشت کاٹ کاٹ کر اسے بناتے سنوارتے رہے۔ حتیٰ کہ جب وہ اپنا کام مکمل کر چکے تو آدتی کا آٹھواں بیٹا ہاتھی بن چکا تھا۔

(ست پتھ براہمنا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمندروں کا دیوتا "وروناّ"

سمندروں میں مشکلات کے وقت "ورونا" کو پکارا جاتا ہے۔ "ورونا" کا ذکر "رگ وید" میں بھی ہے —— پرانوں میں اس کا ذکر اس انداز سے بھی ہے کہ "ورونا" کے تعلقات اندر کے آسمان کی ایک پری "اُرواسی" سے تھے۔ ان ناجائز تعلقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک ناجائز لڑکا پیدا ہوا جس کا نام "اگستیا" تھا۔

یاد رہے! ہندوؤں کے ہاں اگستیا انتہائی قابل احترام بزرگ شخصیت اور سنیاسی کا مقام پانے والا انسان ہے۔

عشق اور شادی کی محفلوں میں آنے والے دیوتا

ویدوں کے مفسر "یاسکا" اور "ست پتھ براہمنا" —— کے مطابق "اسون" نامی متعدد دیوتا ہیں۔ یہ عشق اور شادی کی محفلوں میں آجاتے ہیں اور صدارت کرتے ہیں۔ جو عاشق جوڑے ان سے رابطہ کریں یہ دیوتا ان کے ملاپ کروا دیتے ہیں۔ یہ دیوتا غیر شادی شدہ زیادہ عمر والی عورتوں کے جیتے دوست بن جاتے ہیں۔ ان دیوتاؤں نے "سوریا" جیسی خوبصورت دلہن کو حاصل کرنے کا مقابلہ بھی جیتا تھا۔

تفصیل اس طرح ہے کہ سوتری نے اپنی خوبصورت بیٹی سوریا کی شادی کا پروگرام بنایا تو ہر دیوتا اسے دلہن بنانے کی کوشش کرنے لگا۔ اس پر سوتری نے لمبی دوڑ کا مقابلہ رکھ دیا۔ مقابلہ ہوا تو اسون دیوتا یہ مقابلہ جیت گئے۔ چنانچہ سوریا ان متعدد اسون دیوتاؤں کی مشترکہ بیوی بن گئی۔

ناز و نخرے والی "اوشا" دیوی

ویدوں کے مطابق یہ بڑی ناز و نخرے والی حسینہ ہے۔ یہ آسمان کی بیٹی ہے اور اگنی دیوتا کی محبوبہ اور معشوقہ ہے۔ اسون دیوتا بھی اس کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ ہندو اس حسینہ کی پوجا جن روپوں میں کرتے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) اوشا ایک انتہائی خوبصورت طلائی سواری (رتھ) میں بیٹھی ہے۔ خوبصورت گھوڑے اور جوان گائیں اس رتھ کو کھینچ رہی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) ہیرے جواہرات سے سجی ہوئی اوشا دلفریب رقص پیش کرتی ہے۔

(۳) زرق برق، چمکیلا اور بھڑکیلا لباس زیب تن کئے ہوئے اپنے شوہر سورج کے سامنے آتی ہے تو آنکھیں نیچے کئے ہوئے شرمائی دلہن کی طرح ہوتی ہے۔

(۴) نہادھو کر غسل خانے سے جب باہر آتی ہے تو مسکراہٹیں بکھیرتی ہے۔ ایسے ناز و انداز اختیار کرتی ہے کہ اسے دیکھنے کے منتظر اس کے دلدادہ ہو جاتے ہیں۔ وہ ان سب کے سامنے اپنا سینہ کھول دیتی ہے۔

اب کیا ہوتا ہے۔ اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ خزانے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ دنیا اس کے حسن سے جگمگا اٹھتی ہے۔ سحر نمودار ہو جاتی ہے تو یہ ہے اوشا دیوی جس کے نام پر ہندو لوگ اپنی بیٹیوں کے نام "اوشا" رکھتے ہیں۔

ہندو دوستو! ذرا سوچو، یہ ایک حقیقت ہے کہ جو نام رکھا جائے وہ اپنے پس منظر کے حوالے سے بچے اور بچی کے کردار پر اثر انداز ہوتا ہے۔ غور کیجئے! اوشا کا نام ایک بچی کے کردار پر کیا اثرات چھوڑے گا؟ یقیناً اسے حیاء باختہ ہی بنائے گا۔

اندرا ــــ دیوی یا دیوتا

اندرا گاندھی ــــ جو ہندوستان کی وزیر اعظم اور نہرو کی بیٹی تھی۔ دنیا کی معروف ترین شخصیت تھی ــــ تاہم اس نام سے ہندوؤں کا ایک دیوتا ہے جس نے اپنے گورو گوتم جی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کی۔ بیوی بھی رضامند ہو گئی۔ گوتم کو پتہ چلا تو اس نے اندرا کو سراپ (بددعا) دی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اندرا کے جسم پر ہزاروں شرمناک اعضاء اگ آئے۔ اندرا اس پر رویا پیٹا تو دیوتاؤں نے اعضاء کو آنکھوں سے بدل دیا۔ چنانچہ اب اس کے جسم پر ہزاروں آنکھیں بن گئیں۔

مندرجہ بالا کہانی رامائن کے ایک نسخے سے لے کر مہر عبدالحق نے اپنی کتاب "ہندو صنمیات" میں درج کی ہے ــــ دوسری طرف "وشنو پران" میں بتلایا گیا ہے کہ اندرا دیوتا کا اپنا آسمان ہے جہاں اس کا جنت ہے۔

یاد رہے! ہر ہندو کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ مرنے کے بعد کچھ عرصہ اندرا کے بہشت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گزارے۔ کچھ عرصہ اس لئے کہ "وشنوپران" میں درج ہندو عقیدے کے مطابق کوئی شخص جنت میں ہمیشہ کے لئے نہیں جاتا بلکہ وہاں مقررہ وقت گذار کر اسے واپس زمین پر آنا ہوتا ہے اور آخری فرحت وشادمانی اسے اسی وقت ملے گی جب وہ بھگوان یا اوم کی ہستی میں جذب ہو کر اس کا حصہ بن جائے گا۔

ہندو دوستو! اندرا دیوتا کس قدر بدکار ہے اور اس کا جو جنت ہے اس میں بھی دوسرے دیوتا بدکاریاں کرتے ہیں اور اس کے نام پر تم اپنی بیٹیوں کے نام رکھتے ہو۔ کس قدر شرمناک فعل ہے۔ ذرا سوچو تو سہی!

ہواؤں کا دیوتا ——— واتا

یہ ہواؤں کا دیوتا ہے۔ اس کا نام "وایو" بھی ہے۔ واتا جو سنسکرت کا لفظ ہے۔ اس میں یہ نام وایو کے لئے ہی استعمال ہوا ہے۔ ویدوں کے ایک بھجن میں واتا کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

"اے واتا! میں تمہاری گاڑی کی شان وشوکت کے گیت گاتا ہوں۔ اس کا شور گڑگڑاہٹ پیدا کرتا ہے اور گونجتا رہتا ہے۔ تم آسمان کو چھوتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے رہتے ہو اور تمام چیزوں کو سرخ بنا دیتے ہو۔ ہوا کے تیز جھونکے تمہارے پیچھے اس طرح جمع ہو جاتے ہیں جس طرح عورت کسی مجمعے میں ہو۔ (ہندو صنمیات صفحہ ۸۹)

یاد رہے واتا دیوتا بیٹے بھی دیتا ہے جیسا کہ مہابھارت میں ہم نے "بھیم" کا ذکر کیا تھا تو وہ بھیم سورما واتا نے ہی کنتی کو دیا تھا۔ کنتی کا اپنا خاوند ایک سراپ (بددعا) کی پاداش میں اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہا تھا۔ چنانچہ کنتی بیٹا مانگنے واتا کے پاس گئی۔ واتا، بادلوں اور ہوا کے طوفان میں سے ظاہر ہوا۔ کنتی ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔ واتا سے بیٹا مانگ رہی تھی۔ واتا نے ظاہر ہو کر کنتی کو بیٹا دے دیا۔ یہ بیٹا بھیم تھا جو "مہابھارت" کی جنگ میں دریودھن کے خلاف لڑا تھا۔

ہندو عورتیں جو بے اولاد ہوتی ہیں وہ اولاد حاصل کرنے کے لئے واتا یا وایو کے مندر کا رخ کرتی ہیں۔ واتا کے آشرموں میں جاتی ہیں اور وہاں ——— واتا کے بھگتوں کی سیوا کر کے واتا کو خوش کرتی ہیں اور اولاد حاصل کرتی ہیں۔

ہندو دوستو! اولاد کس طرح حاصل کرتی ہیں۔ یہ بتلانے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص بخوبی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہے مگر کیا کیجئے کہ مذہب کے نام پر وہ اپنی عزت کو لٹانے سے باز نہیں آتا۔

مسلمان بھائیو! لاہور میں جو داتا دربار ہے اس وقت یہ دربار پاکستان کا سب سے بڑا دربار ہے۔ اولاد اور رزق حاصل کرنے کے لئے یہ دربار مشہور ہے۔ عورتوں کا یہاں رش لگا رہتا ہے۔ روزانہ محکمہ اوقاف کو لاکھوں کی آمدن ہے —— یہاں کیا ہوتا ہے۔ اس کی ایک جھلک بھی ملاحظہ کر لو۔ روزنامہ "پاکستان" کے صحافی جناب جاوید انور ڈوگر نے اس دربار پر ایک ہفتہ گزارا اور ملنگ کا روپ دھار کر یہاں کے چھپے ہوئے حالات وواقعات کو طشت از بام کیا۔ روزنامہ "پاکستان" نے اپنے اس صحافی کی رپورٹ کو ۲۹ اگست ۱۹۹۹ء کے "سنڈے پاکستان" میگزین میں شائع کیا۔ ہم اس تفصیلی رپورٹ سے چیدہ چیدہ واقعات یہاں پیش کرتے ہیں —— اس ارادے اور درد کے ساتھ کہ محکمہ اوقاف اہل سنت کو جواب دے کہ اس نے جناب سید علی ہجویری ایسے بزرگ کے دربار کو رشد وہدایت کا مرکز بنایا ہے یا کہ ہندوؤں کے داتا اور دیوی کی نقل بنا کر رکھ دیا ہے؟ نیز اس میں میرا یہ درد بھی شامل ہے کہ جب میں نے ہندوؤں کو توحید کی دعوت دی، ان کے دیوتاؤں پر شرم دلائی تو جواب میں انہوں نے ہمارے آستانوں اور درباروں کے تذکرے چھیڑ دیئے اس پر ہمیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑا کہ انہیں کیا جواب دیں —— ؟ بہر حال، جواب واضح تھا —— اور وہ دیا بھی کہ ہندو دوستو! اسلام بعض مسلمانوں کے عمل کا نام نہیں بلکہ اللہ کے رسول ؐ کے طریقے کا نام ہے۔ قرآن وحدیث کا نام اسلام ہے اور اس اصل اسلام میں ان درباروں اور آستانوں کی کوئی گنجائش نہیں جو قبروں پہ لوگوں نے بنا رکھے ہیں اور سید علی ہجویری جیسے بزرگوں نے بھلا اس کی کب اجازت دی ہے —— یہ تو لوگوں نے اپنے طور پر سب کچھ بنا رکھا ہے ——

جی ہاں! اب جاوید انور ڈوگر کی رپورٹ ملاحظہ کیجئے۔ مقصد یہی ہے کہ اے مسلمان! شاید کہ اتر جائے ترے دل میں غیرت وحمیت کی بات —— ؟

سید علی ہجویری کے دربار پر جیب تراش

"میرے کان میں سکیورٹی والے ایک نوجوان کی آواز پڑی، وہ بلند آواز سے لوگوں کو تلقین کر رہا تھا کہ زائرین اپنی اپنی جیبوں کا خیال رکھیں یہاں جیب تراش موجود ہیں۔ مجھے حیرت ہوئی کہ اس ہٹے کٹے نوجوان کو جیب تراشوں کی موجودگی کا علم کیسے ہو گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری حیرت نے حقیقت دیکھ لی۔ دو افراد رو رہے تھے کہ وہ مسافر ہیں اور اپنی پونجی سے ہاتھ دھو بیٹے ہیں۔ ابھی میں دربار کے دائیں جانب آکر پیر سید آزاد حسین شاہ آف اوچ شریف بن کر بیٹھا ہی تھا کہ داتا دربار کی انتہائی خوبصورت مسجد کے میناروں میں سے "اللہ اکبر" کی آواز بلند ہوئی۔ میں مسجد کی طرف چلا گیا۔ اس وقت دربار کے صحن میں کوئی دو درجن کے قریب ملنگ اور ہزاروں زائرین موجود تھے مگر نہایت دکھ کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ نمازیوں کی تعداد ۵ فیصد بھی نہیں تھی اور نماز ادا کرنے والوں میں ایک بھی پیر و درویش یا ملنگ نہیں تھا۔

(سنڈے "پاکستان" ۲۹ اگست ۱۹۹۹ء)

نگینہ کون تھی؟ نیز ایسی نگیناؤں سے دربار اٹا پڑا ہے

میں نے سائیں نذر کی بات کاٹ کر کہا...... "یار وہ نگینہ کہاں گئی......؟ تم نے اس کی بات تو درمیان میں ہی چھوڑ دی"۔ ہاں جی! شاہ جی! وہ جو نگینہ تھی وہ واقعی نگینہ بن گئی۔ درباروں کے گدی نشینوں اور افسروں سے لے کر تھانیداروں اور ملنگوں تک اس کے مرید بنتے چلے گئے۔ داتا دربار کی چوکی کا ایک انچارج اس پر مرتا تھا۔ جب نگینہ نے اسے گھاس نہ ڈالی تو انتقام لینے پر اتر آیا اور اس نے نگینہ کے خلاف ایک لڑکی کو فروخت کرنے کا مقدمہ بنوا دیا۔ اب سنا ہے اسے دس سال سزا ہو گئی ہے اور وہ جیل میں اپنی سزا کاٹ رہی ہے۔

سائیں جی!...... آپ تو یہ کہتے تھے کہ نگینہ ہوتی تو وہ آپ کی بڑی خدمت کرتی۔ بھلا وہ تمہارے کہنے سے میری خدمت کیوں کرتی؟ تم تو خود اس کے لئے کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتے تھے۔

"واہ جی شاہ جی تم بڑے بھولے بادشاہ ہو۔ او بادشاہو تسیں مالدار لوگ او، تہاڈی گدی دا سن کے نگینہ نے تہانوں چمڑ جاناں سی" واہ جی! شاہ جی آپ بھی بھولے ہیں۔ آپ تو مالدار ہیں۔ آپ کی گدی کا سن کر اس نے آپ سے چمٹ جانا تھا۔ میں نے سائیں سے دریافت کیا کہ یار یہ بتاؤ کہ کیا واقعی نگینہ نے لڑکی فروخت کی تھی؟ سائیں نے بے ساختہ کہا: "شاہ جی! آپ نگینہ کی بات کرتے ہیں یہاں پر تو آج بھی آٹھ دس عورتیں یہی دھندہ کرتی ہیں۔ گھروں سے بھاگی ہوئی لڑکیاں یہاں آتی ہیں، انہیں کچھ دنوں تک یہ عورتیں اپنے کوارٹروں میں رکھتی ہیں اور یہاں دربار پر سوتی ہیں۔ پھر یہ لڑکیاں اچانک غائب ہو جاتی ہیں، کچھ لوگ کہتے ہیں "یہاں سے بھاگ گئی ہیں"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور کچھ لوگ کہتے ہیں فروخت کردی گئی ہیں۔"

سائیں نذر نے ایسی جن عورتوں کی نشاندہی کی تھی انہیں میں نے ۴۸ گھنٹے داتا دربار میں موجود پایا اور ان کی حرکات انتہائی قابل اعتراض تھیں۔ میں نے سائیں نذر کی باتوں کی صداقت معلوم کرنے کے لئے اپنی ایک عزیزہ سے یہ کہا: "وہ خواتین کے حصے میں جا کر یہ کہہ دے کہ وہ جہلم سے بھاگ کر آئی ہے اور اب لاہور میں اس کا کوئی نہیں۔" میری عزیزہ امبر تعلیم یافتہ اور خوبصورت لڑکی ہے۔ جب اس نے جا کر عورتوں والے حصے میں اپنی فرضی داستان سنائی تو اس کے ارد گرد شکاری عورتوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ چند گھنٹوں کے دوران یہ کیفیت پیدا ہو گئی کہ چکر باز عورتیں میری عزیزہ امبر کو اپنے گھر لے جانے کے لئے آپس میں جھگڑنے لگیں۔ یہ جھگڑا مار کٹائی تک پہنچ گیا تو امبر نے پریشان ہو کر بتا دیا کہ وہ تو گھر سے بھاگ کر نہیں آئی۔ اس کے والدین یہاں رہتے ہیں اور وہ ایک تعلیم یافتہ گھرانے کی فرد ہے۔ امبر بتاتی ہے کہ ان عورتوں کو میری بات کا اس وقت تک یقین نہیں آیا جب تک میں نے ایک جریدہ کے ساتھ اپنی وابستگی کا ثبوت انہیں فراہم نہیں کیا۔ جس وقت ان چکر باز عورتوں کو امبر کی اصل حقیقت کا علم ہو گیا تو پھر وہ دربار سے غائب ہو گئیں اور کئی گھنٹے تک غائب رہنے کے بعد دوبارہ شاید اس لئے آ گئیں کہ اب تو امبر یا اس کا کوئی عزیز دربار پر انہیں نہیں پکڑے گا۔ ان عورتوں کو کیا معلوم تھا کہ امبر کا انکل "شاہ جی" کے روپ میں دربار پر ڈیرے ڈالے بیٹھا ہے۔"

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا مرض بھی یہاں موجود

عمران کا ایک دوست شہباز تھا وہ لڑکا بھی گھر سے بھاگ کر ہی آیا تھا لیکن بتانے کے لئے تیار نہیں تھا کہ وہ گھر سے کیوں بھاگ کر آیا ہے؟ ان دونوں بچوں نے جنسی تشدد اور معصومیت کی بے حرمتی کے ایسے ایسے واقعات بیان کئے کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ان معصوم بچوں نے ہمدرد جان کر مجھے یہ بتایا: "ہمارے جیسے درجنوں بچے گزشتہ ایک ماہ کے دوران یہاں آئے ہیں' ان پر پہلے جنسی تشدد کیا گیا اور پھر نہ جانے وہ کہاں غائب کر دیئے گئے۔ داتا دربار کے ارد گرد چارپائیوں پر درندوں کے ساتھ رات کو سوتے ہیں۔ ایسے واقعات کا سراغ لگانے والے لوگ صرف بیس روپے کے لالچ میں ان بچوں کے ساتھیوں سے یہ نہیں پوچھتے: وہ ان بچوں کو کہاں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لائے ہیں، ایسے ہی دو بچوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے میں نے انہیں ایسے ہوٹل کے کمرے میں بلایا تو میں نے ہوٹل کے کارندوں کی گفتگو سے یہ محسوس کیا کہ ان بچوں کو وہ جانتے ہیں اور یہ بچے جنسی وحشیوں کی درندگی کا شکار بننے کے لئے پہلے بھی کئی بار اس ہوٹل میں آچکے ہیں۔ مجرمانہ وارداتوں کی وجہ سے داتا دربار کے اردگرد واقع ہوٹلوں کے کرائے بھی آسمان سے باتیں کرتے ہیں۔ یہ معصوم بچے کئی راتوں سے جاگے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے سے تھکن نمایاں تھی۔ وہ اس قدر ٹوٹے ہوئے تھے کہ باتیں کرتے کرتے میرے بیڈ پر سو گئے اور میں گھٹنوں تک بے بسی کی تصویر بنا ہوا انہیں دیکھتا رہا۔ میں نے چونکہ مسلسل سات روز تک داتا دربار پر ٹھہرنا تھا اس لئے میں نے اپنے بیٹے کو کسی کام کی غرض سے گھر سے بلوایا۔ جب میرا بیٹا سبط حسین آیا تو اس نے ان بچوں کو دیکھ کر کہا: "ابو اگر کل کلاں خدا نخواستہ میں اس قسم کے حالات سے دوچار ہو جاؤں تو آپ کی حالت کیا ہوگی؟" میرے پاس اس معصوم کے اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔"

قارئین کرام!........اس سوال کا جواب تو میاں نواز شریف اور شہباز شریف کے ذمہ ہے کہ جنہوں نے یہاں اسلامیہ ہائی سکول ڈھا کر دربار مزید بڑا کر دیا۔ کیا اس لئے کہ نونہال علم کی بجائے جہالت کی بھینٹ چڑھیں........؟

دربار....جہاں عورتوں کی بولی لگتی ہے

۱۴ اگست کی شام مجھے ایک ملنگ بشیر خان نے کہا: "شاہ جی!........آیئے آپ کو ایک اور نظارہ کرائیں۔ ہم داتا دربار سے باہر آگئے۔ مین گیٹ کے ساتھ والی دیوار کے ساتھ ایک گاڑی کھڑی تھی۔ بشیر ملنگ نے ایک خاتون سے میرا تعارف کروایا۔ اس خاتون کے ساتھ ایک انتہائی "معزز" آدمی کھڑا تھا اور تین لڑکیاں........تعارف کے بعد وہ عورت مجھ سے مخاطب ہوئی اور کہنے لگی: "شاہ جی یہ ۲۵۰۰ کی ہے، یہ ۳۰۰۰ اور یہ ۵۰۰۰ کی۔ وہ اپنی "بیٹیوں" پر ہاتھ رکھ کے یوں مول بتا رہی تھی جیسے کسی بھیڑ بکری کا سودا کیا جاتا ہے۔ میں نے کوئی سودا کرنا ہی نہیں تھا۔ میں نے بات کو ٹالنے کے انداز میں کہا: "بی بی! ہم ملنگ لوگوں کے پاس اتنے پیسے کہاں ہوتے ہیں؟ عورت گالی دے کر بولی: "یہ ملنگ لوگ بڑے........ہوندے نیں شاہ جی" میں خاموشی سے چلا آیا۔ آتے ہوئے میں نے نادانستہ طور پر اس معصوم بچی کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا جس کی قیمت پانچ ہزار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روپے بتائی گئی تھی۔ وہ چودہ سال کی ہوگی، اس کی آنکھوں میں تیرتے والے آنسو میں آج تک جانتا ہوں یا پھر وہ بچی............جو "شرفاء" کی اس نگری میں دولت کی سولی پر لٹکاری گئی ہے۔ بشیر ملنگ کے ساتھ میں واپس آگیا۔ ان لوگوں نے مختلف ہوٹلوں کے اندر کمرے بھی بک کروا رکھے ہیں۔ یہ گاہک کا شناختی کارڈ لے لیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی لڑکی روانہ کر دیتے ہیں۔ جس روز کسی ملنگ کے پاس کوئی سادہ لوح خاتون نہ پھنسے وہ دوسروں سے کہتا ہے کہ آج میں روزہ سے ہوں۔ جب اسے کوئی سادہ لوح خاتون مل جائے تو وہ کہتا ہے کہ آج بہت روزی ملی ہے۔ اگر کئی سادہ لوح خواتین مل جائیں تو ملنگ کا جملہ کچھ یوں ہوتا ہے کہ "اج تے روزی اتے روزی دی اے"۔

ملنگوں اور ملنگنیوں کی ایک فوج ظفر موج ایک دربار سے دوسرے دربار تک سفر کرتی رہتی ہے۔ درجنوں ملنگ اور ملنگنیاں داتا دربار پر ہر وقت موجود رہتی ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اور انتظامیہ ان ملنگوں اور ملنگنیوں کا کوئی نوٹس نہیں لیتے، ملنگ ایسی ملنگنیوں کو "بھلے لوگ" کہتے ہیں جو خود گناہ کی زندگی بسر کرتی ہیں یا دوسرے شہروں سے آنے والی لڑکیوں کو گناہ کی زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیتی ہوں۔ ایسے "بھلے لوگوں" کی ایک بڑی تعداد کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ان میں سے بعض کے ساتھ ملاقات بھی کی۔"

داتا دربار کے "نعت گو" کی اصل حقیقت

منیر بھٹی نے بتایا کہ وہ ایک زمیندار گھرانے کا فرد ہے۔ گاؤں میں ایک لڑکی کے اغوا ہونے کے بعد ہماری ایک دوسری برادری کے ساتھ دشمنی شروع ہوگئی تو مجھے جیل جانا پڑ گیا۔ جیل میں میری ملاقات ایک جیب تراش لڑکے کے ساتھ ہوگئی۔ میں اس کے ساتھ جیل کے "منڈا خانہ" میں بند تھا۔ ہماری یہ دوستی اس قدر پکی ہوئی کہ جیل سے رہائی کے بعد بھی قائم رہی۔ جیب تراش عبدالمجید درباروں اور میلوں میں جیب تراشی کا دھندہ کرتا ہے۔ ان دنوں وہ داتا دربار پر اپنے "کاروبار" میں مصروف ہے اگر موقع ملا تو میں اس کے ساتھ بھی آپ کی ملاقات کراؤں گا۔ دشمنی کے نتیجہ میں گاؤں میں ہمارے آدمی مخالف پارٹی کے آدمیوں کو قتل کر دیتے اور مخالف پارٹی ہمارے لوگوں کو قتل کر دیا کرتی ہے۔ اس پر مقدمے بنتے اور ہمیں کئی دن مفرور کے طور پر چھپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر رہا ہوں تا۔ عبدالمجید نے مجھے مشورہ دیا کہ مفروری کی زندگی گزارنے کے لئے داتا دربار سے اچھی کوئی جگہ نہیں۔ یہاں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، لنگر رات دن ملتا ہے اگر کوئی پولیس کا اہلکار منہ ماری بھی کرے تو اسے دس روپے دے کر ٹرخایا جا سکتا ہے۔ میں نے طویل عرصہ یہاں ایک مفرور کے طور پر گزارا۔ یہاں کے رنگ ڈھنگ ہی نرالے تھے۔ میں نے یہاں پر مستقل رہنے کا ایک بہانہ نکالا، آواز اچھی تھی، نعت گوئی شروع کر دی۔ اب میں نے اپنے اس فن کی بدولت دربار پر آنے والی عادی خواتین اور لڑکیوں کے علاوہ مستقل طور پر رہنے والی کئی عورتوں کے ساتھ "خصوصی" "مراسم بنا رکھے ہیں۔ یہ مراسم اس قدر مضبوط ہیں کہ میں جب چاہوں کسی بھی ایک لڑکی یا عورت کو طلب کر سکتا ہوں۔ گھریلو لڑکیوں کے لئے گھر سے باہر نکلنے کا یہ بہانہ انتہائی معقول ہوتا ہے کہ وہ داتا دربار حاضری کے لئے جا رہی ہیں۔ اس حاضری کی آڑ میں وہ کیا کرتی ہیں........؟ اس کا گھر والوں کو اس وقت علم ہوتا ہے جب رسوائی ان کے گھروں کی دیواریں پھلانگ کر اندر داخل ہو چکی ہوتی ہے۔ اب میں نعت گوئی کرتا ہوں کہیں سے دس بیس روپے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ لنگر سرکاری مل جاتا ہے اور لڑکیوں کا شکار الگ کر لیتا ہوں۔ ہماری مخالف پارٹی کے ساتھ اب صلح ہو گئی ہے لیکن میں اپنے بھائیوں کے اصرار کے باوجود گھر نہیں جاتا ہوں۔ یہاں کی زندگی ہی بڑی دلچسپ ہے۔ "مال" بھی مل جاتا ہے اور دال روٹی بھی....... محنت بالکل نہیں کرنا پڑتی۔ اب میں کبھی کبھار گاؤں جاتا بھی ہوں تو ایک دن سے زیادہ رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ گھر والے اور گاؤں کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں داتا صاحب کی عقیدت اور محبت کے باعث یہاں پر رہتا ہوں لیکن یہ کوئی نہیں جانتا کہ یہاں کی رنگینیاں مجھے کہیں اور قیام ہی نہیں کرنے دیتی ہیں۔"

نعت خوانی کا کرشمہ جمعرات کو

جاوید ڈوگر صاحب رقمطراز ہیں کہ منیر بھٹی مجھے کہنے لگا........

"باباجی!........ کل جمعرات ہے ہم آپ کو ایسے ایسے "بھلے لوگ" ملوائیں گے کہ آپ حیران رہ جائیں گے.......باباجی! نعت خوانی ایک ایسا فن ہے جس پر اچھے بھلے کردار کی حامل گھریلو عورتیں قربان ہو جاتی ہیں۔ اس نے مجھے اپنے اس فن کا مظاہرہ کر کے دکھایا، میاں محمد بخش کا کلام گانے لگا تو میرے ارد گرد مرد و خواتین زائرین کا ایک ہجوم سا لگ گیا، وہ جس عورت کو بھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اشارے سے بیٹھ جانے کا حکم دیتا وہ اس کی تعمیل کرتی رہی۔ منیر بھٹی نے "اجتماع" یا "مجمع" ختم ہو جانے کے بعد مجھے بتایا "نعت سننے والے لوگوں میں کئی ایسے موجود تھے جنہیں وہ آسانی کے ساتھ بے وقوف بنا سکتا ہے۔" ثبوت کے طور پر چند منٹ کے بعد وہ ایک ایسی خاتون کو میرے پاس لے آیا جس کے ہاتھ میں تسبیح تھی اور وہ چند لمحے قبل میرے پاس بیٹھ کر منیر بھٹی سے نعت سن رہی تھی۔ اس خاتون نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ان کی بھابھی کے لئے دعا کروں کہ میں ایک درویش ہوں اور میری زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ درست ثابت ہوتا ہے۔ یہ خاتون تو میری جان چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ میں نے اس سے کہا:

"یہاں پر تو میں خود حاضری دے رہا ہوں۔ وہ اگر یہ چاہتی ہے کہ اس کا کام ہو جائے تو پھر وہ میرے پاس ہوٹل کے کمرے میں آئے' یہاں پر میں آرام کرنے کی غرض سے مختلف اوقات میں جایا کرتا تھا۔" یہ خاتون طے شدہ وقت کے مطابق میرے پاس ہوٹل میں پہنچ گئی۔ اس دوران منیر بھٹی مجھے اس خاتون کے بارے میں تمام معلومات فراہم کر چکا تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ سعدیہ کی بھابھی اپنے کسی ہمسائے کے ساتھ بھاگ گئی تھی اور وہ دا تا دربار پر دعا کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے درویش کی تلاش میں آئی تھی جو اپنے عمل یا تعویذ کے ذریعے اسے واپس لا سکے۔ جب سعدیہ میرے پاس ہوٹل میں آئی تو میں نے اسے اصل حقیقت بتادی کہ تمہاری بھابھی تو اپنے آشنا کے ساتھ فرار ہو گئی ہے۔ میرے اس انکشاف پر سعدیہ نے میرے پاؤں پکڑ لئے مگر میں نے خالصتاً "پیروں" کے سے انداز میں اسے جھٹک دیا اور دو چار گالیاں بھی سنا ڈالیں۔ میں نے سعدیہ کو تسلی دی کہ اس کی بھابھی جلد واپس مل جائے گی۔ میں نے سعدیہ سے کہا: "وہ اور اس کے گھر والے باقاعدگی سے نماز ادا کریں اور ذکر الٰہی میں مشغول رہیں اس کی سمجھ میں میری بات نہیں آرہی تھی۔ جب میں نے اصرار کیا تو وہ چیخ اٹھی کہ "باباجی! اگر نمازیں ہم نے ہی پڑھنی ہیں تو آپ جیسے لوگ کس مرض کا علاج ہیں؟" مجھے سعدیہ کی اس سوچ سے گہرا صدمہ ہوا اور میں سوچنے لگا کہ یہ جعلی پیر لوگ کس قدر سفاک اور ظالم ہیں کہ لوگوں کی نمازیں تک اپنے ذمے لے لیتے ہیں اور حیرت کی بات یہ ہے کہ خود بھی نماز ادا نہیں کرتے۔

قارئین کرام! آیئے' درمیان میں پیش آجانے والی اس دردناک تحریر کے بعد دوبارہ اصل موضوع کی طرف پلٹتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو دیوتا "سوما" اور "بدھ"

ہفتے کے دو دن = سوموار اور بدھ وار

"سوم" نامی ایک پودا ہے جس کی شاخوں کے سروں پر پھولوں کا ایک گچھا لگتا ہے۔ اس خوشبودار گچھے کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ اس سے بڑا صاف دودھیا رس نکلتا ہے۔ "رگ وید" میں اس پودے کا رنگ سرخ بتایا گیا ہے۔

ہندو مائیتھالوجی کے مطابق چونکہ سوما دیوتا اس پودے کا مالک ہے اور اس پودے کے رس یا جوس کو زندہ اور توانا رکھنے والا ہے اس لئے اسے "سوما" کہا جاتا ہے۔ اس پودے کا رس جسے "سوم رس" کہا جاتا ہے۔ دیوتاؤں کا من پسند مشروب ہے۔ چونکہ اس پودے کا رنگ سرخ ہے اس لئے سوما دیوتا کو لعل دیوتا بھی کہا جاتا ہے۔ رگ وید کے چند جملے ملاحظہ ہوں جن میں سوما دیوتا کو پکارا گیا ہے۔

(۱) چمکو! لعل دیوتا

(۲) خوب چمکو

(۳) وہ لعل جو آسمان تک پہنچتا ہے

(۴) لعل نے آسمان کا نور جیت لیا

قارئین کرام! سندھ کے شہر "سہون" میں صوبہ سندھ کا سب سے بڑا دربار لعل شہباز قلندر کا دربار ہے ـــــ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ اس دربار کے بزرگ کے نام کے ساتھ بھی "لعل" لگتا ہے اور جب لعل شاہباز کے دربار پر عرس کی رسومات کی ادائیگی کرنا ہوتی ہے تو اسے بھی ایک ہندو انجام دیتا ہے جس کا نام لعل داس ہے یعنی "لعل کا غلام" اور وہ گیت جو ملک بھر میں مشہور ہے اور دربار پر بکثرت گایا جاتا ہے اس میں بھی لعل ہی کا ذکر ہے:

لعل شہباز قلندر

جیوے لعل قلندر

یاد رہے! سندھ کے ہندو بھی لعل شاہباز قلندر کے میلے میں بڑی تعداد میں حاضر ہو کر نذر و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیاز دیتے ہیں۔

اسی طرح لاہور میں مغل بادشاہ شاہ جہان کے بنائے ہوئے تاریخی باغ شالامار کے ساتھ مادھو لعل حسین کا دربار بڑا مشہور ہے۔ یہ دو بزرگ شخصیتوں کا نام ہے۔ مادھو ـــــ اور حسین ـــــ مادھو ـــــ ہندوانہ نام ہے جبکہ حسین اسلامی نام ہے اور دونوں ناموں کے درمیان "لعل" مشترک ہے۔

اتفاق کی بات ہے کہ میں سندھ کے ایک شہر "ٹنڈو آدم" سے "حیدر آباد" کی طرف جارہا تھا تو راستے میں ایک شہر "اڈیرو لعل" آیا۔ میں نے یہاں تحقیق کی تو پتہ چلا کہ اس شہر کا نام "اڈیرو لعل" کے بزرگ کے نام پر ہے جن کا یہاں دربار ہے۔ میں نے یہاں اڈیرو لعل کا دربار دیکھا۔ مجھے بتلایا گیا کہ اس دربار پر مسلمانوں کی نسبت ہندو زیادہ تعداد میں آتے ہیں ـــــ اسی طرح ہندوستان کا پہلا حکمران اور بانی پنڈت جواہر لعل نہرو تھا۔ یعنی اس کے نام کے ساتھ بھی "لعل" لگتا ہے۔ اور نہرو کا جو باپ تھا اس کا نام "موتی لعل" تھا۔ اسی طرح "ہردوار" سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر "لعل ماتا" کا مندر بھی ہے۔ الغرض! جب میں تحقیق کرنے نکلا تو پاکستان میں کئی دربار اور ولی نظر آئے جو لعل کے نام سے مشہور ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہندوؤں کے ہاں ایک سوما ـــــ لعل اور ایک ماتا ـــــ لعل ہے ـــــ جبکہ یہاں کئی بزرگ لعل ہیں اور بسوں ویگنوں کے پیچھے اکثر یہ الفاظ لکھے ہوئے ملیں گے "جھولے لعل" ـــــ مزید برآں! "وار" کا معنی دن ہے اور ہفتے کے سات دنوں میں سے ایک دن "سوما" کا ہے۔ اس دن کو "سوموار" کہا جاتا ہے۔ پاکستان کی سرکاری زبان جو مغلوں کے دور میں مختلف زبانوں کے ملاپ سے وجود میں آئی تھی۔ آج اردو کے نام سے معروف ہے اس میں سوموار کا دن اب بھی استعمال ہوتا ہے۔ عربی میں اس دن کو "یوم الاثنین" کہا جاتا ہے جبکہ انگریزی میں اس دن کو (Monday) کہا جاتا ہے۔

جی ہاں ـــــ انگریزی میں یہ لفظ یونانیوں سے آیا چونکہ یونانی چاند دیوتا کی پوجا کرتے تھے اس لئے انھوں نے اس دن کو چاند دیوتا کا دن قرار دیا اور ہندوؤں نے اسے سوما کے نام منسوب کر دیا ـــــ جبکہ ہمارے بعض مسلمانوں نے اس دن کو "پیر" کا نام دے دیا اور یہ اس قدر مشہور ہوا کہ اب اردو زبان میں اس دن کے لئے "سوموار" اور "پیر" ـــــ دونوں استعمال ہوتے ہیں۔

یاد رہے! ہمارے جو مسلمان بھائی ولیوں کو مشکل کشا اور حاجت روا جانتے ہیں وہ ولی کو "پیر" کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں ـــــ "پیر" فارسی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی بزرگ کا ہے ـــــ الغرض! مسلمان بھائیو! ہم نے اس بحث کو اس لئے ذرا تفصیل کے ساتھ عرض کیا تاکہ ہم بھی غور و فکر کریں کہ ہم کدھر جا رہے ہیں؟ ـــــ سارے دن اللہ وحدہ لاشریک کے ہیں نہ کوئی دن سوما کا ہے ـــــ نہ چاند کا اور نہ کسی پیر اور ولی کا ـــــ یہ حقیقت بھی قابل ذکر ہے کہ ہندوؤں کے ہاں چاند کے دو نام ہیں ـــــ "چندرا اور سوما" ـــــ اس حوالے سے "وشنو پران" میں واضح کیا گیا ہے کہ "سوما دیوتا" ستاروں اور سیاروں کا بادشاہ ہے ـــــ اس سوما بادشاہ اور دیوتا کے بارے میں "وشنو پران" میں ایک کہانی بھی بیان کی گئی ہے کہ:

سوما دیوتا کا دماغ حد سے بڑھی ہوئی قوت اور اختیار نے خراب کر دیا چنانچہ وہ گستاخ اور شہوت پرست بن گیا۔ اس نے تکبر میں آ کر گورو در ہسپتی کی بیوی تارا کو اغوا کر لیا۔ در ہسپتی نے بیوی واپس لینے کی بڑی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ برہما دیوتا نے بھی سوما سے سفارش کی کہ در ہسپتی کی بیوی اسے واپس لوٹا دے مگر سوما نہ مانا اس پر شدید جنگ چھڑ گئی ـــــ اندرا دیوتا در ہسپتی کا طرفدار تھا دوسری طرف سوما دیوتا تھا۔ دونوں کی شدید جنگ میں تارا نے برہما دیوتا سے درخواست کی کہ مجھے تحفظ دیا جائے چنانچہ برہما دیوتا نے تارا کو اپنے پاس تحفظ کے لئے رکھ لیا ـــــ اب در ہسپتی جنگ کے خاتمے پر اپنی بیوی کو برہما سے لینے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ تو حاملہ ہے۔ اس پر در ہسپتی نے کہا: کہ میں اسے اپنے ساتھ نہیں لے جاتا حتی کہ بچہ پیدا ہو جائے اس پر برہما نے حکم دیا تو فوراً وہ بچہ پیدا ہو گیا۔ یہ بڑا خوبصورت اور طاقتور تھا۔ سوما کہنے لگا یہ میرا بچہ ہے ـــــ مگر در ہسپتی کہنے لگا کہ یہ میرا ہے۔ اس جھگڑے پر تارا سے فیصلے کے لئے کہا گیا تو وہ شرمساری سے کچھ بول ہی نہ سکی۔ اس خاموشی پر بچہ جلال میں آ گیا اور اپنی ماں سے کہنے لگا: سچ سچ بتا کہ میرا باپ کون ہے؟ ورنہ سخت سزا دوں گا۔ اس پر برہما نے بچے کا غصہ ٹھنڈا کیا اور تارا سے کہا کہ سچ سچ بتا دے۔ تارا نے کہا اس بچے کا باپ "سوما" ہے۔ اس پر سوما خوشی سے دمک اٹھا۔ اس نے بچے کو پیار سے سینے کے ساتھ لگا لیا اور کہا: "میرے بیٹے! تم واقعی بہت بدھ (دانا) ہو۔"

اس پر سوما کے بیٹے کا نام بدھ پڑ گیا۔ ہفتے کے ایک دن کا نام اسی مناسبت سے "بدھ وار" مشہور ہو گیا۔

جی ہاں! ہمارے بعض نادان بھائی ـــــ اسی بدھوار کے حوالے سے کہہ دیتے ہیں کہ "بدھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کم سدھ "یعنی بدھ کے دن کام سنور جاتا ہے ـــــ کون سنوارتا ہے؟ بدھ دیوتا؟ ـــــ مسلمانو! اپنے عقائد، اپنے جملوں اور اپنے اعمال کی اصلاح کر لو کہ کن کے ساتھ مشابہت کئے چلے جا رہے ہو؟ اسلامی کیلنڈر میں جو دنوں کے نام ہیں کس قدر فطری ہیں۔ شرک سے پاک ہیں۔ مثال کے طور پر:

یوم الجمعہ	ـــــ	جمعہ کا دن
یوم السبت	ـــــ	ہفتہ
یوم الاحد	ـــــ	ہفتہ کا پہلا دن
یوم الاثنین	ـــــ	دوسرا دن
یوم الثلثاء	ـــــ	تیسرا دن
یوم الاربعاء	ـــــ	چوتھا دن
یوم الخمسیں	ـــــ	پانچواں دن

جمعہ کا دن وہ دن ہے کہ اس روز مسجد کا خطیب منبر پر بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ دیتا ہے تو پہلا لفظ! جو اس کی زبان سے نکلتا ہے وہ ہے "الحمد للہ" ـــــ یعنی جمعہ کا دن اللہ کی توحید اور تعریف بیان کرنے کے لئے جمع ہونے کا دن ہے۔

ہندو دوستو! تمہارے دشنو پران کے مطابق یہ کہانی اس طرح اختتام پذیر ہوتی ہے کہ جب تارا نے اعتراف کر لیا کہ بچہ سوما کا بیٹا ہے تو تارا کے خاوند ورہسپتی نے اپنی بیوی تارا کو آگ کے شعلوں میں بھسم کر کے راکھ کا ڈھیر بنا دیا ـــــ تاہم برہما دیوتا نے اسے دوبارہ زندہ کر دیا۔ اب چونکہ آگ نے تارا کو پاک کر دیا تھا للذا ورہسپتی نے تارا کو نئے سرے سے قبول کر لیا۔

ہندو دوستو! سوچئے، جب دیویوں اور دیوتاؤں کے بارے میں بدکرداریوں کے قصے یوں مقدس سمجھے جائیں گے تو کس کی بیوی، بیٹی اور بہن کی عزت محفوظ رہے گی کہ عزتیں لوٹنا۔ بیویاں ہتھیانا تو دھرم ٹھہرا۔ سوچئے! یہ دھرم ہے تو ادھرم کس بلا کا نام ہے؟

ستارے اور سیارے بزرگوں کی نورانی ارواح؟

معروف مؤرخ محمد قاسم فرشتہ ستاروں اور سیاروں کے بارے میں ہندوؤں کا عقیدہ بیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"آسمان پر جو درخشندہ ستارے نظر آتے ہیں ان کی حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ قدیم بزرگ ہیں جنہوں نے دنیا میں خدا کی سچی عبادت کی اور اس کے نتیجے میں یہ نورانی وجود اختیار کر لیا اور ان (بزرگوں) کی ذات خداوند تعالیٰ کے اوصاف کی حامل ہو گئی۔ یہ نورانی وجود اپنے ارادے سے بسیط آسمانی فضاؤں میں اڑتے پھرتے ہیں۔ ان بزرگوں یا نورانی پیکروں میں جو کمال کے اعلیٰ مدارج تک پہنچتے ہیں وہ بہت زیادہ اونچائی پر ہیں۔ (وہ) بڑے ستارے ہیں اور اس دنیا کی طرف پلٹنے کا خیال نہیں کرتے لیکن جو کم درجے کے کامل بزرگ ہیں انہوں نے چھوٹے چھوٹے ستاروں کا روپ اختیار کر لیا ہے لیکن وہ فضا کی انتہائی بلندیوں پر متمکن نہیں بلکہ اپنی دنیاوی عبادات و ریاضت کے مطابق بلندی پر ہیں۔ یہ نورانی وجود دنیا کی طرف واپس آجاتے ہیں۔

(تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۴۷)

ہندو دوستو! صورت حال یہ ہے کہ انڈیا اس وقت دنیا میں انفارمیشن ٹیکنالوجی میں بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ ۲۰۰۰ء میں اس نے اس ٹیکنالوجی کو برآمد کر کے ۴ بلین امریکن ڈالر کا زر مبادلہ کمایا۔ برطانیہ نے اعتراف کیا کہ ہندوستان انفارمیشن ٹیکنالوجی میں اس سے چار گنا آگے ہے۔ مگر ——مگر کیا آپ کو ابھی تک یہ انفارمیشن اور اطلاع نہیں ملی کہ امریکہ چاند پر پہنچ گیا۔ مریخ پر پہنچنے کی تیاریاں ہیں اور یہ کہ ستارے اور سیارے کائنات کی بسیط فضا میں گردش کر رہے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ بزرگوں کی ارواح ہے۔ یہ پرانی جہالت اور نادانی کی باتیں تھیں کہ جنہیں یارو! اب بھی تم سینے سے لگائے بیٹھے ہو۔

صورت حال یہ ہے کہ ایک ہندو سادھو نے مراقبے (یوگا) کے ذریعے ستاروں اور سیاروں میں پہنچ کر بزرگوں کی ارواح سے ملاقات کروانا شروع کر دی ہے اور اس پر انگریزی میں ایک کتاب بھی لکھ دی جس کا عنوان ہے۔ (Easy Journey to Other Planets) "دوسرے سیاروں کی جانب آسان سفر" جی ہاں! یہ سفر مراقبے کے ذریعے یعنی پرانی جہالتوں کو سائنس کا رنگ دے کر اپنے لوگوں کو جہالت ہی میں رکھنے کی اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ ہندوؤں میں ہفتے کے سات دن سات سیاروں سے منسوب ہیں:

(۱) روی (سورج)........جسے انگریزی میں (Sunday) کہا جاتا ہے یعنی سورج کا دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۔۔۔۔تو ہندوؤں کے ہاں بھی اس دن کو سورج کا دن ہی کہا جاتا ہے۔ اس کے لئے تین نام معروف ہیں۔

(الف) روی بار

(ب) روی وار

(ج) اتوار یا اتوار

ہندوؤں کی ایک بڑی کتاب جو علم نجوم پر مشتمل ہے "جوتش تتوا" نامی اس کتاب میں بتلایا گیا ہے کہ جو شخص روی یعنی سورج کے تحت پیدا ہوگا یعنی اتوار کو پیدا ہوگا۔ اس کا دل فکر مندی کا شکار رہے گا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) چندر یا سوم....... جس سے "سوموار" کا دن معروف ہے۔ اس کا تعلق چاند اور "سوما دیوتا" سے ہے۔ اس دن کے تحت پیدا ہونے والے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ بڑی اچھی قسمت کا مالک ہوگا۔ انگریزی میں اس دن کو (Monday) کہا جاتا ہے۔ یعنی چاند کا دن۔

(۳) منگل....... جو شخص منگل سیارے کے تحت پیدا ہوگا وہ تفکرات اور خوف میں گھرا رہے گا۔ یہ فقرہ لوگوں میں عام ہے "منگل، مارے سنگل"۔

(۴) بدھ....... یہ بھی دیوتا اور سیارے کا نام ہے۔ اس دن کے تحت پیدا ہونے والے کے کام سنورتے رہتے ہیں۔

(۵) ویروار....... یہ "ورہسپتی" کے نام سے معروف ہے۔ یہ اس قدر بڑا بزرگ ہے کہ وہ دیوتاؤں کا بزرگ (گرو) ہے۔ اس کے نام کے حوالے سے "ویروار" اس کا دن ہے۔ یاد رہے! ہمارے ہاں "ویروار" کا لفظ اب تک چلتا ہے۔ البتہ اس دن کو اب "جمعرات" بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دن ولیوں اور بزرگوں کا دن ہے۔ جبکہ ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ ورہسپتی کے اس دن میں جو پیدا ہوگا وہ ہر دلعزیز ہوگا۔ محلات، باغات وغیرہ کا مالک ہوگا۔

(۶) شکر....... جمعہ کا دن مراد ہے۔ یہ بھی ایک بزرگ اور سیارے کا نام ہے۔ اس کے تحت پیدا ہونے والا ماضی اور مستقبل کا علم حاصل کر لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) سنی……ہفتہ کا دن مراد ہے۔ یہ بھی ایک بزرگ ہے۔ جو سیارہ بن گیا۔ اس کے نام کے حوالے سے ہفتے کے دن کو "سنیچر" کہا جاتا ہے۔ اردو زبان میں یہ دن "سنیچر" کے نام سے ہی ابھی تک استعمال ہوتا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں اس کے اثرات بد کی بہت سی کہانیاں معروف ہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ ان سیاروں کے حوالے سے گمراہ مسلمان بھی اپنی تقدیر معلوم کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ آج ہمارے پاکستان کے اخبارات اور جرائد آسمان کے برجوں اور ستاروں کی باقاعدہ تفصیلات دیتے ہیں کہ فلاں سیارے کی فلاں خصوصیت ہے اور فلاں سیارے کی فلاں خصوصیت ہے اور لوگ ان سے اپنی تقدیر اور مستقبل کے حالات معلوم کرتے ہیں ـــــ ہم ایسے بھٹکے مسلمانوں اور ہندوؤں کو اسلام کا وہ صاف ستھرا عقیدہ بتلاتے ہیں جو بالکل فطری عقلی اور سائنٹیفک ہے۔

ستاروں اور سیاروں کے بارے میں اسلام کا نظریہ

یہ سارے اللہ کی مخلوق ہیں ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ

(الملک:۵)

ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور انہیں شیطانوں کو مار بھگانے کا ذریعہ بنایا۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ

(الانعام:۹۷)

وہ اللہ جس نے تمہارے فائدے کے لئے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کر سکو۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۞ (النحل:۱۶)

اور وہ ستاروں کے ذریعہ بھی راستہ معلوم کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی خشکی (ریگستانوں) اور سمندروں میں جہازران —— ستاروں کے ذریعہ راستہ معلوم کرتے ہیں تو آسمان کی وسعتوں میں خلانورد بھی اپنے راستے معلوم کر سکتے ہیں۔ جی ہاں! یہ ہے قرآن کا آفاقی پیغام جو عقلی، فطری اور سائنسی ہے۔ یہاں طلسمات اور من گھڑت کہانیوں کی کوئی گنجائش نہیں۔

یاد رہے! آج دنیا کے اہل علم واقف ہیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن —— دراصل دونوں کی گردشوں اور منزلوں کا معاملہ ہے چنانچہ فلکیات کے ماہرین پہلے ہی بتلا دیتے ہیں کہ فلاں علاقے میں فلاں وقت پر سورج یا چاند گرہن ہو گا —— یعنی یہ اللہ کا بنایا ہوا انتظام ہے جو معمولی سا بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوتا اور اسی کے تحت ہی سائنسدان آگاہ کر دیتے ہیں۔ اللہ اکبر —— آج سے چودہ سو سال قبل پیغمبر اسلام جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے بارے میں کس قدر بڑی سائنسی بات کہی۔ ہدایت حاصل کرنے والوں کے لئے یہ اکیلی بات ہی کافی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

اللہ کے رسول ؐ کے زمانے میں ایک دفعہ سورج گرہن لگا اور اتفاق سے اسی روز اللہ کے رسول ؐ کے صاحبزادے ابراہیم فوت ہو گئے۔ اس پر لوگوں نے کہا: کہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج کو گرہن لگا ہے۔ کیونکہ اس دور میں یہی عقیدہ تھا کہ کسی بڑے انسان کی پیدائش یا موت پر سورج یا چاند گرہن لگتا ہے چنانچہ اللہ کے رسول ؐ نے اس موقع پر لوگوں کو مخاطب کر کے آگاہ کیا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ (بخاری و مسلم)

اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ —— سورج اور چاند کی اس کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں کہ یہ اللہ کے نشانات میں سے دو نشان ہیں اور ان دونوں کو لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔

لوگو! آج کے اگر کسی پنڈت، سادھو اور پیر کو اپنے مریدوں اور چیلوں کے عقائد کے پس منظر میں ایسا موقع مل جاتا تو وہ اس کا حد سے بھی بڑھ کر فائدہ اٹھاتا —— مگر قربان جاؤں۔ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔ آپ واقعی سچے رسول تھے آپ ؐ نے روایتی عقیدہ پر کلہاڑا چلایا۔ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تباہ کر دیا اور ایسی عظیم سائنسی حقیقت بیان کر دی جو بعض بدقسمتوں کی سمجھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں آج تک نہیں آ رہی۔ موجودہ ٹیکنالوجی کی اکیسویں صدی میں بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ تعجب اور ازحد افسوس کی بات ہے۔

اسی طرح بخاری و مسلم ہی کی روایت میں حضرت خالد بن زیدؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے حدیبیہ کے مقام پر ہمیں صبح کی نماز ایسی رات کو پڑھائی جس میں بارش ہوئی تھی چنانچہ آپؐ نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے اس پر فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج صبح میرے بہت سے بندے مؤمن ہو گئے اور بہت سے کافر جس نے یہ کہا کہ یہ بارش اللہ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں سے اس نے کفر کیا اور جس نے یہ کہا کہ یہ بارش فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے اس نے مجھ سے کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔

اللہ کے بندو! اب سوچ لو کہ تم نے ستاروں اور سیاروں کو اپنا رب بنانا ہے یا ستاروں اور سیاروں کے خالق کو اپنا رب بنانا ہے؟

مقدس پودے "تلسی" کی پوجا

تلسی ایک پودا ہے جس کے حوالے سے ہندوؤں میں "تلسی داس" نام بڑی کثرت سے رکھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے "تلسی کا بندہ"۔

"اس کی پوجا عام طور پر "وشنو" کے پرستار کرتے ہیں۔ پودے کو اس دیوتا کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے بڑی احتیاط کے ساتھ اس کی پرورش اور دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ ہر صبح کو اس کے نزدیک کی زمین پر پانی اور گائے کے گوبر کا پوچا لگایا جاتا ہے اور رات کو اس کے سامنے دیا جلایا جاتا ہے۔ سال کے دو گرم ترین مہینوں کے دوران پانی کا ایک برتن اس کے اوپر لٹکایا جاتا ہے تاکہ اس میں سے قطرہ قطرہ پانی ٹپکتا رہے اور نمی قائم رہے۔ جب کوئی پودا مر جاتا ہے تو اسے دریا میں اسی احترام کے ساتھ بہا دیتے ہیں جس احترام کے ساتھ کسی مورتی کو اس کی پوجا ختم ہو جانے کے بعد بہا دیتے ہیں۔ قریب المرگ شخص کے سرہانے تلسی کی شاخ رکھ دینے کا عام رواج ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پودے کی پرستش کیسے شروع ہوئی اس کی وضاحت اس کہانی سے ہوتی ہے کہ تلسی نامی ایک عورت نے بڑی سخت ریاضتیں اس مقصد کے لئے کیں کہ وہ "وشنو" کی بیوی بن جائے۔ وشنو کی بیوی لکشمی کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے تلسی کو سراپ (بددعا) دی اور اس عورت کو اسی کے نام والے پودے میں تبدیل کر دیا۔"

(ہندو صنمیات صفحہ ۴۲۲)

اللہ کے بندو! ہم نے کروڑوں دیویوں اور دیوتاؤں میں سے ان مشہور دیوتاؤں اور دیویوں کی داستانیں رقم کیں جن کی سب سے زیادہ پوجا کی جاتی ہے اور وہ بنیادی دیوتا اور دیویاں ہیں ـــــ ہم ان داستانوں کے ساتھ ساتھ عقلی اور فطری باتیں بھی کرتے رہے ہیں تاکہ ان کی پوجا کرنے والوں کی عقل روشن ہو جائے۔ سوئی ہوئی فطرت بیدار ہو جائے اور انسان اپنے خالق حقیقی کی طرف پلٹ آئے۔ لوٹ آئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

تہوار اور روایات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑا کمبھ میلہ

ہندوستان ـــــ ہندوؤں کا وہ ملک ہے جہاں تہواروں، میلوں اور عرسوں کا کوئی شمار نہیں۔ ہر تہوار کے پس منظر میں ایک نہیں کئی کئی کہانیاں ہیں۔ پھر ہر تہوار ملک کے مختلف حصوں میں مختلف انداز سے منایا جاتا ہے ـــــ تاہم وہ تہوار جو ملکی سطح پر منائے جاتے ہیں اور ہر ہندو اس میں شامل ہوتا ہے۔ ہم ان تہواروں اور میلوں کا تذکرہ کریں گے ـــــ اور پھر دیگر روایات کا تذکرہ کریں گے جو قابل ذکر ہیں۔

ہندوستان کے بے شمار میلوں میں سب سے بڑا میلہ کمبھ میلہ ہے۔ "کمبھ" مٹی کے گھڑے کو کہا جاتا ہے۔ اس میلے کے انعقاد کی روایت اس طرح ہے کہ ایک بار دیوتا کمبھ یعنی مٹی کے گھڑے کے لئے لڑ پڑے۔ اس لئے کہ گھڑے میں "سوم رس" یعنی آب حیات تھا۔ لڑائی کے دوران "وشنو" گھڑا لے اڑا لیکن گھڑا اٹھائے ہوئے جب وہ بر سرپیکار تھا تو اس گھڑے میں سے چار قطرے زمین پر گر پڑے۔ ایک قطرہ "الہ آباد" میں گرا، دوسرا قطرہ "ہردوار شہر" میں گرا، تیسرا "ناسک" میں گرا اور چوتھا قطرہ "اجین شہر" میں گرا۔ لڑائی متواتر بارہ دن تک جاری رہی۔ آخر کار فتح پانے والے دیوتاؤں نے اس آب حیات یا "سوم رس" کو غٹ غٹ کر کے پی لیا۔ غٹ غٹ پینے کے منظر کو تصویری شکل میں کمبھ میلہ پر دکھلایا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق چونکہ ان دیوتاؤں کی زندگی کا ایک دن دنیاوی زندگی کے بارہ سالوں میں برابر تقسیم کیا گیا ہے۔ لہٰذا تین تین سال بعد چاروں مقدس مقامات پر میلے لگتے ہیں جبکہ بارہ سال بعد سب سے بڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میلہ لگتا ہے۔ ان چاروں مقامات کی تفصیل اس طرح ہے۔

الہ آباد

یہاں ۱۹۸۹ء میں کمبھ میلہ منعقد ہوا تھا جس میں دو کروڑ ہندو شریک ہوئے تھے اور انہوں نے یہاں اشنان (غسل) کیا تھا۔ ہندو دعویٰ کرتے ہیں کہ یہاں روئے زمین پر سب سے بڑا مذہبی اجتماع ہوتا ہے۔ الہ آباد کا مقام اس لئے بھی انتہائی تقدس کا درجہ رکھتا ہے کہ یہاں ہندوؤں کے تین مقدس دریاؤں کا سنگم واقع ہے یعنی یہاں دریائے گنگا، جمنا اور سرا سوتی آکر ملتے ہیں لہٰذا یہاں ہر ہندو کی خواہش ہوتی ہے کہ ایک غوطہ لے تاکہ اس کے سارے گناہ (پاپ) دھل جائیں۔

یاد رہے! الہ آباد —— انڈیا کے صوبہ اتر پردیش کا شہر ہے۔ الہ آباد کے تقدس کی وجہ سے اسے یہ مقام بھی حاصل ہے کہ یہاں ہر چھ سال کے بعد "کمبھ میلہ" کا نصف یعنی "آردھ میلہ" بھی لگتا ہے۔ مزید برآں یہاں جنوری فروری میں "ماگھ میلہ" بھی لگتا ہے۔

الہ آباد میں تین دریاؤں کے سنگم پر سو گھاٹ بنائے گئے ہیں۔ ہر گھاٹ کے تقدس اور تعمیر کی ایک الگ داستان ہے۔ مختلف گھاٹوں کو مختلف راجاؤں نے تعمیر کرایا تھا۔ میلے کے موقع پر بالکل برہنہ سادھو جنہیں ناگ (سانپ) کہا جاتا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔ کوئی نہار ہا ہوتا ہے تو کوئی گھاٹ پر بے سدھ برہنہ پڑا ہوتا ہے اور کوئی راکھ مل کر ایک پاؤں پر کھڑا دریا میں عبادت کر رہا ہوتا ہے۔

ہردوار

ہندو عقیدے کے مطابق سوم رس کا دوسرا قطرہ جس شہر میں گرا وہ "ہردوار" ہے۔ یہاں بھی کمبھ میلہ لگتا ہے۔ "ہردوار" انڈیا کے صوبے "اتر پردیش" کا شہر ہے۔ اس کا معنی ہے "دیوتاؤں کی جانب دروازہ" —— اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دریائے گنگا جو ہمالیہ کی چوٹیوں سے نکلتا ہے وہ "ہردوار" کے مقام پر آکر میدان میں داخل ہوتا ہے یعنی ہردوار کا شہر ایسے مقام پر واقع ہے جہاں دریائے گنگا پہاڑی اور میدانی علاقے کے سنگم پر واقع ہے۔ یہاں وشنو دیوتا کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدموں کے نشان ایک پتھر پر بنائے گئے ہیں۔ ہر شام کو جب سورج غروب ہوتا ہے تو سادھو "گنگا آرتی" بجالاتے ہیں۔ یعنی گنگا کی پوجا کرتے ہیں۔ "آرتی" اس طرح اتارتے ہیں کہ ایک خصوصی تھال جس میں چراغ فٹ (FIT) ہوتا ہے۔ اسے جلایا جاتا ہے۔ اگربتیاں جلائی جاتی ہیں اور کچھ تبرک اس تھال میں ہوتا ہے۔ اس تھال کو ایک پنڈت گنگا کے بت کے سامنے دائیں سے بائیں۔ اوپر تلے گھماتا رہتا ہے اور باقی موجود لوگ اس کے ساتھ مل کر بھجن یعنی گنگا کی تعریف میں گیت گاتے ہیں۔ اس موقع پر دریائے گنگا میں لائٹیں جلائی جاتی ہیں۔ جگہ جگہ رنگ برنگ پرساد تقسیم ہوتے ہیں۔ یعنی حلوے میں مختلف رنگ ملا دیئے جاتے ہیں۔ اس تبرک کو پرساد کہا جاتا ہے۔ وہ تقسیم کیا جاتا ہے۔

یہاں چیئر لفٹ بھی لگائی گئی ہے جس پر بیٹھ کر مندروں اور دریا کے گھاٹوں اور ان پر عبادت کرنے والوں کے مناظر کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

یاد رہے! یہاں بہت بڑی تعداد میں "آشرم" موجود ہیں اور اگلا کمبھ میلہ یہاں پر ۲۰۱۰ء میں منعقد ہونے والا ہے۔

ناسک

تیسرا مقام جہاں سوم رس کا قطرہ گرا وہ انڈیا کے صوبے مہاراشٹر کا شہر "ناسک" ہے۔ یہ شہر ہندوؤں کے مقدس دریا "گوداوری" کے کنارے واقع ہے۔ دریا کے کنارے پر بہت سارے مندر اور اشنان کے لئے گھاٹ ہیں۔ یہاں شہر کے مرکز سے ایک کلو میٹر کے فاصلے پر مشرق کی طرف ایک حوض یا تالاب ہے جسے "رام کنڈ" کہا جاتا ہے۔ یہاں اشنان کے لئے گھاٹ بھی بنائے گئے ہیں۔ اس جگہ کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ جس کی ارتھی (میت) کی راکھ اس تالاب میں پھینک دی گئی وہ نجات پا گیا۔ اس تقدس کی وجہ یہ عقیدہ ہے کہ رام اور سیتا جب جنگل میں "بن باس" لے رہے تھے تو انہوں نے اس جگہ سے پانی کو استعمال کیا تھا۔ چنانچہ جواہر لعل نہرو اور اندرا گاندھی کی ارتھیوں کو جلانے کے بعد ان کی راکھ بھی اسی تالاب میں پھینکی گئی تھی کیونکہ انہوں نے اس کی وصیت کی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجین

چوتھا اور آخری قطرہ جس شہر میں گرا وہ انڈین صوبے "مدھیہ پردیش" کا شہر اجین (Ujjain) ہے۔ یہاں ۱۹۹۲ء میں کمبھ میلہ لگ چکا ہے۔ یہ شہر دریائے "شپرا" کے کنارے آباد ہے۔ لاکھوں لوگوں نے ۱۹۹۲ء میں یہاں میلے میں شامل ہو کر اشنان کیا۔ یہاں کا معروف اور سب سے بڑا مندر "مہاکالیشور" مندر ہے۔ جہاں شو جی کی پوجا ہوتی ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ "مدھیہ پردیش" کا دارالحکومت بھوپال ہے اور یہ وہ شہر ہے کہ جس کی حکمران شاہجہان بیگم تھی۔ یہ بڑی معروف حکمران تھی۔ اس حکمران عورت نے مولانا سید صدیق حسن رحمہ اللہ سے شادی کرلی تھی جو اپنے دور میں کتاب و سنت کے داعی اور بہت بڑے عالم تھے۔ عربی زبان میں کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی کتب عالم عرب میں آج بھی معروف ہیں اور علماء کی تشنگی بجھاتی ہیں۔

نو راتوں کا تہوار: نو رتری

دسویں دن: دسہرا

سارے انڈیا میں دھوم دھام سے منایا جانے والا یہ سب سے بڑا تہوار ہے۔ نو راتوں کا تہوار "درگا دیوی" کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں کہانی یہ بیان کی جاتی ہے کہ:

دیوتاؤں نے جنوں کے بادشاہ "ماہیشر" سے خطرہ محسوس کیا کہ وہ عنقریب ان پر حملہ آور ہو جائے گا چنانچہ انہوں نے آسمان میں مل کر یہ فیصلہ کیا کہ سارے مل کر ایک زور آور دیوی بنائیں جو جنوں کے بادشاہ کا خاتمہ کرے۔ چنانچہ فیصلے کے فوری بعد برہما کے مونہوں سے ایک زبردست روشنی نکلی۔ اس روشنی کو وشنو اور مہیش نے دس ہاتھوں والی دیوی میں تبدیل کردیا۔ یہ دیوی انتہائی خوبصورت تھی۔ پھر باقی دیوتاؤں نے اپنے خصوصی ہتھیاروں سے اسے مسلح کیا۔

درگا دیوی اپنے حسن کے نظارے دکھلاتے ہوئے جنوں کے بادشاہ کے پاس گئی تو بادشاہ نے اسے شادی کی پیشکش کی۔ دیوی نے کہا: شادی کے لئے شرط یہ ہے کہ تم مجھے شکست دو۔ جنوں کا بادشاہ اس شرط پر راضی ہوگیا۔ چنانچہ جنوں کے بادشاہ نے بھینس کو درگا سے لڑنے کے لئے بھیجا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر درگا نے اسے شکست دے دی پھرباقی جنات لڑنے کو آئے وہ بھی شکست سے دوچار ہوئے۔ آخر میں بادشاہ کا کمانڈر انچیف "رکتابیجا" بھی شکست کھا گیا۔

فتح کی اس یاد میں ہندوستان بھر میں لوگ ڈانس کرتے ہیں۔ ناچتے ہیں۔ گربا کھیلتے ہیں اور درگا کی فتح کی یاد مناتے ہیں۔ بھینس کا سمبل بھی بناتے ہیں جسے درگا نے شکست دی تھی۔ ان نو راتوں میں سے تین دن درگا، لکشمی اور سرا سوتی کی پوجا کی جاتی ہے۔ مختلف علاقوں میں مختلف انداز سے "نورتری" منائی جاتی ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں رنگارنگ کپڑے پہن کر "گاربھا" کا کھیل کھیلتے ہیں۔ "درگا" کو "شکتی دیوی" یعنی آسمانی قوت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ہندوؤں کے پنجتن کی رکن بھی ہے۔ ہندوؤں کے "اشون" مہینے میں یعنی ستمبر اکتوبر میں اس کا تہوار ہوتا ہے۔

نورتری کے دسویں دن کو "دسہرا" کہا جاتا ہے۔ یہ دن اس یاد میں منایا جاتا ہے کہ اس روز "درگا دیوی" کی مدد سے رام نے راون کو قتل کیا تھا۔ چنانچہ ملک بھر میں راون کے مجسمے بنا کر جلائے جاتے ہیں اور ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر کے رام اور لکشمن کی فتح کا منظر تازہ کیا جاتا ہے۔

شمالی انڈیا یعنی پہاڑی علاقوں میں "رام لیلہ" بھی منائی جاتی ہے۔ رام لیلہ اس یاد میں منائی جاتی ہے کہ جب رام اور لکشمن چودہ سال جلاوطنی کی مدت گذار کے واپس ایودھیا آئے تھے تو بھرت نے کس طرح تاج و تخت رام کے سپرد کیا تھا۔ اس حوالے سے اس یاد کو "رام لیلہ" کہا جاتا ہے۔

شوجی کا تہوار: شورتری اور گیارہ مقدس کھانے

یہ تہوار بھی سارے انڈیا میں منایا جاتا ہے۔ یہ ہندو کیلنڈر کے مطابق "فارگونا" مہینے میں چاند کی چودھویں رات کو منایا جاتا ہے۔ تب فروری کا مہینہ ہوتا ہے۔ پرانوں کے مطابق اس تہوار کے پس منظر میں یہ کہانی کارفرما ہے کہ:

"سمدرا منتھن" جو زہر کا ایک برتن ہے وہ سمندر میں حل ہو گیا۔ اس پر دیوتا اور جنات ڈر گئے کہ اب تو ساری دنیا تباہ ہو جائے گی چنانچہ سب گھبرا کر دوڑتے ہوئے شوجی کے پاس گئے تو شوجی نے اس زہر قاتل کو پی لیا لیکن اسے گلے پر ہی رکھا آگے نگلا نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شوجی کا گلا نیلے رنگ کا ہو گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ شوجی کو "نیلا کنٹھا" کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے "نیلے گلے والا" تو "شوا رتری" کے تہوار کا مطلب یہ ہے کہ شوجی نے دنیا کو بربادی سے بچالیا۔

"شوا رتری" کے دن کا تہوار اس طرح منایا جاتا ہے کہ "لنگاجی" کو گائے کی پانچ مقدس اشیاء سے اشنان (غسل) کرایا جاتا ہے۔ ان پانچ چیزوں کو "پنچاگاؤ" کہا جاتا ہے۔

(۱) دودھ

(۲) لسی (SourMilk)

(۳) پیشاب

(۴) مکھن

(۵) گوبر

اسی طرح پانچ کھانے یا اشیاء ایسی ہیں جنہیں "ابدیت کے کھانے" کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں:

(۱) دودھ

(۲) گھی

(۳) دہی

(۴) شہد

(۵) شکر

ان پانچ ابدی کھانوں کو لنگاجی کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے ـــــ گیارہ کھانے پورے کرنے کے لئے لنگاجی کے سامنے "دھتورہ" بھی رکھ دیا جاتا ہے۔ یہ اگرچہ زہریلا ہے مگر یہ گیارھواں کھانا بھی مقدس ہے اور اس کے شامل ہونے سے گیارہ کھانے مکمل ہو جاتے ہیں کیونکہ شوجی کے ہاں گیارہ کی تعداد مقدس ہے۔

آخر پر شوجی کے پجاری برکت کے لئے ورت یا برت (روزہ) رکھتے ہیں۔ شوجی کی پوجا کو گرم خیال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح عورتیں خصوصی طور پر نور رتری میں شامل ہوتی ہیں اور عقیدہ رکھتی ہیں کہ اس سے ان کے شوہروں اور بیٹوں کے معاملات سنور جاتے ہیں جبکہ غیر شادی شدہ عورت شوجی کے لنگاجی کی پوجا کر کے یہ امید رکھتی ہے کہ اسے ایسا خاوند ملے گا جو شوجی جیسا ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شوجی کے ایک ہزار آٹھ نام ہیں۔ ہر نام کے شروع میں اوم ہے۔ ہم یہ نام لکھنے سے تو قاصر ہیں۔ البتہ پہلا نام جو بڑا مشہور ہے وہ ہے:

"اوم ناماہ شیوایہ"۔

تہوار کے موقع پر فجر کے وقت ہی مندروں میں گھنٹیاں بج اٹھتی ہیں اور لنگاجی کی عبادت شروع ہو جاتی ہے۔ لوگ "شنکر جی کی جے" کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ یاد رہے! شوجی کو شنکر جی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد لوگ سارا دن کچھ کھاتے پیتے نہیں بلکہ ورت (روزہ) سے ہوتے ہیں۔ جب رات پڑتی ہے تو اس رات کو جسے شوراتری کہا جاتا ہے۔ اسے "مہاشوراتری" بھی کہا جاتا ہے۔ شوجی کے پجاری ساری رات روزہ بھی رکھتے ہیں اور شوجی کی مورتی اور لنگاجی کے سامنے منتر پڑھتے ہوئے پوجا بھی کرتے ہیں۔

آخر میں بڑا مناسب رہے گا کہ ہم سوامی دیانند سرسوتی کا واقعہ بھی درج کر دیں۔ لالہ لاجپت رائے رقمطراز ہوتے ہیں: سوامی دیانند کی تب عمر چودہ سال تھی۔ ان کا باپ شو بھگت تھا۔ برہمنوں کی اعلیٰ ترین نسل سے تھا۔ دیدوں کا عالم پنڈت تھا۔ شو بھگت اپنے بیٹے سوامی کو لے کر صبح ہی صبح مندر میں آ گیا۔ ورت بھی رکھا اور جب رات پڑی تو اب سب نے جاگنا تھا۔ سوامی دیانند جو ۱۴ سال کا لڑکا تھا۔ وہ بھی جاگتا رہا مگر نصف رات کے بعد ایک ایک کر کے سب سو گئے۔ سوامی کا والد بھی سو گیا مگر "دیانند ابھی منتر پڑھنے اور نیند کو دور رکھنے کی جد وجہد میں مصروف ہی تھے کہ ایک چھوٹے سے واقعہ نے ان کی زندگی کے دھارے کو بدل کر رکھ دیا۔ ایک چوہا شو کی مورتی پر رینگنے لگا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ مورتی بالکل بے ضرر ہے تو وہ اس سامان کو کترنے لگا جو بھگتوں نے بھگوان کی مورتی کے سامنے نذرانے کے طور پر رکھا تھا۔ اس واقعہ سے دیانند کے دماغ میں خیالات کا ایک تانتا سا بندھ گیا۔ دیانند کو بتایا گیا تھا کہ پرماتما قادر مطلق اور سب طاقتوں کا منبع ہے۔ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور بھگوان کی مورتی نہ صرف خود بھگوان کی تمام صفات کی مظہر ہے بلکہ خود بھگوان ہوتی ہے اور انسان کو شاد کام یا ناکام کرنے کی طاقت رکھتی ہے لیکن دیانند نے جو کچھ دیکھا وہ ان بیانات کے بالکل برعکس تھا۔ ظاہر ہے مورتی ایک بے جان شئے تھی جو اپنے آپ کو چوہے سے بھی محفوظ رکھنے کے قابل نہ تھی۔ دیانند نے سوچا کہ پرستش کا یہ طریقہ صحیح نہیں ہو سکتا اور یہ مورتی خود شو نہیں ہو سکتی جیسا کہ پنڈت لوگوں کو بتلاتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیانند کا دماغ منطقی تھا اور عمر کم ہونے کے باوجود حقیقی روشن خیالی سے پیدا ہونے والی تشکیک نے ان میں جرأت مندی بھی پیدا کر دی تھی۔ ان کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندا اور انہوں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ اب وہ پہلے کی طرح مورتی کے سامنے کبھی بھی ماتھا نہیں ٹیکیں گے۔ اس کے بعد وہ سو نہ سکے لیکن اپنے والد کو جگا کر اپنے شکوک رفع کئے بغیر دیانند مندر سے جانا بھی نہیں چاہتے تھے۔ ان کے والد پہلے تو نیند میں خلل ڈالنے اور دیانند کے گستاخانہ خیالات پر بگڑے لیکن دیانند کو اتنی آسانی سے ٹالنا مشکل تھا۔ انہوں نے اپنے شکوک رفع کئے بغیر جانے پر اصرار کیا اور بالآخر انہیں وہی جواب ملا جو مورتی پوجنے والا سمجھدار اور ہوشیار انسان ایسے موقع پر دے سکتا ہے۔ انہوں نے کہا: مورتی بھگوان تو نہیں ہے لیکن پوجا کے مقصد کے لئے یہ بھگوان کی نمائندگی ضرور کرتی ہے اور چونکہ ان کی پوجا اس مورتی کے ذریعے کی جاتی ہے اس لئے وہ اس سے ایسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسے وہ خود مورتی میں موجود ہوں اور خود ان کی پرستش کی گئی ہو۔ دیانند کے والد نے یہ تشریح تو کی لیکن ساتھ ہی شک کرنے اور سوالات پوچھنے کی عادت پر دیانند کو سخت سست بھی کہا۔ انہیں یہ طریقہ پسند نہ تھا وہ بلا حیل و حجت فرمانبرداری پر مصر تھے مگر ان کا بیٹا ایسی فرمانبرداری کے لئے تیار نہ تھا۔

والد کی تاویل سے چونکہ ان کی تشفی نہ ہو سکی تھی۔ اس لئے انہوں نے آہستہ آہستہ گھر لوٹنے کی اجازت چاہی۔ والد نے بددلی سے اجازت دے دی کیونکہ وہ بیٹے کو زبردستی مندر میں نہیں روکنا چاہتے تھے مگر ساتھ ہی انہوں نے دیانند کو ان کا یہ فرض یاد دلایا کہ طلوع آفتاب سے قبل انہیں اپنا برت (روزہ) نہ توڑنا چاہئے لیکن دیانند تو اپنا فیصلہ پہلے ہی کر چکے تھے۔ انہوں نے مورتی پوجا اور اس قسم کی دوسری تمام رسومات کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ وہ گھر گئے۔ برت توڑا اور سو گئے۔

(آریہ سماج کی تاریخ صفحہ 16۔17)

قارئین کرام! ہدایت۔ اللہ کے اختیار میں ہے۔ سوامی دیانند زندگی بھر مورتی پوجا کے خلاف تو رہے مگر ہندو مذہب نہ چھوڑا بلکہ ایک نیا فرقہ ”آریہ سماج“ ایجاد کر دیا۔ ہم آریہ سماج کے ہندوؤں اور باقی تمام ہندوؤں سے گذارش کریں گے کہ ایسی بے بس مورتیوں کو چھوڑ کر —— اس دھرم کو مانیں جو ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت اور اس کے نتیجہ میں نجات کا راستہ بتلاتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔جی ہاں! وہ اسلام ہے۔

کشمیر میں ''امرناتھ'' یاترا

''امرناتھ'' کی غار کی زیارت ہندوؤں کے مہینے ''سترا وان'' میں ہر سال ہوتی ہے۔ ان دنوں جولائی اگست کے دن ہوتے ہیں۔ ۲۰۰۰ء کی زیارت کے دوران یاتریوں پر حملہ ہوا جس سے ایک سو کے قریب یاتری مارے گئے۔ حکومت ہند نے مجاہدین پر ہلاکت کا الزام لگایا جبکہ مجاہدین نے واضح کیا کہ وہ ایسے کام نہیں کرتے بلکہ صرف غاصب اور ظالم فوجیوں کے خلاف لڑتے ہیں۔ بعد میں ان یاتریوں میں سے کچھ نے انکشاف کیا کہ یہ قتل عام کرنے والے ان کے بھائی بند ہندو ہی تھے جو سکیورٹی فورسز کے اہلکار تھے۔ بہر حال! اس واقعہ سے ''امرناتھ'' کا نام دنیا بھر میں مشہور ہوا۔

''امرناتھ'' کی غار کے بارے میں ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہاں شو جی رہتے ہیں۔ امرناتھ کی غار جس پہاڑی علاقے میں واقع ہے یہ ہمالیہ ہی کا پہاڑی سلسلہ ہے اور ہندو عقیدہ یہ ہے کہ شو جی اس کی بیوی پاروتی اور بیٹا گنیش انہی علاقوں میں رہتے تھے۔ نہ ان کا کوئی گھر تھا اور نہ کچھ اور ہمالیہ ہی ان کا مسکن تھا۔

''امرناتھ'' کی غار کے بارے میں کہانیاں تو کئی معروف ہیں تاہم جو معروف ترین ہیں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ ایک مسلمان چرواہا جس کا نام ''بوٹا ملک'' تھا۔ وہ ''باٹا کوٹ'' کا رہنے والا تھا۔ وہ بکریاں چراتے ادھر کو آنکلا تو ایک سادھو نے اسے کوئلے جیسے سیاہ رنگ کا ایک جبہ دیا۔ وہ اسے لے کر جب گھر پہنچا تو وہ جبہ سونے کا بن چکا تھا۔ اب بوٹا واپس انہی قدموں پر سادھو کی طرف چل دیا تاکہ اس کا شکریہ ادا کرے لیکن جب وہ اس مقام پر پہنچا تو وہاں غار تھی۔ وہ غار کے اندر گیا تو اس نے برف کا بنا ہوا ''لنگا'' دیکھا۔ یہ بات بوٹے نے عام لوگوں کو بتلا دی اور لوگ زیارت کو جانے لگے۔ جب یہ خبر ۱۸۵۰ء میں اس وقت کے کشمیری ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ کو ملی تو راجہ بھی بڑا خوش ہوا۔ چنانچہ راجہ نے حکم دیا کہ اس زیارت کو جتنی بھی آمدنی ہوگی اس کا تیسرا حصہ بوٹا کو ملے گا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کو ملے گا اور باقی دو حصے ''امرناتھ'' کی تعمیر و ترقی وغیرہ پر خرچ کیے جائیں گے۔ مزید برآں راجہ نے یہ بھی کہا کہ ہر سال یاترا کے موقع پر گنیش پور گاؤں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے پنڈتوں اور مہنت کے ساتھ بوٹا کی اولاد بھی موجود رہا کرے گی۔ گلاب سنگھ نے مزید یہ کیا کہ پہلگام کے علاقے میں بوٹا کو ایک بڑی جاگیر الاٹ کر دی جسے سالانہ مالیے اور ٹیکس وغیرہ سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔

اسی غار کے بارے میں دوسری کہانی یہ ہے کہ شوجی اپنی بیوی پاروتی کے ساتھ یہاں موجود تھے اور وہ اپنی بیوی کو دنیا بنانے کے خاص راز سے آگاہ کر رہے تھے۔ وہیں پر فاختاؤں کا ایک جوڑا بھی موجود تھا۔ شوجی ان کی موجودگی سے بے خبر تھا چنانچہ یہ راز کی بات ان کے کان میں پڑ گئی چنانچہ انہوں نے ہمیشہ زندہ رہنے اور نجات پانے کا راز پالیا۔ وہ بار بار زندہ ہوتے رہے اور آج بھی موجود ہیں۔

یاد رہے! جب ہندو یاتری "امرناتھ" کی طرف پہلگام سے روانہ ہوتے ہیں تو جہاں کہیں انہیں فاختاؤں کا جوڑا نظر آتا ہے تو وہ یہی خیال کرتے ہیں کہ یہ وہی جوڑا ہے جس نے شوجی کی بات کو سنا تھا۔ اب چونکہ غار میں شوجی آئے تھے۔ وہاں پر ان کا لنگا ظاہر ہوا لہٰذا اب ہندو یاتری ہر سال اس کی زیارت کو آتے ہیں۔

امرناتھ کو جانے والا راستہ

(۱) امرناتھ سطح سمندر سے تین ہزار آٹھ سو اٹھاسی میٹر بلند ہے۔

(۲) سری نگر سے پہلگام کا فاصلہ ۹۶ کلو میٹر ہے۔

(۳) پہلگام سے امرناتھ کا فاصلہ ۴۴ کلو میٹر ہے۔

یہ جو ۴۴ کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ یہ انتہائی دشوار گذار پہاڑی راستہ ہے۔ جس پر صرف گھوڑا اور گدھا چل سکتا ہے چنانچہ یاترا کے موقع جب کہ ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر کے ہندو زیارت کے لئے آتے ہیں تو پیدل اور خچروں، گھوڑوں اور گدھوں کے ذریعہ یہ سفر کرتے ہیں۔ راستے میں حکومت نے رات گزارنے کے لئے قرار گاہیں بنائی ہوئی ہیں۔ پانچ دن اور پانچ راتیں اس سفر کی آمد و رفت کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق سات ہزار کشمیری ہر سال یاتریوں کو وہاں پہنچا کر اپنے روزگار کا سامان کرتے ہیں۔

"سونامرگ" سے بھی ایک راستہ "امرناتھ" کو جاتا ہے جو ۲۰ کلو میٹر پر مشتمل ہے لیکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس راستے کو کوئی انتہائی مضبوط آدمی ہی اختیار کر سکتا ہے کیونکہ یہ ناقابل بیان حد تک دشوار ہے۔

برف کا لنگا جی جو "امرناتھ" کی غار میں واقع ہے۔ کے بارے میں یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ چاند کے گھٹنے اور بڑھنے سے گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے۔ لنگا جی کی یاترا یعنی زیارت سے یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ لنگا جی کی زیارت سے وہ "امر" ہو جائیں گے "امر" جو سنسکرت کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہونے کی بجائے بھگوان میں مل جائے اور "امر" ہو جائے یعنی بھگوان میں مل کر بھگوان ہی ہو جائے۔ "ناتھ" کا معنی ہے "مالک" یعنی "امر" کر دینے کا مالک ـــــ تو شوجی اپنے ماننے والے کو ـــــ اپنے لنگا جی کے پجاری کو "امر" کر دیں گے۔ یہ ہے "امرناتھ" کا مطلب جو "امرناتھ" کی غار میں پورا ہوتا ہے۔

ہندو دوستو! ہم اتنا ہی عرض کریں گے کہ ایک مسلمان نے لنگا جی کے پجاریوں کو اپنے علاقے میں برف کے ایک ٹکڑے کو لنگا جی بتلا کر نہ صرف اپنی معاشی حالت درست کر لی بلکہ آنے والی اولاد کا مستقبل بھی بنا گیا ـــــ اور بے شمار کشمیریوں کا روزگار بھی چلا گیا ـــــ مگر دنیا کی خاطر اس نے اپنی آخرت کا مستقبل تاریک کر لیا۔

ذرا سوچو! جس شوجی کو تم دنیا بنانے کا راز جاننے والا کہتے ہو وہ بقول تمہارے اس قدر بے خبر تھا کہ فاختاؤں کے جوڑے کی موجودگی سے بھی بے خبر تھا ـــــ تو وہ تمہاری کیا خبر رکھ سکتا ہے؟ ـــــ ہم اللہ تعالیٰ سے آپ کی ہدایت کی درخواست کرتے ہیں اور یہاں ان مسلمان بھائیوں سے بھی یہ گزارش کریں گے کہ وہ جب کسی کے مرنے پر "جان بحق اور واصل بحق" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرنے والے کی جان یعنی روح ـــــ حق یعنی اللہ کے ساتھ شامل ہو گئی یا مل گئی ـــــ تو انہیں اپنے ان الفاظ سے کہ جنہیں وہ نادانی سے استعمال کر جاتے ہیں ترک کر دینا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ!

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ (اخلاص)

نہ کوئی اس سے نکلا اور نہ وہ کسی سے نکلا۔

جی ہاں ـــــ تو پھر اس کے اندر داخل کون ہو گا؟ وہ اپنی مخلوق سے الگ تھلگ کائنات کا خالق و مالک ہے۔ یہی اس کی شان ہے۔ ہمیں اس کی شان میں گستاخی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدے کی گستاخی ہے جو توبہ کے بغیر ناقابل معافی ہے۔

لکشمی کا تہوار: دیوالی

دیوالی ـــــ کا لفظ سنسکرت کے لفظ "دیپاوالی" سے بنا ہے جس کا مطلب "چراغ کی روشنی" ہے۔ یہ دن اکتوبر نومبر میں منایا جاتا ہے۔ ہندو مہینے "اشون" کے حساب سے پندرہویں دن کو ہر سال منایا جاتا ہے۔ دیوالی کے موقع پر ہر ہندو چاہے وہ غریب ہو یا امیر وہ اپنے محل یا جھونپڑے میں مٹی کے دیئے جلائے گا۔ موجودہ الیکٹرانک دور میں رنگا رنگ قمقمے جلائے گا۔ لکشمی دیوی کے استقبال کے لئے کہ وہ آج اس کے گھر میں آرہی ہے۔ یہ تہوار سارے انڈیا میں جوش و خروش کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ ہندو کیلنڈر کے مطابق یہ نئے سال کے آغاز پر منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ تھائی لینڈ، سیام اور ملائیشیا میں بھی ہندوؤں کے ہاں منایا جاتا ہے لیکن ہر جگہ پر تہوار منانے کا انداز مختلف ہوتا ہے۔

یہ تہوار متواتر پانچ دن منایا جاتا ہے۔ پہلا دن سب سے اہم ہوتا ہے۔ جسے "دھنترا یوداشی" کہا جاتا ہے۔ دھان کا معنی "دولت" ہے اور دولت مند لوگ خاص طور پر اس دن کو مناتے ہیں۔ مغربی انڈیا کے تاجر اور سیٹھ اپنے کارخانوں، فیکٹریوں، دفتروں اور کوٹھیوں کے مین دروازوں کو آراستہ کرنے میں ہر حد پھلانگتے ہیں۔ لان، صحنوں اور کمروں میں چاول کے آٹے اور تیز سرخ رنگ جس میں شنگرف بھی ملالیا جاتا ہے اس سے چھوٹے چھوٹے قدم بناتے ہیں۔ دیوالی کی تمام راتوں میں چراغ متواتر جلتے رہتے ہیں۔ عقیدہ یہ رکھا جاتا ہے کہ وہ عورت بڑی خوش قسمت ہے جو سونے چاندی کے نئے برتن ان دنوں میں خریدے۔ لکشمی کی پوجا شام کے وقت کی جاتی ہے جب مٹی کے دیے جلائے جاتے ہیں۔ عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اب گھر سے بھوتوں کا سایہ چلا جائے گا۔ دیے روشن کرتے ہی لکشمی دیوی کی تعریف میں بھجن گائے جاتے ہیں۔

دیہات میں لوگ اپنے مویشیوں کو ہار سنگھار کر کے انہیں مزین کرتے ہیں اور ان کی پوجا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ جانور ان کی آمدنی اور روزی کا ذریعہ ہیں۔ جنوبی ہند میں گائیوں کو بطور خاص دلہن کی طرح آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے اس لئے کہ جنوب کے ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ گائے لکشمی دیوی کا اوتار ہے لہٰذا وہ دیوالی کے پہلے دن گائے کو لکشمی سمجھ کر اس کی پوجا کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

پوجا کی مندرجہ بالا ساری باتوں کے پس منظر میں ایک داستان بیان کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ:

حمانامی بادشاہ کا ایک بیٹا تھا۔ بادشاہ کے بیٹے کی عمر سولہ سال تھی۔ اسے نجومیوں نے بتایا تھا کہ جب تیری شادی ہوگی تو شادی کے چوتھے دن تجھے ایک سانپ کاٹ لے گا اور اس سے تیری موت واقع ہو جائے گی۔

شہزادے کی جب شادی ہوئی تو اس کی دلہن نے چوتھے دن اپنے خاوند کو ساری رات سونے نہیں دیا۔ دوسری طرف اس نے یہ کیا کہ اپنے تمام زیورات اتارے۔ اسی طرح سونے چاندی کے سکے اکٹھے کئے اور سونے چاندی کا یہ سارا مال اپنے مسہری والے خصوصی کمرے کے دروازے کے سامنے رکھ دیا۔ سونا چاندی اس قدر تھا کہ اس کا ڈھیر لگ گیا۔ اب اس شہزادی نے ہر جانب چراغ جلا دیئے اور وہ ساری رات لکشمی کے قصے بیان کرتی رہی اور بھجن گاتی رہی۔ جب موت کا دیوتا جس کا نام "یم" ہے وہ شہزادے کی جان لینے کے لئے آیا اور ایک سانپ کی شکل میں اندر داخل ہونے لگا تو اس کی آنکھیں اندھی ہوگئیں اور وہ سونے چاندی کے ڈھیر پر چڑھ گیا چنانچہ وہ اس ڈھیر کی چوٹی پر ہی بیٹھ گیا اور کچھ نظر نہ آنے کی وجہ سے وہیں بیٹھا رہ گیا اور ساری رات شہزادی کے قصے اور بھجن سنتا رہا۔ صبح ہوئی تو وہ خاموشی کے ساتھ وہاں سے بھاگ گیا۔ تب سے اس "دھانترس" یا "دھنتر ا یوداشی" دن کو "یاما دیپ دان" دن کہا جاتا ہے اور ساری رات چراغ جلا کر "یم دیوتا" کی تعظیمی پوجا کی جاتی ہے۔

دیوالی کے دوسرے دن کو "نارا کا چتور داشی" کہا جاتا ہے۔ اس ضمن میں بھی کئی داستانیں ہیں۔ مگر قابل ذکر وہی داستان تھی جسے ہم نے بیان کر دیا۔ الغرض دیوالی منانے والا ہر ہندو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ لکشمی دیوی اس کے شاپنگ سینٹر، دکان اور گھر وغیرہ میں آکر برکت بکھیرتی ہے۔ لہٰذا اس کی آمد کے لئے ہر جگہ کو سجایا جاتا ہے کہ سجنے والی جگہ پر آکر لکشمی خوش ہوگی اور خوش ہو کر اس کے رزق میں اضافہ کرے گی اور اسے مالدار بنا دے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسنت یا بہار کا تہوار: ہولی

موسم بہار کو بسنت کہا جاتا ہے۔ انڈیا میں یہ تہوار پورے ملک میں منایا جاتا ہے۔ سردیوں کے رخصت ہونے پر جب درختوں کے پتے سرسبز ہو جاتے ہیں پھول کھل اٹھتے ہیں اور کوئل کی سریلی آوازیں نئے موسم کے آنے کی نوید سناتی ہیں تو بسنت کا تہوار منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر پتنگیں بھی اڑائی جاتی ہیں —— تاہم ہولی کے حوالے سے جو تہوار منایا جاتا ہے اس کا پس منظر ایک مذہبی داستان ہے جو اس طرح ہے:

ایک چڑیل تھی جس کا نام "ہولیکا" تھا۔ یہ جنوں کے بادشاہ کی بہن تھی جس کا نام "ہرانیاکا شیاپ" تھا۔ اس بادشاہ نے دیوتاؤں کو شکست سے دوچار کیا تھا۔ اس کے بعد وہ اس قدر گھمنڈ میں آ گیا کہ اس نے کائنات میں ہر ایک پر اپنی عظمت واقتدار کا اعلان کر دیا۔ اس دوران اس کا بیٹا جس کا نام "پرا ہلاد" تھا۔ وہ وشنو جی کا سرگرم پیروکار بن گیا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کو وشنو کی پیروی سے منع کیا تو بیٹا نہ مانا چنانچہ بادشاہ نے اپنے بیٹے کو سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ سزا دینے کے لئے بادشاہ نے اپنی بہن "ہولیکا" سے مدد کی درخواست کی۔ مدد اس لئے مانگی کہ "ہولیکا" کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ وہ آگ میں جلنے سے محفوظ و مامون رہتی تھی۔ چنانچہ "ہولیکا" نے اپنے بھتیجے "پرا ہلاد" کو اٹھایا اور آگ کے جلتے الاؤ میں لے گئی لیکن وہاں منظر ہی بدل گیا۔ پرا ہلاد بالکل محفوظ تھا جبکہ ہولیکا کو آگ کے شعلوں نے بھسم کر دیا۔ چنانچہ ہولی منانے کا مطلب یہ ہے کہ برائی پر نیکی کی فتح کا جشن منایا جا رہا ہے۔ یہ تہوار سارے انڈیا میں منایا جاتا ہے مگر شمالی انڈیا میں زیادہ جوش و خروش کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہولی کے دن سے ہفتہ پہلے ہی تیاریاں مکمل کر لی جاتی ہیں۔ گھروں کو رنگ و روغن اور سفیدیوں سے مزین کیا جاتا ہے۔ لال، پیلے، نیلے اور ہر طرح کے رنگ خریدے جاتے ہیں۔ پچکاریاں خریدی جاتی ہیں اور پھر ہولی کے دن ان رنگوں کو پانی میں ملا کر لوگوں پر پھینکا جاتا ہے۔ اس روز ہر ہندو چاہے وہ بچہ ہو یا بوڑھا، جوان ہو یا ادھیڑ، عورت ہو یا مرد اس رنگ میں رنگا ہوتا ہے۔ صبح سے لے کر شام تک یہ کھیل جاری رہتا ہے۔ شام کو ہولی کا آخری منظر یوں بپا کیا جاتا ہے کہ آگ کا الاؤ روشن کیا جاتا ہے۔ اس الاؤ کے گرد ڈھول بجتے ہیں۔ ڈھول کی تھاپ پر مرد اور عورتیں رقص کرتی ہیں۔ اس موقع پر ہر گھر میں جو کھانا پکتا ہے تحفہ کے طور پر ہر ایک کو کھلایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ اسے "مالپا" کہا جاتا ہے۔ مالپا کو چار چیزوں سے تیار کیا جاتا ہے:

(۱) میدہ

(۲) دودھ

(۳) چینی

(۴) خشک میوہ جات

آگ کے گرد ڈانس کرنے اور "مالپا" کھانے کھلانے میں اس مسرت کا اظہار ہے کہ "ہولیکا" مرگئی۔ پربلا دنچ گیا۔

گنیش جی کے جنم دن کا میلہ: چتھورتی

گنیش کے جنم دن کو منانے کا نام "چتھورتی" ہے۔ یہ بھدرا کے چوتھے دن کو منایا جاتا ہے۔ جو ہندو مہینہ کا نام ہے۔ انگریزی مہینے کے حساب سے یہ تہوار اگست ستمبر میں منایا جاتا ہے۔

گنیش کا سر جو ہاتھی کی سونڈ والا ہے، اس ضمن میں ایک کہانی اس طرح بھی ہے کہ یہ سر ایک راکشس یعنی دیو ہیکل عفریت کا تھا۔ داستان کے مطابق اس دیو کا نام "گاجاسورا" تھا۔ اسے تمام قوتیں حاصل تھیں مگر وہ شوجی کا سرگرم بھگت تھا۔ اس نے شوجی کی آشیرباد لینے کے لئے کئی سال شوجی کی پوجا کی تھی آخرکار شوجی اس پوجا سے بڑا خوش ہوا اور "گاجاسورا" کو خصوصی آشیرباد دی لیکن گاجاسورا اس پر مطمئن نہ ہوا۔ اس نے شوجی سے کہا کہ وہ اسے اپنے پیٹ میں رہائش رکھنے کی اجازت دے دے۔ شوجی نے اجازت دے دی اور "گاجاسورا" کو اپنے پیٹ میں داخل کرلیا۔ اب کیلاش کے پہاڑ پر جہاں شوجی اور پاروتی رہا کرتے تھے وہاں سے شوجی غائب رہنے لگے اور پاروتی بھی پریشان رہنے لگی۔ پاروتی نے اپنے خاوند شوجی کو ڈھونڈنے کے لئے وشنو کی مدد طلب کی تو وشنو مدد کے لئے راضی ہوگیا اور دونوں "گاجاسورا" کے علاقے میں شوکو ڈھونڈنے نکلے۔ وہاں شوجی مل گئے ـــــ اب "گاجاسورا" نے محسوس کیا کہ میں زیادہ دیر تک شو جی کے پیٹ میں نہیں رہ سکوں گا چنانچہ وہ پیٹ سے نکلا اور شوجی سے درخواست کرنے لگا کہ وہ یعنی شوجی اسے بار بار پیدا ہونے کے چکر سے نجات دلادے اور لوگوں میں اس کی یاد کو قائم کر دے۔ شوجی نے گاجاسورا کی اس درخواست کو قبول کرلیا اور اس کے نتیجے میں گاجاسورا کا سرکاٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر اپنے پاس رکھ لیا۔ اب شوجی جہاں بھی جاتا اس سر کو ساتھ ساتھ لئے پھرتا تھا۔۔۔۔ آخر کار جب وہ اپنے گھر کو لوٹا تو پاروتی نے اپنے خاوند کے آنے پر خود کو ہار سنگھار کرنے کا پروگرام بنایا۔ وہ خود تو نہانے چلی گئی مگر گنیش کو دروازے پر بٹھا دیا کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ اب شوجی اپنے گھر میں داخل ہونے لگا تو گنیش نے روکا۔ شوجی نے غصے میں آکر اس کا سر اڑا دیا۔ جب پاروتی کو پتہ چلا وہ چلائی کہ یہ تو میرا بیٹا تھا۔ اس پر شوجی نے اس سر کو جس کو وہ ساتھ لئے پھرتا تھا اور وہ "گاجا سورا" کا سر تھا۔ شوجی نے اسی سر کو گنیش کے ساتھ لگا دیا اور پاروتی کو خوش کرنے کے لئے کہا کہ تمام دیوتا تیرے بیٹے کی پوجا کریں گے اور ساری دنیا (مراد بھارت) میں تیرے بیٹے کی چھوتی منائی جایا کرے گی۔

چھوتی کا جشن دس دن تک منایا جاتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ چھوتی کا آغاز معروف مرہٹہ حکمران شیواجی نے شروع کرایا کیونکہ اس وقت انگریز حکمران تھا۔ چنانچہ لوگوں میں وطن کی محبت پیدا کرنے کے لئے اور پبلک میں اپنی بات کرنے کے لئے اس جشن اور تہوار کا آغاز کیا گیا۔ بہرحال اس وقت یہ تہوار اس قدر معروف ہے کہ بمبئی میں اس تہوار کی تیاریاں مہینوں پہلے شروع ہو جاتی ہیں۔ بمبئی کی فیکٹریوں میں چھ ہزار کے قریب گنیش کے بت بنائے جاتے ہیں۔ ان ہزاروں بتوں میں اتنے بڑے بڑے بت بھی ہوتے ہیں کہ ان کی لمبائی دس دس میٹر تک ہوتی ہے۔ ایسے بتوں کو شاندار آراستہ رتھوں (Floats) پر رکھا جاتا ہے اور انہیں شہر کے اہم مقامات پر گھمایا جاتا ہے۔ وہ ہزاروں بت اس کے علاوہ ہوتے ہیں جنہیں بمبئی کے ساحل پر رکھا جاتا ہے اور چھوتی کے گیارہویں دن انہیں انسانوں کی ایک بہت بڑی بھیڑ میں سمندر میں پھینک دیا جاتا ہے۔ تب ڈھول بج رہے ہوتے ہیں، رقص ہو رہا ہوتا ہے اور گنیش کی جے کے نعرے لگ رہے ہوتے ہیں۔ بمبئی کے بعد مہاراشٹر، تامل ناڈو، کرناٹک، آندھرا پردیش میں یہ جشن خوب ہوتا ہے اور پھر تیسرے نمبر پر ملک کے باقی حصوں میں۔ ملک بھر میں جو سب سے بڑا بت بنایا جاتا ہے وہ حیدر آباد شہر کے علاقے خیرات آباد میں بنایا جاتا ہے۔ گنیش کے اس بت کی لمبائی تیس فٹ ہوتی ہے۔ اسے چھوتی کے گیارہویں دن کو کہ جسے "اننتا چھوتی" کہا جاتا ہے۔ ایک بڑے جلوس میں "حسین سگر" لایا جاتا ہے۔ حسین سگر ایک جھیل ہے جو حیدر آباد اور سکندر آباد کو باہم ملاتی ہے۔ یہاں گنیش کے بت پر پھولوں کی پتیاں، موتی اور کرنسی کے نوٹ بارش کی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برسائے جاتے ہیں۔ خشک میوہ جات اور طرح طرح کے کھانے تقسیم ہوتے ہیں۔ موسیقی اور ڈانس اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ گنیش کے پجاری زعفرانی رنگ کی ٹوپیاں پہنے، ڈھول کی تھاپ پر رقص کناں ہوتے ہیں۔ پنک رنگ کے پاؤڈر کا چھڑکاؤ کرتے ہیں جسے "گلال" کہا جاتا ہے اور نعرے لگاتے ہیں:

(۱) گنیش مہاراج کی جے

(۲) گنا پتی بابا موریا

یہاں پر چھوترتی کے گیارہویں اور آخری روز کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ہندو واپس گھروں کو یہ کہہ کر لوٹتے ہیں کہ اگلے سال گنیش پھر آئے گا ـــــ یعنی وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے چھوترتی میلے میں گنیش آیا تھا۔ انہیں برکتیں بانٹ کر گیا ہے اور اب اگلے سال وہ پھر ہمارے درمیان موجود ہوگا۔

کرشن کا میلہ: جنم استھانی یا گوکلستھانی

کرشن کے جنم دن کا جو میلہ منایا جاتا ہے اسے جنم استھانی یا گوکلستھانی کہا جاتا ہے ـــــ اس میلے کے پس منظر میں کرشن کی پیدائش کی ایک عجیب و غریب داستان کار فرما ہے۔ لیجئے یہ داستان ملاحظہ کیجئے۔

اترپردیش کے شہر "متھرا" میں آج سے تین ہزار پانچ سو سال قبل کرشن پیدا ہوا ـــــ کرشن کے پیدا ہونے سے پہلے متھرا کا جو بادشاہ تھا اس کا نام "کنسا" تھا۔ اس نے اپنے باپ سے زبردستی حکومت ہتھیالی تھی۔ اس کے باپ کا نام "اگرسینا" تھا۔ اگرسینا کے برعکس کنسا بڑا ظالم بادشاہ تھا۔ کنسا کی ایک بہن تھی اس کا نام "دیواکی" تھا۔ کنسا نے اپنی بہن کی شادی کا پروگرام بنایا تو اس کا نکاح "واسودیوا" سے کر دیا ـــــ اس کے بعد ایک روز کنسا اپنی شاہانہ رتھ پر بیٹھ کر جا رہا تھا کہ آسمان سے اچانک ایک آواز آئی کہ:

"دیواکی کا آٹھواں بیٹا تجھے ہلاک کر ڈالے گا"۔

اب کنسا نے فوراً اپنی بہن دیواکی اور بہنوئی واسودیوا کو "وجرا" کی جیل میں ڈال دیا۔ "وجرا" ایک گاؤں ہے جو "متھرا" سے بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے جمنا کے پار ہے۔ دیواکی کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلا بیٹا ہوا تو کنسا نے اسے قتل کر دیا۔ اسی طرح سات بیٹے پیدا ہوئے تو کنسا نے ساتوں ہی قتل کر ڈالے۔ آٹھواں بچہ جب پیدا ہونے والا تھا تو پیدائش سے کچھ وقت قبل ایک آسمانی آواز نے یاسو دیوا کو ہدایت کی کہ وہ اپنے پیدا ہونے والے بچے کو اپنے دوست نندا بادشاہ کے بچے سے تبدیل کر لے۔ نندا اس وقت "گوکولم" کا بادشاہ تھا اور اس کی بیوی "یاسودھا" کو بھی بچہ ہونے والا تھا چنانچہ آسمانی ہدایت کے بعد ایک زبردست طوفان آیا۔ اس طوفان میں ہی جیل کے اندر "دیوا کی" نے بچے کو جنم دیا۔ بچہ پیدا ہوتے ہی چلایا مگر اس کے باپ یاسودیوا نے بچے کو ایک ٹوکری میں ڈالا۔ پھر جیل سے نکلا اور طوفان میں سے ہوتا ہوا دریائے جمنا کے کنارے پہنچا وہاں سے دریا میں تیراکی کرتے ہوئے دوسرے کنارے پر پہنچا اور پھر "گوکولم" چلا گیا جہاں نندا بادشاہ کی بیوی "یاسودھا" بھی ایک بچی کو جنم دے چکی تھی۔ یاسودیوا نے جب اپنا بچہ کرشن وہاں رکھا تو ایک سانپ جس کا نام "آدی سیشا" تھا۔ وہ نمودار ہوا اور اپنے سر کی کلغی سے کرشن کو طوفان سے بچانے لگا۔ وہاں دونوں بچوں کا تبادلہ ہوا اور یہ معاہدہ ہوا کہ اس راز کو خفیہ رکھا جائے گا۔ چنانچہ یاسودیوا نے اپنا بچہ کرشن ـــــ یاسودھا کی جھولی میں ڈالا اور اس کی بچی کو لے کر جلدی جلدی راتوں رات واپس جیل میں آ گیا اور بچی کو اپنی بیوی "دیوا کی" کی جھولی میں ڈال دیا۔

جب فجر نمودار ہوئی تو بچی کے رونے کی آواز نے چاروں طرف کہرام مچا دیا۔ کنسا بادشاہ کو بچے کی پیدائش کی اطلاع کر دی گئی۔ چنانچہ وہ پریشان مگر غصے میں جیل میں آیا اور اپنی بہن سے بچی کو چھینا اور ہوا میں اچھال کر بچی کو دیوار کے ساتھ زور سے پٹخ دیا۔ بچی کو کچھ بھی نہ ہوا بلکہ وہ الٹا ایک سائیڈ پر ہو کر آرام سے کھڑی ہو گئی۔ یہ دراصل "درگا دیوی" تھی۔ ساتھ ہی آسمان سے بجلیوں کی گرج چمک میں آواز آئی۔ اے کنسا! جس بچے کو تو مارنا چاہتا ہے وہ تو زندہ ہے اور عنقریب تجھے تباہ کر کے رہے گا۔ اب طوفان ختم ہو گیا تھا۔

گوکولم کا منظر

ادھر گوکل یا گوکولم میں یہ منظر تھا کہ صبح ہر سو بچے کی پیدائش کی خبریں گرم تھیں اور گوکل کی گوپیوں (گائے کا دودھ دوہنے والی گوالنوں) کا رش لگا ہوا تھا۔ وہ سب بھاگم بھاگ کرشن کی ایک جھلک دیکھنے کو بے تاب تھیں۔ کرشن کو جو گوالن بھی دیکھتی کرشن اس کے دل میں بیٹھ جاتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرشن کا معنی ہی ہر ایک کا محبوب ہے اور کرشن اس کی عملی تصویر بھی بن گیا۔

کرشن تھوڑا سا بڑا ہوا تو بڑا شرارتی بچہ تھا۔ اس کی من پسند غذا مکھن تھی چنانچہ وہ گوپیوں کا مکھن کھانے کے لئے درخت پر چڑھ جاتا اور درخت کی ٹہنی کے ساتھ مکھن کا جو کٹورا لٹک رہا ہوتا۔ کرشن اس سے مکھن کھانا شروع کر دیتا اور جب کسی گوپی کو آتے دیکھتا تو بھاگ جاتا۔

"گوکولم" کے علاقے کا جو شہر ہے وہ برنداوان یا "ورنداوان" ہے۔ دریائے جمنا۔ اتر پردیش کے شہروں "متھرا" اور "ورنداوان" سے ہو کر گزرتا ہے۔ ورنداوان میں ہی کرشن جوان ہوا تو وہ گوپیوں کے دل کا راج دلارا تھا۔ ان کا محبوب تھا۔ اس نے گوپیوں کے اندر عشق و محبت کے جذبات کو بھر دیا تھا۔ گوپیاں کرشن سے والہانہ محبت کرتی تھیں۔ ہر گوپی کی خواہش ہوتی کہ اس کا خاوند کرشن جیسا ہو۔ ورنداوان ہی وہ شہر ہے جہاں کرشن گوپیوں کے ساتھ ناچا کرتا تھا۔ ورنداوان میں دریائے جمنا کا وہ مقام جہاں کرشن نے نہاتی ہوئی گوالنوں کے کپڑے چرائے تھے اور انہیں برہنہ حالت میں سامنے آنے پر مجبور کیا تھا۔ وہاں اس وقت بڑا عالیشان گھاٹ موجود ہے جہاں پاپ مٹانے کے لئے ہندو لوگ اشنان کرتے ہیں۔ اس مقدس گھاٹ کے اردگرد بھی کئی گھاٹ ہیں جہاں ان گھاٹوں کے کناروں پر خوبصورت مندر بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض مندروں کے بڑے بڑے ہال کمرے ہیں جن میں کرشن آگہی پر ہندو علماء لیکچر دیتے ہیں۔ کرشن کے میلے پر ان لیکچروں کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔ ان لیکچروں کو سننے کے لئے یورپ کے گورے اور گوریاں یہاں بڑی مقدار میں آتے ہیں۔

گوکولم یا گوکل کا مطلب ہی گائیوں کا علاقہ ہے اور کرشن نے گائیوں کا دودھ دوہنے والی گوالنوں کے درمیان پرورش پائی اس لئے گائے کو کرشن کی تصویروں کے ساتھ بطور خاص دکھایا جاتا ہے۔ یاد رہے! گائے کو سرکاری طور پر انڈیا کی ماں کا درجہ حاصل ہے۔

کرشن کی جنم استھانی منانے کے بنیادی طور پر دو مراکز ہیں۔ جہاں کرشن پیدا ہوا وہ متھرا ہے اور جہاں جوان ہوا وہ ورنداوان ہے۔ دونوں شہروں کے مرکزی مندروں میں اگست ستمبر کے مہینے میں یہ میلہ منایا جاتا ہے۔ کرشن کے بت کو سونے کے زیورات کے ساتھ آراستہ کیا جاتا ہے۔ شام کے وقت کرشن کی تعریف میں بھجن کے گانے کا آغاز ہو جاتا ہے اور آدھی رات کو یہ سلسلہ عروج پر ہوتا ہے کہ اس وقت کرشن پیدا ہوا تھا۔ تب ایک خوبصورت بچے کا بت پنگھوڑے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈالا جاتا ہے اور سب لوگ زور زور سے نعرے لگاتے ہیں: "ہرے راما ہرے کرشنا" اس موقع پر پرساد تقسیم کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ روزہ بھی رکھے ہوتے ہیں۔

کرشن کی راجدھانی ڈوارکا میں میلہ

ان دونوں شہروں کے بعد جہاں دھوم دھام سے کرشن کا میلہ منایا جاتا ہے وہ ہے "ڈوارکا" کا شہر۔ ہندوستان کا صوبہ گجرات جس کا جزیرہ نما ساحلی علاقہ "کاٹھیاواڑ" جو بعض خصوصیات کی وجہ سے بڑا مشہور ہے وہاں اس کی ایک وجہ ڈوارکا کا شہر بھی ہے۔ کیونکہ یہ شہر ہندوؤں کے چار مقدس ترین شہروں میں سے ہے۔ یہ شہر کاٹھیاواڑ کے مغرب میں آخری ساحلی شہر ہے۔ اس کے بعد خلیج "کچھ" ہے۔ اس خلیج کے بعد مغرب میں "رن کچھ" کا جزیرہ نما علاقہ ہے جس کا ایک حصہ ہندوستان کے صوبہ گجرات میں ہے اور باقی ماندہ حصہ پاکستان کے علاقے سندھ میں ہے۔ یہ تھی ڈوارکا کی جغرافیائی اور مذہبی اہمیت جو ہم نے بیان کی اور یہ اہمیت اس وجہ سے ہے کہ کرشن نے متھرا میں بادشاہ کمسا کو قتل کیا اور پھر وہ بھاگ کر "ڈوارکا" آیا اور یہیں کا ہو کر رہ گیا۔ ڈوارکا کو کرشن نے اپنی حکومت کی راجدھانی بنایا اور باقی ماندہ زندگی یہاں گذاری۔ یہاں کرشن کا جو مندر ہے اسے "ڈوارکا ناتھ مندر" کہا جاتا ہے۔ یہ مندر پانچ منزلہ اور بڑا عالیشان ہے۔ یہاں کرشن کی پیدائش کے حوالے سے "جنم استھانی میلہ" خوب لگتا ہے۔

یاد رہے! ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں پاکستان کی بحریہ نے ڈوارکا پر زوردار حملہ کر کے یہاں کے فضائی اور بحری اڈوں کو تباہ کر دیا تھا۔ یہ حملہ انڈیا کی شکست میں ایک اہم ترین فیکٹر بن گیا۔ اس حوالے سے "ڈوارکا" کا نام پاکستان کی عسکری تاریخ میں اکثر سننے میں آتا ہے۔ خاص طور پر ۶ ستمبر کو پاکستان کے اخبارات میں بحریہ کے کارناموں کے سلسلہ میں اس کا ذکر آتا ہے۔

ڈوارکا سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر قابل دید مندر "رکمنی مندر" ہے۔ یہاں بھی میلہ خوب لگتا ہے۔ رکمنی ـــــ شسوپال کی وہی دلہن ہے جسے کرشن بھگا کر لے آیا تھا۔ اب رکمنی کی پوجا ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرشن کی مذہبی گدی: سومناتھ

صوبہ گجرات کا شہر "سورت" وہ بندگاہ ہے جہاں سے حاجی لوگ سمندر کے راستے حج پر جاتے ہیں۔ تاہم حاجی لوگ سورت سے پہلے صوبہ گجرات کے ایک اور شہر "ویراول" کی بندرگاہ سے حج کے لئے مکہ جایا کرتے تھے۔ اس ویراول نامی شہر اور "سومناتھ" کے شہر کے مابین چھ کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ سلطان محمود غزنوی نے جب سومناتھ فتح کیا تھا تو سلطان ویراول سے ہی سومناتھ میں داخل ہوا تھا۔

ویراول سے "جوناگڑھ" کا شہر ۸۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ جوناگڑھ سے آنے والی سڑک ویراول میں داخل ہو کر "سومناتھ" چلی جاتی ہے۔ یہیں ویراول شہر میں سومناتھ جانے کے لئے ایک گیٹ بنا ہوا ہے جس کو جوناگڑھ گیٹ کہتے ہیں۔ سلطان یہیں سے سومناتھ کی طرف گیا تھا۔

سومناتھ شہر میں "سومناتھ" کا مندر ساحل سمندر پر واقع ہے۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق اسے "سوم راج" یعنی چاند دیوتا نے سونے کا بنایا تھا۔ پھر روانا کے دور میں اسے چاندی کے ساتھ مزین کیا گیا۔ کرشن جی نے اپنے دور میں اس پر لکڑی کا کام کروایا اور پھر "بھیم دیو" نے اپنے دور میں اس پر پتھر کا کام کروایا۔ ۱۰۲۴ء میں سلطان محمود غزنوی جب یہاں آیا تو یہ مندر دولت و ثروت کے علاوہ اس قدر آباد تھا کہ تین سو موسیقار یہاں ہمہ وقت گاتے بجاتے تھے۔ پانچ سو لڑکیاں (دیو داسیاں) ڈانس کیا کرتی تھیں اور تین سو حجاموں کی دکانیں تھیں۔ جہاں حجام زیارت کرنے والوں کے سر مونڈتے رہتے تھے اور اس مونڈے ہوئے سر کے پچھلے حصے میں بالوں کی ایک "لٹ" چھوڑ دیتے تھے۔ یہ لٹ سوما نامی دیوتا کے نام کی چھوڑی جاتی تھی۔

بیسویں صدی عیسوی کے وسط میں اس مندر کی از سر نو مرمت اور تزئین کی گئی۔ مندر میں بارہ مقدس مقامات ہیں جن میں ایک مقدس مقام شوجی کے لئے وقف ہے۔ یہاں شوجی کا لنگا رکھا گیا ہے۔ جسے "جیوتی لنگا" کہا جاتا ہے۔

سوما دیوتا کے نام سے سومنات یا سومناتھ کا یہ مندر کہ جسے لعل دیوتا بھی کہا جاتا ہے۔۔۔ اس کی گدی کا مالک کرشن تھا۔ اس حوالے سے سومناتھ میں بھی کرشن کی جنم اشتمانی کا دن منایا جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرشنا کے میلے کو سرکاری سطح پر ریڈیو اور ٹی وی پر خوب کوریج دی جاتی ہے۔ جنوبی ہند میں اسے خوب منایا جاتا ہے۔ گھروں کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ چاولوں کے پتلے آٹے کے ساتھ گھروں میں قدم بنائے جاتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ کرشن ان قدموں پر پاؤں رکھتا ہوا ہمارے گھر آئے گا ــــ اور پھر اس خاص جگہ پہنچے گا جہاں کرشن کا بچگانہ بت ایک پنگھوڑے میں رکھا ہوتا ہے۔ ساتھ گائے کھڑی کر کے گوکولم کا منظر بنایا گیا ہوتا ہے۔ عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے بھجنوں کے دوران کرشن ہمارے درمیان آموجود ہو گا اور پھر وہ اپنی روحانی برکات بانٹ کر چلا جائے گا۔

مہاراشٹر میں یہ دن اس طرح منایا جاتا ہے کہ کرشن کی ان شرارتوں کے مناظر بنائے جاتے ہیں جب وہ گوالنوں کے مکھن چرایا کرتا تھا چنانچہ مٹی کے مٹکے مکھن اور دہی کے بھر کر درختوں کے ٹہنوں کے ساتھ لٹکائے جاتے ہیں۔ ارد گرد کرنسی نوٹ باندھے جاتے ہیں۔ اس درخت کے نیچے مخروطی مینار بنائے جاتے ہیں۔ اب لڑکے اور لڑکیاں اس پر چڑھ کر مکھن، دہی اور نوٹوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس دھکم پیل اور دھینگا مشتی میں مٹکوں کو توڑ بھی دیا جاتا ہے۔ پھر سب اس دہی اور مکھن کو نیچے سے اچکتے ہوئے کھاتے ہیں۔ اب کسی کے منہ پر مکھن ملا ہوتا ہے تو کسی کے سر پر گرا ہوتا ہے اور کسی کے کپڑوں پر ــــ اور پھر ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی، غرض جیسا کرشن تھا ویسا اس کا جشن ــــ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق یہ تھا کرشن جو وشنو جی کا اوتار تھا، وہ نیکی کو قائم کرنے اور گناہ کو ختم کرنے آیا تھا۔

ہندو دوستو! ذرا سوچو، مکھن چرانا، عورتوں کو ننگا دیکھنا، ان کے ساتھ ڈانس کرنا، شادی شدہ عورت کے ساتھ عشق لڑانا، کسی کی دلہن کو بھگا لے جانا، مہابھارت کی بے مقصد جنگ لڑانا ــــ اپنے ضمیر سے پوچھو کہ کیا یہ نیکیاں ہیں؟ اور اگر یہ نیکیاں ہیں تو برائیاں کیا ہوتی ہیں؟

بھارت مندر میں دھرتی ماتا کی پوجا

عرس، میلہ، جشن اور تہوار وغیرہ کے حوالے سے ہم نے ہندوؤں کے قومی تہواروں کا تذکرہ کیا۔ جہاں تک علاقائی اور چھوٹے موٹے تہواروں کا تعلق ہے وہ تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں چنانچہ ہم نے انھیں نظر انداز کر دیا ہے ــــ اسی طرح جہاں تک روایات کا تعلق ہے وہ تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاکھوں اور کروڑوں ہیں تاہم ـــــ ہم ان میں سے وہ خاص خاص روایتی چیزیں یہاں لا رہے ہیں جو ازحد مشہور و معروف ہیں۔

ان روایات میں سے ہماری نظر میں سب سے اہم اور سرفہرست "بھارت مندر" ہے۔

اس مندر کے ضمن میں یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ ہند کے تین نام ہیں۔ ہندوستان اور انڈیا کی وجہ تسمیہ کا ذکر تو ہم "باب اول" میں کر چکے ہیں۔ تیسرا نام "بھارت" ہے۔ وہی بھرت یا بھارت کہ جو دسرتھ کا بیٹا تھا۔ وہ بھرت یا بھارت کہ جس کی اولاد میں جنگ ہوئی اور وہ "مہا بھارت" کے نام سے معروف ہوئی۔

ہندوؤں کے دیوی دیوتاؤں میں "دھرتی ماتا" بھی ایک دیوی ہے کہ جو سیتا کو لے کر زمین کے اندر چلی گئی تھی۔ چنانچہ اس کی بھی پوجا ہوتی ہے ـــــ اور چونکہ پرانے وقتوں میں ہند یعنی برصغیر کو ہی ساری دنیا خیال کیا جاتا تھا للذا "دھرتی ماتا" کے حوالے سے وہ زمین کی پوجا کیا کرتے تھے۔

یہ پوجا آج بھی جاری ہے۔ صوبہ گجرات کے جزیرہ نما ساحلی علاقے "کاٹھیاواڑ" میں ـــــ سومناتھ اور دُوارکا کے ساحلی شہروں کے وسط میں، بحر ہند کے کنارے ایک شہر ہے جس کا نام "پور بندر" ہے۔ یہاں مہاتما گاندھی پیدا ہوئے تھے۔ مہاتما گاندھی کے اس شہر سے دو کلو میٹر کے فاصلے پر نہرو پلینیٹیریم اور بھارت مندر بنایا گیا ہے۔ یہاں ہوائی اڈہ بھی موجود ہے۔

لوگ ایک برآمدے سے ہوتے ہوئے نہرو پلینیٹیریم میں داخل ہوتے ہیں۔ یہاں نہرو اور گاندھی کی تصاویر آویزاں ہیں۔ ۶۵ میں پاک انڈیا جنگ کے بعد تاشقند میں لی گئی وزیراعظم ہند شاستری اور روسی وزیراعظم کوسیگن کی تصاویر اور مجسمے موجود ہیں۔ یہ پلینیٹیریم ہندوستان کی موجودہ تاریخ کا ایک میوزیم ہے۔

اس پلینیٹیریم کے سامنے ایک باغ ہے۔ اس باغ میں "بھارت مندر" بنایا گیا ہے یعنی بھارت کا سیاسی حصہ پلینیٹیریم کی صورت میں ہے جبکہ بھارت کا مذہبی حصہ "بھارت مندر" کی شکل میں یہاں بنایا گیا ہے۔ اس مندر میں ایک بہت بڑا اور عالیشان ہال بنایا گیا ہے۔ اس ہال کے فرش پر بھارت کا ایک ابھرا ہوا بہت بڑا نقشہ بنایا گیا ہے۔ اس نقشے میں پاکستان، بنگلہ دیش، بھوٹان، نیپال، سری لنکا اور افغانستان کا پختون علاقہ موجود ہے۔ جبکہ اس ہال کے جو ستون ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان پر سوسے زیادہ ہندو دھرم کی عظیم شخصیات اور ان کے دھرم کے بارے میں نقش نگاری کی گئی ہے جو ہندوؤں کے جنگی سورماؤں (دلاوروں) پر مشتمل ہے۔

اس وقت انتہاپسند ہندو یہ عزم رکھتے ہیں کہ ہم نے جنگیں لڑ کر "مہابھارت" یعنی بڑا بھارت بنانا ہے۔ وہ دھرتی ماتا کہ جسے تقسیم کر دیا گیا۔ اس دیوی کو اس کی اصل شکل میں قائم کرنا ہے۔ مہاتما گاندھی جس نے مسلم ہندو کے درمیان اہنسا یعنی امن کی بات کی تھی چاہے وہ ظاہری طور پر ہی سہی مگر ہندوؤں کو یہ بھی ہضم نہ ہوئی اور ایک متعصب ہندو "گوڈسے" نے مہاتما گاندھی کو قتل کر دیا ـــــ گوڈسے کو جب پھانسی دی گئی تو اس نے وصیت کی کہ میری راکھ کو محفوظ رکھا جائے اور جب اکھنڈ بھارت قائم ہو تو اس راکھ کو دریائے سندھ میں بہایا جائے۔ یاد رہے! دریائے سندھ پاکستان کا سب سے بڑا دریا ہے جو کشمیر کے علاقے "لداخ" سے نکل کر بلتستان، پنجاب اور سرحد سے ہوتا ہوا صوبہ سندھ میں داخل ہو کر کراچی کے قریب سمندر میں جا گرتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کا یہ ملک اکھنڈ بھارت کا حصہ بنے چنانچہ گوڈسے آج متعصب ہندوؤں کا ہیرو ہے اور اس کی راکھ محفوظ رکھی گئی ہے۔ اس سوچ سے یقیناً امن عالم کو خطرہ ہے کیونکہ "مہابھارت" کی لڑائی میں تو مکمل تباہی ہوگی۔

کیا اب پورے برصغیر کو تباہی کے دہانے پر پہنچایا جائے گا اور پھر پوری دنیا کو ـــــ کیونکہ انتہا پسند کہہ سکتے ہیں کہ اب ہمارے ہاں دنیا سے مراد موجودہ معلوم دنیا ہے نا کہ پرانی دنیا جو برصغیر تک محدود تھی ـــــ اور جی ہاں! گیتا کے شارح یشپال بھاٹیہ نے گیتا کی شرح کرتے ہوئے ایسی بات کہہ بھی دی ہے ـــــ اس کا مطلب ہوا کہ پہلے مہابھارت کی جنگ میں صرف برصغیر کے ایک علاقے کو اور اب ساری دنیا کو تباہی سے دوچار کرنے کے لئے "مہابھارت" جیسی بے مقصد تباہی پھیلائی جائے گی؟ کیا ایٹمی اسلحہ اسی لئے تیار کیا گیا ہے؟ ـــــ مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ ساری تباہی کس مقصد کے لئے ہوگی۔ کون سے دھرم کے لئے ہوگی؟ "مہابھارت" کے لئے کہ جو سارا کھیل ہی "ادھرم" ہے۔

ہندو دوستو! کیا ادھرم پھیلانے کے لئے ایسی ادھرمی سوچ اپناؤ گے؟

اکیسویں صدی میں زمین کی پوجا کر کے یوں بے مقصد تباہی پھیلاؤ گے۔ سب سوچنے کی باتیں ہیں۔ ایسے دھرم کے بارے میں غور و فکر کرنے کے تقاضے ہیں کہ یہ دھرم ہے یا ادھرم جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانیت کی تباہی کا پیغام دے رہا ہے؟

یاد رہے! بھارت کے نام سے ایک اور مندر بھی ہے۔ اس کا نام "بھارت ماتا" ہے۔ یہ مندر "ہردوار" شہر کے قریب ہے۔ یہ آٹھ منزلہ مندر ہے۔ اس کے وسط میں گنبد ہے۔ زیارت کرنے والوں کے لئے یہاں لفٹ کی سہولت موجود ہے۔ اس کی آٹھویں منزل کے فرش پر شنکر جی کا لنگا جی ہے۔ یاد رہے! شو جی کو شنکر جی بھی کہا جاتا ہے۔

اسی طرح صوبہ راجستھان کے ایک شہر کا نام بھی "بھارت پور" ہے۔ یہ جاٹوں کا شہر ہے جو لڑائی میں بڑی شہرت رکھتے ہیں ـــــ تو یہ تھا بھارت کے حوالے سے ہندوؤں کا سیاسی اور مذہبی نقطہ نظر جو ہم نے پیش کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "بھارت" کا لفظ ہندوؤں کے ہاں مذہبی تقدس اور عقیدے کا حامل ہے۔

ممبادیوی کے نام پر ممبئی

مہاراشٹر کا دارالحکومت بمبئی شہر جو ہندوستان کی فلمی دنیا کا مرکز ہے۔ معاشی اعتبار سے بھارت کا سب سے بڑا شہر ہے۔ آبادی کے لحاظ سے بھی بھارت کا بڑا شہر ہے کہ اس کی آبادی تین کروڑ انسانوں پر مشتمل ہے۔ شیو سینا کی مضبوط پارٹی کا مرکز ہے جس کا سربراہ بال ٹھاکرے ہے۔ بال ٹھاکرے نے ۹۳-۱۹۹۲ء میں ہزاروں مسلمانوں کو فسادات کروا کے قتل کروا دیا تھا۔ اس گروہ نے جنوری ۱۹۹۶ء میں یہاں کی حکومت حاصل کی تو بمبئی کا نام بدل کر ممبئی رکھ دیا۔ اس لئے کہ یہاں "ممبادیوی" کا مندر ہے۔ اسی دیوی کے نام پر شہر کا نام رکھ دیا گیا۔

ستی دیوی

ستی ـــــ شو جی کی پہلی بیوی تھی جس نے خودکشی کر لی تھی۔ بعد میں وہ عورت جو اپنے خاوند کے مرنے پر اس کی چتا کے ساتھ جل مرے۔ اس رسم کو ستی کا نام دے دیا گیا۔ ہم جس "ستی دیوی" کی بات کر رہے ہیں وہ موجودہ دور کی ایک لڑکی ہے جس کا مندر چھوٹے سے گاؤں "دیورالا" میں ہے۔ یہ ۱۹۸۷ء کا واقعہ ہے۔ جب یہ اٹھارہ سالہ لڑکی کہ جس کا نام "روپ کنوار" تھا۔ وہ اپنے خاوند کے مرنے پر آگ میں جل مری۔ چنانچہ اب اس کی پوجا نہ صرف راجستھان کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لوگ کرتے ہیں بلکہ ہندوستان بھر سے لوگ اس کے مندر میں پوجا کے لئے آتے ہیں۔ راجیو گاندھی جو اس وقت وزیراعظم تھے، نے اس عورت کے مندر میں پوجا پابندی عائد کی مگر لوگ متواتر پوجا کرتے ہیں۔ عورتیں خاص طور پر بیماریوں سے شفا کے لئے روپ کنوار کے مندر میں جاتی ہیں۔

یاد رہے! اگرچہ انڈیا میں ستی ہونے پر پابندی ہے مگر انڈیا کے آزاد ہونے سے لے کر اب تک ۴۰ عورتوں کے ستی ہونے کا ریکارڈ سرکاری ہے لیکن غیر سرکاری تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جو عورتیں ستی نہیں ہوتیں وہ سفید لباس زندگی بھر پہنے رکھتی ہیں جو تقدس کی علامت ہے۔ یوں شادی نہ کرکے جوان عورتیں رنڈی کے طعنے سن کر ذلت و حقارت کے دن بسر کرکے آخر کار مرجاتی ہیں۔

دیوتاؤں کا تحفہ: ڈانس

ویسے تو دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے کئی طرح کے ڈانس معروف ہیں تاہم ڈانس کی دو ایسی اقسام ہیں جنہیں دیوتاؤں کا تحفہ کہا جاتا ہے۔ ان میں ڈانس کی پہلی قسم کو "کتھا کالی" کہا جاتا ہے۔ یہ ڈانس صرف ہندو مرد کرتے ہیں اور تہواروں کے مواقع پر ساری رات ڈانس کیا جاتا ہے۔

ڈانس کی دوسری قسم کو "بھارت نیتا" کہا جاتا ہے۔ یہ ڈانس تہواروں کے مواقع پر دیوتاؤں کی مورتیوں کے سامنے صرف عورتیں اور جوان لڑکیاں کرتی ہیں۔ عام دنوں میں بھی پوجا کے موقع پر یہ ڈانس کیا جاتا ہے۔ اس ڈانس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دیوتاؤں کی طرف سے انسانوں کے لئے یہ خصوصی تحفہ ہے تاکہ لوگ اپنی روحانی استعداد میں اضافہ کریں اور مقدس خوشیوں کے مزے لوٹیں۔

ہندو اور ہندوؤں کے فرقے

یہ بات عام نہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ کٹر ہندوؤں کے ہاں اصل ہندو وہی ہے جو ہندوؤں کے گھر میں ـــــ ہندوستان میں پیدا ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوؤں کے فرقے تو بے شمار ہیں مگر چند ایک ذکر کرتے ہیں:

۱۔ برہمپتی	۲۔ سناتن دھرم
۳۔ آریہ سماج	۴۔ شومت
۵۔ ویشنومت	۶۔ دام مارگی
۷۔ سمپردائی	۸۔ چولی مارگی
۹۔ بیج مارگی	۱۰۔ ادھی باسی
۱۱۔ رام سینی	۱۲۔ گوسائیں
۱۳۔ سوامی نارائن مت	۱۴۔ دھن ساری
۱۵۔ مادھومت	۱۶۔ لنگا نکت
۱۷۔ چکرانت	۱۸۔ برہم سماج
۱۹۔ پرارتھنا سماج	۲۰۔ وایدانتی
۲۱۔ رادھا سوامی	۲۲۔ برہم چاری
۲۳۔ سنیاسی	۲۴۔ منھ دھاری
۲۵۔ ناستک	۲۶۔ چارواک
۲۷۔ سدھاروالیکی	۲۸۔ تانترک

سات مقدس شہر

ہندوؤں کے ہاں سات کا ہندسہ بڑا مقدس ہے۔ سات شہر انتہائی مقدس ہیں۔ ان سات شہروں میں سرفہرست اور پہلا شہر ہے۔

(۱) ورانسی

اتر پردیش میں واقع شوجی کا یہ شہر گنگا کے کنارے پر آباد ہے۔ یہاں پر دریائے گنگا کے گھاٹ بڑے مشہور ہیں۔ ان گھاٹوں پر اشنان کرنے کے لئے ہندوستان بھر سے ہندو آتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہاں ایک بار نہانے سے زندگی بھر کے پاپ (گناہ) دھل جاتے ہیں۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہر کو بنارس یا بینارس بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا نام "کاشی" بھی ہے۔ سرکاری طور پر ان دنوں اسے "ورانسی" کہا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے مرنے کے لئے یہ آئیڈیل شہر ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جو یہاں مر گیا سیدھا سورگ (جنت) میں پہنچ گیا۔

چنانچہ کئی سادھو اس شہر میں اس لئے مارے مارے پھرتے ہیں کہ یہاں مر جائیں۔ یہاں دریا کے کناروں پہ گھاٹوں کی سیڑھیاں جو گنگا میں اترتی ہیں۔ ہمہ وقت ان پہ ہندو اشنان کرتے اور بھجن گا رہے ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق یہ شہر دنیا کا قدیم ترین شہر ہے۔ تاریخ اور روایات سے بھی قدیم ہے۔

ورانسی میں سب سے مقدس ترین "وشوا ناتھ" مندر ہے۔ اسے سنہری مندر بھی کہا جاتا ہے۔ اس مندر کے ٹاوروں پر ریاست "اندور" کے راجہ اہالیہ بائی نے ۱۷۷۶ء میں آٹھو سو کلو گرام سونا تقریباً (بیس من سونا) لگایا تھا۔ یہ آج بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ اس مندر کا مطلب ہندو یہ بتلاتے ہیں کہ شوجی کائنات کا دیوتا ہے۔

یاد رہے! شوجی کی سواری بیل ہے جس کو ہندو لوگ "نندی" کہتے ہیں۔ بیل اور گائے آج بھی ہندوستان کی شاہراہوں پر عام گھومتے ہیں۔

دوسرا شہر: ایودھیا

یہ اتر پردیش کا شہر ہے۔ فیض آباد سے چھ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ رام کا شہر ہے جہاں بابری مسجد کو ڈھا کر رام مندر بنانے کی کوشش جاری ہے۔ ہندو عقائد کے مطابق اس شہر کو دیوتاؤں نے بنایا تھا اور یہ زمین پر اس قدر مبارک شہر ہے کہ جیسے جنت ہو یعنی یہ شہر زمین پر جنت کے ٹکڑے کی طرح ہے۔

تیسرا شہر: کانچی پورم

یہ جنوبی ہند کے صوبہ تامل ناڈو کا شہر ہے۔ یہ ایک ہزار مندروں کا شہر ہے۔ شوجی کے پجاریوں کا شہر ہے۔ یہاں کا "کیل ستاتھ مندر" بڑا اور خوبصورت مندر ہے۔ اس مندر میں شوجی اور ان کے پورے خاندان کی پوجا ہوتی ہے۔ یہاں شوجی کا جو لنگا جی ہے وہ اس قدر بڑا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"کانچی پورم" کے ہزار مندروں میں رکھے گئے لنگاؤں میں سے سب سے بڑا ہے جبکہ ایشیا میں اس کا نمبر تیسرا ہے۔

کانچی پورم میں شوجی کا ہزار مندروں میں سے سب سے بڑا مندر "شری اکامبرا ناتھر" مندر ہے۔ اس کا کورڈ ایریا بارہ ایکڑ اراضی میں پھیلا ہوا ہے۔ اس مندر کا ہال اتنا بڑا ہے کہ اس کے ایک صد ستون ہیں جن میں سے ۵۴۰ ستون آرائشی ہیں اور آرائش اس قدر قیمتی ہے کہ دیکھنے کے قابل ہے۔

اس مندر میں آم کے درخت کے دیوتا کے لئے ایک جگہ مخصوص ہے جسے "ایکا امرا ناتھر" کہا جاتا ہے۔ اس آم کے درخت کی قدامت کے بارے میں ہندو دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کی عمر پینتیس سو سال کی ہے۔ اس درخت کے تنے سے چار شاخیں پھوٹتی ہیں۔ ہندو لوگ ان شاخوں کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ چار ویدوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔

آم کے درخت کے بارے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس درخت کو اس لئے بھی مقدس سمجھا جاتا ہے کہ اس کے نیچے شوجی کی شادی پاروتی سے ہوئی تھی لہٰذا شادی کے مواقع پر شادی ہالوں کو آم کے درخت کے پتوں سے سجایا جاتا ہے۔

نومبر دسمبر میں چاند کی چودہ تاریخ کو یہاں شوجی کے لنگاجی کا میلہ اروناچل پہاڑی پر لگتا ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ اس جگہ پر شوجی کا لنگا ظاہر ہوا تھا۔ یہاں میلے کے دوران کئی دن تک ہزاروں من گھی کئی دن تک جلایا جاتا ہے۔ تقریباً ڈھائی لاکھ لوگ اس میلے میں شرکت کرتے ہیں تاکہ اس مقام کی برکت حاصل کریں۔ جہاں لنگاجی ظاہر ہوا تھا۔

چوتھا شہر: ہردوار

پانچواں شہر: متھرا

چھٹا شہر: ڈوارکا

نواں شہر: اجین

نوٹ: آخری چاروں شہروں کا تعارف اپنے مناسب مواقع پر گزر چکا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سات مقدس دریا

(۱) گنگا
(۲) سرسوتی
(۳) جمنا
(۴) سندھ
(۵) نرمدا
(۶) گوداوری
(۷) کاوری

مقدس پھول

گینڈے کے پھول بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں مگر کنول کا پھول سب سے بڑھ کر مقدس سمجھا جاتا ہے۔ دیوتاؤں اور رشیوں کو اس پھول میں بیٹھا ہوا دکھلایا جاتا ہے۔

پوجا کے خاص اوقات

(۱) سورج نکلنے کا وقت
(۲) غروب ہونے کا وقت
(۳) دوپہر
(۴) آدھی رات

نوٹ: تالیوں، ڈھول اور موسیقی سے پوجا کا آغاز ہوتا ہے۔

ہندو مذہب کی تین اہم بنیادیں

(۱) یوگا یعنی مراقبہ
(۲) پوجا یعنی عبادت
(۳) یگیا یعنی قربانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تپسیا" جسے "تپ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سنسکرت کا لفظ ہے۔ اس کا معنی گرمی اور حرارت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یوگا اور پوجا سے قوت و حرارت پیدا ہوتی ہے اور اگر یہ زیادہ کرلی جائے۔ گیان دھیان جو مراقبے کی شکلیں ہیں وہ بجالائی جائیں۔ ریاضت میں دکھ اٹھائے جائیں تو غیر معمولی گرمی سے بے پناہ روحانی قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں —— چنانچہ ان قوتوں ہی کی وجہ سے ان کے دیوتا لڑتے اور مار کٹائی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

رشی کون ہوتا ہے؟

رشی وہ شخص ہوتا ہے جو انسان ہونے کے باوجود اپنے علم کے سبب فرشتوں سے بھی بڑھے ہوتے ہیں اور اسی باعث فرشتے ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔ برہمن ترقی کر کے اس درجہ تک پہنچتا ہے تو "برہم رشی" کہلاتا ہے۔ کھتری اس مرتبہ کو پہنچے تو وہ "راج رشی" کہلاتا ہے۔ ان دونوں طبقوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے یہ مقام قابل حصول نہیں ہے۔ رشی کے اوپر براہما کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا۔

ہندوؤں کی چار بڑی گدیاں

ہندوستان میں تمام ہندوؤں کے ہاں مانی ہوئی چار گدیاں ہیں۔ ان گدیوں کو "پیٹھ" کہا جاتا ہے جبکہ ان گدیوں کے آستانوں کو "متھ" کہا جاتا ہے۔ ان آستانوں کے جو چار بزرگ ہیں ان کو "شنکر اچاریہ" کہا جاتا ہے۔ ان گدیوں کے چار مقامات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ڈوارکا: صوبہ گجرات کے علاقے "کاٹھیاواڑ" کا ساحلی شہر

(۲) سرنگیری: صوبہ کرناٹک کا شہر جو بنگلور سے ۱۰۰ کلومیٹر شمال مشرق میں ہے۔

(۳) پوری: صوبہ اڑیسہ کا ساحلی شہر بھوبانسوار سے ۶۰ کلومیٹر دور ہے۔

(۴) کانچی پورم: صوبہ تامل ناڈو کا یہ شہر ہزار مندروں کے حوالے سے مشہور ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چار ذاتیں

(۱) برہمن

(۲) کھشتری

(۳) ویش

(۴) شودر

زندگی کے چار مرحلے

ہندو دوستو! چار ذاتوں کے حوالے سے بڑا مناسب رہے گا کہ میں اپنے ہم جماعت، اپنے بھائی اور دوست مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری حفظہ اللہ کا واقعہ ذکر کردوں۔ وہ پچھلے دنوں گھر تشریف لائے تو باتوں باتوں میں، میں نے اپنی کتاب "دھرم اور ادھرم" کے سلسلہ میں انہیں بتایا تو انہوں نے اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ سنایا۔ بتلانے لگے:

پچھلے دنوں میں دہلی گیا تو دہلی دیکھنے جب نکلے تو چاندنی چوک میں جا پہنچے وہاں جین مت کا ایک مندر تھا۔ میں اسے دیکھنے اس مندر کے اندر چلا گیا۔ وہاں بالکل برہنہ تصاویر اور مورتیاں دیکھیں تو میں نے وہاں موجود ہندو پجاری سے پوچھا کہ ان برہنہ تصویروں اور مورتیوں کا کیا مطلب ہے۔ تم اس سے انسانیت کو کیا پیغام دینا چاہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا:

"مادیت سے چھٹکارا حاصل کرنے کی آخری منزل یہ ہے کہ کپڑوں سے بھی جو کہ مادی ہیں۔ چھٹکارا حاصل کرلیا جائے تو یہ سنیاس کی آخری منزل ہے ـــــ سوال پیدا ہوتا ہے جسم بھی تو مادی ہے تو کیا جسم سے بھی چھٹکارا حاصل کرلیا جائے۔ مگر کیسے؟ خودکشی کے بغیر تو نا ممکن ہے۔ جسم کو اذیتیں جس قدر بھی دے لی جائیں چھٹکارا تو نہیں ملے گا ـــــ بہرحال شاہ صاحب کہتے ہیں۔ میں آگے بڑھا تو مندر کے ایک بڑے ہال میں جین مت کا ایک پنڈت لوگوں کو لیکچر دے رہا تھا ـــــ میں بھی ان سے اجازت لے کر یہ لیکچر سننے لگ گیا۔ پنڈت صاحب بتلا رہے تھے کہ:

جو شخص دنیا میں گناہوں سے بچے گا وہ اگر نچلی ذات کا ہے تو اگلے جنم میں اونچی ذات میں پیدا ہو گا۔ اسی طرح جو اونچی ذات کے ہیں وہ اگر برائیاں کریں گے تو اگلے جنم میں وہ شودر بن کر پیدا ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے اور اگر پاپ زیادہ ہوئے تو کتے بلیوں جیسے جانور بن جائیں گے ۔۔۔ الغرض! آواگون یا تناسخ کے اس عقیدے پر پنڈت کا اخلاقی لیکچر میں سنتا رہا۔ جب ختم ہو گیا تو پنڈت نے حاضرین سے سوال و جواب کا کہا: میں نے پنڈت سے کہا۔ جناب! میں بھی سوال کر سکتا ہوں۔ سب حاضرین میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے اپنا تعارف کروایا اور پھر سوال کیا کہ:

پنڈت جی! یہاں جتنے لوگ بھی بیٹھے ہیں آپ سمیت کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ وہ پہلے جنم میں کیا تھا؟ میرے اس سوال پر ہر سو سکوت طاری ہو گیا۔ پنڈت خاموش ہو گیا۔ لاجواب ہو کر چھ لحات کے بعد بولا کہ یاد رہنا کوئی ضروری نہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ ضروری اس لئے نہیں کہ کسی کو بھی یاد نہیں اور جب یاد نہیں تو پھر سزا کیا ہوئی؟ ایک مجرم کو اگر سزا سنائی جاتی ہے تو اسے زندگی بھر وہ سزا یاد رہتی ہے تبھی تو وہ جرائم سے بچتا ہے تو اگر کسی مجرم کو اپنی سزا یاد ہی نہیں۔ یہ پتہ ہی نہیں کہ اسے پہلے جنم میں کس جرم کی سزا ملی تھی یا کسی نیکی کی جزا ملی تھی کہ وہ پہلے شودر تھا۔ اب برہمن ہو گیا۔ یا پہلے کتا تھا تو اب کھشتری ہو گیا۔ تو جب اس کی خبر ہی نہیں تو سزا کیا ہوئی۔

بہر حال میرے اس سوال پر سکوت نہ ٹوٹ سکا۔

ہندو دوستو! ذات پات کی یہ تقسیم انسانیت کے لئے باعث شرم ہی نہیں بلکہ یہ آواگون کا عقیدہ ہی غیر فطری اور غیر عقلی ہے کہ جس کی بنیاد پر ذات پات کا نظام قائم ہے۔ اس پر غور کرتے جایئے۔ آپ منصف مزاج ہیں تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ دھرم کے نام پر صدیوں سے پہنی اس زنجیر کو اکیسویں صدی میں ٹوٹ جانا چاہئے۔

ہندومت کے مطابق ۔۔۔ ہندوانہ زندگی کے چار ادوار ہوتے ہیں جو چاروں ادوار کے مطابق زندگی گذارے وہ اصل اور سچا ہندو ہے۔

پہلا دور: برہم چاریہ

اس کا مطلب طلب علم کی زندگی ہے۔ یعنی علم حاصل کیا جائے۔ ہمالیہ جب گنگا سے نکلتا ہے تو وہاں سے لے کر سمندر میں جانے تک اس کے کناروں پر آشرم بنے ہوئے ہیں ایک ہندو ان آشرموں اور مندروں میں تعلیم حاصل کرے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسرا دور: گرہستھ

اس دور میں شادی کی جائے۔ بچے ہوں تو ان کی نگہداشت اور مسائل سے عہدہ برآ ءہوا جائے یعنی گھریلو اور خاندانی زندگی گذاری جائے۔

تیسرا دور: بان پرست

عملی زندگی سے الگ ہو کر مراقبہ یعنی گیان دھیان اور غور و فکر میں وقت بسر کرنا۔

چوتھا دور: سنیاس

اس میں دنیا کو مکمل طور پر ترک کر دیا جاتا ہے۔ یہ آخری مرحلہ سماج میں اعلیٰ ترین رتبے اور احترام کا حامل ہے۔ ایک ہندو سنیاسی کو اپنے لئے کھانا پکانے کی ممانعت ہے۔ اس کے پاس نہ تو قیمتی اشیاء ہونی چاہئیں اور نہ روپیہ پیسہ۔ کپڑے بھی اتنے ہی رکھنے کی اجازت ہے۔ جن کا ہونا از بس ضروری ہو۔ سنیاسی کو روپیہ پیسہ کمانے یا کسی بھی شکل میں منافع خوری کی سخت ممانعت ہے۔ سنیاسی کا کام صرف مطالعہ، مراقبہ اور خدمت خلق ہے۔ وہ اپنے جسم کی آرائش و زیبائش نہیں کر سکتا بلکہ نفس کشی کی زندگی گذارنا اور روحانی نظم و ضبط برقرار رکھنا لازمی ہے۔ خدمت خلق کا کوئی معاوضہ قبول نہیں کر سکتا۔ گوشت خوری اس کے لئے منع ہے۔ اس کا تعلق کسی ذات سے نہیں ہوتا۔ وہ ذات پات کے تمام بندھنوں سے بالاتر ہوتا ہے۔ سبزی کا کھانا بلالحاظ مذہب و ملت و رنگ و نسل کسی سے بھی وہ قبول کر سکتا ہے۔ عورتوں کے پاس جانے کے لطف سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ سنیاسی کو نہ تو اپنے لئے کوئی گھر بنانا چاہئے اور نہ زیادہ عرصہ تک کسی ایک جگہ ٹھہرنا ہی چاہئے۔ کھانا، ضروری کپڑا اور جوتوں کے علاوہ کسی سے کوئی تحفہ بھی وہ قبول نہیں کر سکتا۔

(آریہ سماج کی تاریخ از لالہ لاجپت رائے)

تِلک (قشقہ) اور راکھی

ہندو یوگ اور سنیاس کے مطابق مراقبے کے ذریعہ جسم کے نو دروازوں سے روح کو نکال کر دونوں آنکھوں کے درمیان دماغ کے پچھلی جانب لایا جاتا ہے اور یہاں پر شبد یعنی کلمہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ملاپ کرایا جاتا ہے۔ جو یوگی اور سنیاسی ایسا کر لے وہ روحانیت کی انتہا کو پالیتا ہے کیونکہ یہاں پر انوار کی بارشوں میں سنیاسی کی روح بھگوان میں مل جاتی ہے ـــــ اس نظریے کی ظاہری علامت تِلک ہے جسے قشقہ بھی کہا جاتا ہے۔ سادھو، پنڈت، سنیاسی اور عام ہندو بھی تِلک کو ماتھے پر لگاتے ہیں۔ مزید برآں! بعض ہندوؤں کے مطابق ماتھے کے وسط میں سرخ رنگ کا نشان ان ہندو عورتوں کی علامت ہے جو شادی شدہ ہوتی ہیں۔ لیکن اب اس نشان کو کنواری لڑکیاں بھی استعمال کرلیتی ہیں حتیٰ کہ یہ نشان اب اس قدر عام ہو گیا ہے کہ مرد اور لڑکے بھی لگائے پھرتے ہیں۔

"راکھی" ایک دھاگہ یا کسی دھات کا ٹکڑا ہوتا ہے جسے بہن اپنے بھائی کی کلائی پر باندھتی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ دیوتاؤں کی مدد سے بھائی مشکلات سے محفوظ رہے۔

قارئین کرام! اتفاق کی بات ہے میں لاہور کے امریکن سکول کے سامنے سے گزر رہا تھا وہاں پانچ یا سات طلباء گیٹ پر مستیاں کر رہے تھے اور ماتھے پر سرخ رنگ کا تلک لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ ثقافت انڈین فلمیں دیکھ کر اپنائی ـــــ اس بات سے بے خبر ہو کر کہ اس کا مطلب کیا ہے۔

اسی طرح ہمارے بعض نادان مسلمان ہاتھوں میں کڑے اور دھاگے پہنے ہوئے ہیں ـــــ یہاں تک کہ جب ذوالفقار علی بھٹو کا بیٹا مرتضیٰ بھٹو اپنی بہن بے نظیر کے دور اقتدار میں شام سے آیا تو جہاز اترنے پر جب وہ باہر نکلا تو اس کی والدہ نصرت بھٹو نے اس کے بازو پر دھاگہ باندھا تھا۔ اس دھاگے کو "امام ضامن" کا نام دیا تھا کہ اب مرتضیٰ کی مشکلات کا ضامن "امام" ہے ـــــ مگر اسی بے نظیر کی وزارت عظمیٰ کے دور میں مرتضیٰ بھٹو کراچی میں گولیوں سے چھلنی کر دیئے گئے اور کوئی "امام" ـــــ اس کا ضامن نہ بن سکا ـــــ تو جناب! یہ راکھیاں یعنی حفاظتیں اور یہ ضمانتیں سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ جب اس کی طرف سے وقت آجائے تو "راکھی" راکھ کی طرح اڑ جاتی ہے اور ضامن کا لفظ محض گمان بن کر رہ جاتا ہے۔

جھولے لعل، سوم اور چہلم

بارہ جولائی ۲۰۰۰ء کو مجھے دعوتی دورہ کے ضمن میں چند دن کے لئے کوئٹہ جانا ہوا۔ وہاں میں اپنے ساتھیوں کو لے کر شہر کے ایک مندر میں چلا گیا۔ اس مندر کا پنڈت اشوک کمار تھا۔ وہ برہمن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ میں نے اسے کہا کہ ہم آپ کو عبادت کرتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں؟ اس نے ہاں کر دی اور پھر ہم مغرب کے بعد مندر میں پہنچ گئے۔

اب ہندو جمع ہو چکے تھے۔ شو جی کے مندر میں ہندو پنڈت نے "سنکھ" بجایا اور پھر شو جی کے بھجن شروع ہو گئے۔ موجود لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔ شو جی کی آرتی اتار رہے تھے۔ اس کے لنگا جی کو چوم رہے تھے جو پتھر کا بنا ہوا تھا اور آخر میں سجدہ ریز ہو رہے تھے۔ اس کے بعد وہ مندر کے کونوں میں رکھے ہوئے۔ ایک ایک بت کے پاس جا کر اسی طرح کرتے رہے۔ ان بتوں میں ایک اڈیرو لعل بھی تھا۔ اس کی تصویر تھی جس کے سامنے انھوں نے کافی دیر تک بھجن گائے۔ وہاں ان کے اشتہار بھی پڑے تھے جن پر لکھا تھا: "جھولے لعل —— بیڑا پار"۔

لکشمی دیوی کے بت کے سامنے جب انھوں نے پوجا کی رسم شروع کی تو وہاں ایک اشتہار آویزاں تھا کہ جو کسی ہندو کی "رسم چہلم" میں شمولیت کا تھا۔ میں نے ہندو پنڈت سے پوچھا کہ چہلم تم بھی کرتے ہو تو اس نے فوراً جواب دیا۔ "یہ تو ہے ہی ہماری رسم" —— اس کے جواب سے مجھے یاد آیا کہ جب اندرا گاندھی کا چھوٹا بیٹا سنجے ہوائی جہاز کے حادثے میں مرا تھا تو اس کی بیوہ مانیکا گاندھی نے چہلم کیا تھا اور چہلم کے موقع پر وہ جو کھانا تقسیم کر رہی تھی اس کی تصویر اس تحریر کے ساتھ روزنامہ نوائے وقت نے شائع کی تھی کہ "مانیکا گاندھی سنجے کے چہلم پر بھوکوں میں کھانا تقسیم کر رہی ہیں"۔

جی ہاں! مردے کا "دسواں" بھی ان کی رسم ہے اور جہاں تک میت کے فوت ہونے کے تیسرے دن "سوئم" کا تعلق ہے تو ہندو لوگ اپنے مردہ کو جلانے کے تیسرے دن "رسم سوئم" یوں کرتے ہیں کہ مردہ کو جہاں جلایا جاتا ہے وہاں سے اس کی راکھ اکٹھی کر کے لاتے ہیں۔ اسے وہ احترام سے "پھول چننا" کہتے ہیں۔ پنجابی زبان میں اسے "پھل چننا" کہہ دیا جاتا ہے۔ لگتا ہے کہ اسی سے ہمارے بعض لوگوں نے پھل کا قل بنا دیا تو وہ جسے رسم سوم کہا جاتا ہے وہ رسم اب قل بن چکی ہے۔

ہندو دوستو! ان عجیب غریب تہواروں، داستانوں اور رسموں کو بجا لانے کے بارے میں تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی دلیل نہیں کہ یہ سب کچھ پنڈتوں اور برہمنوں کے کھانے کے بہانے ہیں اور یہ سب کچھ محض تخیلات کی پیداوار ہیں۔ وہ قرآن جو آخری کلکی محترم یعنی جناب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ـــــ اس قرآن میں رب تعالیٰ نے کیسی مبنی بر حقیقت بات بتلائی ہے۔ تمہارے بارے میں۔ تمہاری داستانوں اور روایات کے بارے میں۔ غور فرمایئے:

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ

(یونس:۳۶)

ان کے اکثر لوگ محض خیالات کی پیروی کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ گمان حقیقت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

جی ہاں! اسی لئے اللہ اپنے آخری رسول ؐ کی ذمہ داری سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ (سورۃ الاعراف:۱۵۷)

جو لوگ اس رسول کی اتباع کرتے ہیں جو نبی امی ہے، جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ رسول انہیں نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے، ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے، ان کے بوجھ ان پر سے اتارتا ہے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور مدد کریں اور اس روشنی کی اتباع کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

چانکیہ کی ارتھ شاستر اور موجودہ بھارت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوتلیہ چانکیہ اور ارتھ شاستر

بھارت کی حکومت ۱۹۴۷ء سے لے کر موجودہ اکیسویں صدی کے آغاز تک متواتر کوتلیہ چانکیہ کی کتاب کو شائع کر رہی ہے اور ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں عام کر رہی ہے ——— دوسرے لفظوں میں ہندوستان کی حکومت کے مذہبی اور سیاسی رجحان کی بنیاد کوتلیہ چانکیہ کی کتاب بن چکی ہے۔ چنانچہ یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم موجودہ ہندوستان کو سمجھنے کے لئے ——— اس کے فکری ماخذ اور سرچشمے "ارتھ شاستر" پر ایک نظر ڈالیں اور پھر بھارت کے موجودہ حالات اور اقدامات کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے مستقبل کے ارادوں اور عزائم سے واقف ہوں کہ وہ کیا ہو سکتے ہیں۔

معروف ترین ہندو مفکر "کوتلیہ چانکیہ" عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ساڑھے تین یا چار سو سال قبل پیدا ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ جنوبی ہند میں پیدا ہوا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شمالی ہند میں پیدا ہوا ——— تاہم اس بات پر مؤرخین متفق ہیں کہ اس نے شمالی ہند کا علاقہ جو اس وقت پاکستان ہے، کے شہر "ٹیکسلا" میں تعلیم حاصل کی اور یہیں اپنے دور کی ٹیکسلا یونیورسٹی میں استاد مقرر ہوا۔ وہ بڑا معروف اور مایہ ناز استاد تھا۔ یاد رہے! ٹیکسلا، پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سے آدھے گھنٹے کی مسافت پر پشاور روڈ پر واقع ہے۔ یہ پاکستان کا تاریخی شہر ہے جہاں برصغیر کی قدیم تاریخ کا عجائب گھر بھی ہے۔

کوتلیہ چانکیہ، ٹیڑھی میڑھی ٹانگوں والا غریب اور بدصورت انسان تھا۔ ذات کا برہمن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ وہ کسی نہ کسی طرح شمالی ہند کے علاقے "پاٹلی پتر" کے بادشاہ "نندا" کے دربار میں پہنچ گیا۔ وہ ویدوں اور منتروں پر عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم اور چالبازیوں کا بھی ماہر تھا۔

بہر حال اس کی یہ مہارت نندا بادشاہ کی بربادی کا باعث بنی کیونکہ کوتلیہ چانکیہ ہندوستان کے بادشاہ چندر گپت موریہ کا ساتھی بن گیا تھا۔ نندا اس قدر طاقتور بادشاہ تھا کہ سکندر اعظم بھی اسے پوری طرح شکست نہ دے سکا تھا لیکن نندا کو چندر گپت موریہ نے شکست دے کر صفحہ ہستی سے ہٹا ڈالا اور خود ہندوستان کا تاریخ ساز بادشاہ بنا۔ اس ساری تبدیلی میں کوتلیہ چانکیہ ہی کا ہاتھ تھا۔

کوتلیہ چانکیہ نے اپنی زندگی کے تجربات پر مبنی ایک کتاب لکھی جس کا نام "ارتھ شاستر" ہے "ارتھ" کا معنی دولت ہے۔ یعنی یہ ایسا شاستر "علمی کتاب" ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے ہر طرح کی دولت میسر آتی ہے۔ مال کی دولت، علم کی دولت اور اقتدار وغیرہ کی دولت۔

مؤرخ اس بات پر متفق ہیں کہ مذکورہ کتاب ۳۱۱ سے ۳۰۰ قبل مسیح کے دوران تصنیف ہوئی۔ اس کتاب کا اصل سنسکرت متن ۱۹۰۴ء میں دریافت ہوا۔ شام شاستری نے اسے مرتب کیا اور ۱۹۰۵ء میں اور دوسری بار ۱۹۰۹ء میں اسے شائع کیا گیا۔ بعد ازاں حکومت ہند ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک اس کتاب کو سنسکرت متن اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ بار بار شائع کر چکی ہے اور شائع کر رہی ہے۔ پاکستان میں اس کتاب کا ترجمہ جناب سلیم اختر نے کیا ہے۔ ادارہ نگارشات کی جانب سے شائع ہونے والی چھ صد بائیس صفحات پر مشتمل اس کتاب کے چند مقامات ہم قارئین کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ بھارتی حکومت کے ذہن کا پتہ چل سکے کہ وہ جو کچھ کر رہی ہے اور کرنے والی ہے وہ ایک ایسی کتاب سے اخذ کردہ ہے جو چانکیہ کی جھوٹ اور چالباز سیاست کی آئینہ دار ہے۔

ملک سے سرمایہ لے جانے والے تاجر کا قتل

جو شخص اچھی خاصی جائداد کا مالک ہونے کے باوجود دولت کے حصول میں لگا رہے۔ اس دولت کو کہیں لگائے یا اس میں اضافہ کرے یا دوسرے ساتھیوں یا شہریوں کو قرض دے۔ بیرونی ممالک میں سرمایہ منتقل کرے تو سراغرسانی کی مدد سے معلوم کرنا چاہئے کہ (کیا) اس کو مشورہ دینے والے (اس کے) ملازم، رشتہ دار وغیرہ ہیں؟ اس کی آمد و خرچ کیا ہے؟ دوسرے ملکوں میں اس کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کارندوں سے حقیقت اگلوائی جائے۔ جب راز معلوم ہو جائے تو اسے قتل کرا دیا جائے اور ظاہر یوں کیا جائے کہ اس کے کسی دشمن کا کام ہے۔ (ارتھ شاستر صفحہ ۹۵)

مزدور عورت کا انگوٹھا کاٹ دیا جائے

جو عورت کام مکمل نہ کرے حالانکہ اس نے معاوضہ وصول کیا ہو تو اس کا انگوٹھا قطع کر دیا جائے۔

(صفحہ ۱۴۲)

نوچندی پر گھوڑوں اور ہاتھیوں کی "آرتی"

* چاند کی نو تاریخ کو "نوچندی" کہا جاتا ہے یہ تاریخ ہندوؤں کے ہاں بڑی متبرک تاریخ ہے۔ لہٰذا اس موقع پر ان کے میلے بھی ہوتے ہیں اور متبرک رسومات بھی۔ اسی بناء پر کوتلیہ چانکیہ رقمطراز ہوتا ہے:

"نوچندی پر "بھونس دیوتا" کو قربانی پیش کی جائے گی۔ چاند رات کو خیر و برکت کے اثرات کے حامل بھجن بھی گائے جائیں گے۔ اسوج کی نویں تاریخ کے علاوہ سفر پر روانہ ہونے اور لوٹ کر آنے کے موقع پر پجاری لوگ گھوڑوں کی صحت و سلامتی کے لئے آرتی اتارا کرے گا۔" (صفحہ ۱۶۸)

"نوچندی اور چاند رات کے موقع پر کماندار ہاتھیوں کی صحت و سلامتی کے لئے قربانیاں دیں گے۔" (صفحہ ۱۷۴)

نوٹ: برصغیر میں ہندوؤں سے مسلمان ہونے والے لوگوں میں سے کئی مسلمان ایسے ہیں جو آج بھی نوچندی کو متبرک جانتے ہیں۔ اس روز میلے منعقد کرتے ہیں اور مزاروں پر جا کر رسومات ادا کرتے ہیں۔

بدکرداری جائز

اپنی نسل بڑھانے کی غرض سے اپنے شوہر ہی کی ذات کے کسی مرد سے جنسی ملاپ کرنے والی عورت بے گناہ تصور ہوگی۔ (صفحہ ۲۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت وراثت کی حقدار نہیں

وراثت میں لڑکیوں کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ وہ اپنی ماں کے انتقال کے بعد اس کے کانسی کے برتن اور زیور ہی لینے کی حقدار ہوں گی۔

(صفحہ ۲۱۱)

نوٹ: ہم بر صغیر کے مسلمانوں کا آج بھی وطیرہ یہی ہے کہ بچیوں کو جائیداد میں خاص طور پر زرعی زمین میں حصہ نہیں دیا جاتا حالانکہ اسلام نے وراثت میں بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کو آدھا حصہ کا حقدار بنایا ہے۔ جی ہاں! وطیرہ یہی ہے کہ جہیز پر ٹرخا دیا جاتا ہے۔ جہیز کی خوب نمائش کی جاتی ہے اور یہ رسم اس قدر قبیح شکل اختیار کر چکی ہے کہ جہیز کم لانے والی دلہن کو طعنے دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات حیلوں بہانوں سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں ہندو لڑکیوں کو آج بھی اس لعنت کی بھینٹ چڑھا کر مارا جاتا ہے اور جو زندہ رہتی ہیں تو ایک عرصہ تک ان کی زندگی جہنم ہی رہتی ہے۔

ماؤں کی ذاتوں کی بنیاد پر بیٹوں کے حصے

اگر کسی برہمن کی چار بیویاں چاروں ذاتوں سے ہوں تو اس کے ترکے میں سے برہمنی کا بیٹا چار حصے، کھترانی کا تین حصے، ویش کا دو حصے اور شودر عورت کا بیٹا ایک حصے کا حقدار قرار پائے گا۔

(صفحہ ۲۱۲)

دو باپوں کی جائداد کا وارث

اپنی ذات یا کسی غیر ذات کے مرد سے اپنی بیوی کو حاملہ کروا کر اولاد پیدا کرائی جائے تو اس کو "کھشے تراج" کہتے ہیں۔ کھشے تراج کے عمل سے پیدا ہونے والا لڑکا اپنے دونوں باپوں کی جائداد کا وارث تصور کیا جائے گا اور دونوں ہی ذاتوں سے متعلقہ ہو گا۔ چنانچہ وہ دونوں ذاتوں کے رسوم و رواج کا پابند اور وراثت کا حقدار ہو گا۔ (صفحہ ۲۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برہمن بچے کی فروخت ناجائز: شودر کی جائز

کسی آریہ (برہمن) کو ہرگز غلام نہیں بنایا جائے گا لیکن ملیچھ لوگ اگر اپنے بچوں کو فروخت کریں یا گروی رکھیں تو مجرم تصور نہیں ہوں گے۔ (صفحہ ۲۴۰)

ذاتوں کے اعتبار سے سزا

اگر برہمن، کھتری، ویش، شودر اور ادھرمیوں میں سے کوئی اپنے سے برتر ذات کے فرد کی عادات واطوار کا مذاق اڑائے تو جرمانہ تین پن (اس دور میں رائج الوقت سکہ) سے شروع ہو گا اور بتدریج بڑھتا چلا جائے گا۔ اگر برتر ذات والا کم تر ذات والے کو گالی دے تو جرمانہ دو پن کے حساب سے فی درجہ گھٹتا چلا جائے گا۔ (صفحہ ۲۵۷)

برہمن کو تھپڑ یا ٹانگ مارنے کی سزا

کوئی شودر جس ہاتھ یا پاؤں سے برہمن کو مارے وہ قطع (کاٹ) دیا جائے۔ (صفحہ ۲۵۸)

قدرتی آفات سے بچنے کے لئے پوجا کے طریقے

آگ کی عبادت

موسم گرما میں آگ سے بچاؤ کے لئے عام دنوں کے علاوہ چاند کی پہلی تاریخ اور چاند رات کو خصوصاً آگ کی عبادت کی جائے اور چڑھاوے چڑھائے جائیں۔ (صفحہ ۲۷۳)

دریا کی عبادت

سیلاب سے بچنے کے لئے نوچندی اور چاند رات کو دریا کی عبادت کی جائے۔ خشک موسم میں نوچندی اور "پورن ماشی" یعنی چودھویں کے چاند کی رات کے موقع پر پربتوں (پہاڑوں) اور سمندر کی عبادت کی جائے۔ (صفحہ ۲۷۳)

چوہے کی پوجا

چوہوں کو مارنے کے لئے تھوہر میں دانے بھگو کر بکھیر دیئے جائیں۔ نوچندی اور پورے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاند (چودھویں رات کے چاند) کی رات کو "چوہا پوجا" کی جائے۔ اسی طرح کے طریقے، ٹڈیوں، پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں سے بچنے کی غرض سے اختیار کئے جائیں۔ (صفحہ ۲۷۵)

ہندو دوستو! ایک طرف چوہے کے نقصانات سے بچنے کے لئے اسے مارا جا رہا ہے دوسری طرف اس کی پوجا کی جاری ہے۔ جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے۔

شیاطین سے بچاؤ کے لئے

راکھشوں (شیاطین) سے بچنے کے لئے اتھروید کے گیانی، جادو اور روحانیات کے ماہرین اہم رسمیں ادا کریں۔ نوچندی اور چاند رات کو "چیتیہ پوجا" کی جائے جس میں چبوترے پر چھتری، ایک بازو کی تصویر، ایک جھنڈی اور تھوڑا سا بکری کا گوشت رکھا جاتا ہے۔ راکھشوں سے خطرے کی صورت میں یہ جملہ مسلسل پڑھا جائے۔

"ہم تمہارے لئے چاول پکاتے ہیں" (صفحہ ۲۷۵)

جنات کے بارے میں قرآن کا بیان

ہندو دوستو! جن کو تم لوگ راکھشس کہتے ہو انہیں ہی شیاطین کہا جاتا ہے جو جنوں میں سے ہیں۔ ان جنوں نے اللہ کے رسولؐ سے قرآن سن کر اسلام قبول کر لیا تھا ـــــ اس طرح کہ: جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغی پروگرام کے تحت "سوق عکاظ" کی طرف جا رہے تھے۔ راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وادی میں پڑاؤ کیا۔ اس کا نام "بطن نخلہ" ہے۔ وہاں آپؐ نے صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ آپؐ قرآن تلاوت کر رہے تھے۔ اس دوران جنوں کا ایک گروہ اس طرف آنکلا اور قرآن سننے لگ گیا۔ یہ گروہ مسلمان ہو گیا اور واپس جا کر اپنے جنوں کو اسلام کی دعوت دینے لگ گیا۔ مسلمان ہونے والے اس گروہ کے جنات نے اپنے جن بھائیوں کو جو وعظ کیا۔ اللہ نے وہ وعظ اپنے نبیؐ کو بتلا دیا۔ آیئے! یہ وعظ سنیئے اور دیکھئے کہ جنات کس طرح انسانوں کو اپنا عبادت گذار بنا کر بے وقوف بناتے ہیں اور شرک میں مبتلا کرتے ہیں:

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا○ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا○ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا○ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا○ وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا○ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا○ (جن: ۱تا۶)

کہئے! مجھے وحی ہوئی کہ جنوں کے گروہ نے (قرآن) غور سے سنا پھر کہا کہ: ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو بھلائی کی راہ بتلاتا ہے۔ سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم کبھی کسی کو اپنے رب کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے۔ اس نے کبھی کسی کو بیوی یا بیٹا نہیں بنایا۔ اور یہ کہ ہمارے نادان ــــ اللہ کے ذمے بہت سی جھوٹی باتیں لگاتے رہے ہیں۔ اور یہ کہ ہم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ انسان اور جن اللہ کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اور یہ کہ انسانوں میں سے بعض لوگ جنوں کے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے چنانچہ انہوں نے جنوں کے غرور کو بڑھا دیا تھا۔

جی ہاں! اے ہندو دوستو! جنات کے کہنے کے مطابق تم بھی جنوں کے نام کی نذر اور چڑھاوے دے کر، چاول پکا کر، ان کو اپنے سر پر چڑھائے ہوئے ہو۔ حالانکہ انسانوں اور جنوں سب کو اللہ ہی کی پناہ میں آنا چاہئے اور اے ہندو دوستو! اگر تم را کھشسوں یعنی شیطانی جنات کے ہاتھوں پریشان ہو تو ہم تم کو نسخہ بتلائے دیتے ہیں۔

"اللہ کے رسول ؐ کے صحابی حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ ؐ نے فرمایا: سورہ بقرہ (کثرت) سے پڑھا کرو۔ اس لئے کہ اسے پڑھنا باعث برکت اور نہ پڑھنا باعث حسرت ہے اور (بڑے بڑے) جادوگر اس کی تاب نہیں لا سکتے۔ (صحیح مسلم: ۱/۵۵۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے آپ ؐ نے فرمایا: جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے اس گھر میں شیطان (راکھشس) داخل نہیں ہوتا۔ (صحیح سنن ترمذی)

سورۃ المومنون کے الفاظ میں اللہ نے اپنے بندوں کو ایک دعا بتلائی ہے جو جنوں کے شر سے حفاظت کے لئے ہے:

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ○

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وساوس سے تیری پناہ مانگتا ہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

.......اور اے میرے پروردگار! میں اس بات سے بھی تیری پناہ طلب کرتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں (اور مجھے تنگ کریں)۔

دونوں آنکھیں نکال دی جائیں

شودر ہو کر خود کو برہمن کہلانے والے کی دونوں آنکھیں نکالی جائیں یا اس سے ۸۰۰ پن جرمانہ وصول کیا جائے۔ (ارتھ شاستر صفحہ ۲۹۷)

زبان کاٹ دینی چاہئے

اگر کوئی برہمن کے باورچی خانہ کو ناپاک کرے، راجہ سے گستاخی کرے، راجہ کے راز فاش کرے اور اس کے خلاف سازش کرے تو اس کی زبان کاٹ دینی چاہئے۔ (صفحہ ۳۰۰)

سزاؤں میں امتیاز

کوئی کھتری کسی برہمن عورت کو تنہا پا کر اس کی عزت لوٹے تو اس کو انتہائی درجہ کی سزا ملنی چاہئے۔ اگر کوئی "ویش" ایسا کرتا ہے تو اس کی ساری جائداد ضبط کر لی جائے اور کوئی شودر ایسا کرے تو اسے چٹائیوں میں لپیٹ کر زندہ نذر آتش کر دیا جائے۔ اگر کوئی بادشاہ کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرے تو اس کو مٹکے میں بند کر کے جلا دیا جائے۔ (صفحہ ۳۰۸)

خفیہ چالوں سے دشمنوں کو مروانا

کوئی جاسوس باغی وزیر کے مہذب بیٹے سے چاپلوسی کے ساتھ کہے کہ تم بادشاہ کے بیٹے ہو اور تم کو یہاں دشمنوں کے خوف سے رکھا گیا ہے۔ بادشاہ خفیہ طور پر اس لڑکے کی عزت افزائی بھی کرے اور کہے کہ اگرچہ تم اب جوان ہو گئے ہو لیکن میں وزیر کے خوف سے تمہاری ولی عہدی کا اعلان نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد جاسوس اس کو اکسائے کہ وہ وزیر کو قتل کر دے۔ جب یہ کام ہو چکے تو لڑکے کو بھی باپ کے قتل کے جرم میں مروا دیا جائے۔ کوئی درویش باغی وزیر کی بیگم کو قوت باہ بڑھانے کی دوائیں دے اور پھر دوائی کی جگہ شوہر کو زہر دلوا دے۔

یہ طریقے کامیاب نہ ہوں تو بادشاہ باغی وزیر کو ناکافی تعداد کے ساتھ کسی مہم پر روانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے۔ مثلاً کسی وحشی قبیلے یا بستی کی بغاوت کو دبانے یا ویران علاقے میں سرحدوں کا نگران مقرر کرے یا غیر ملک سے بادشاہ کے لئے خراج لے کر آنے والے قافلے کی حفاظت کے لئے بھیجے۔ پھر دن یا رات کے وقت چالاک جاسوس ڈاکوؤں کے بھیس میں وزیر کو مار ڈالیں۔ اسی طرح یہ تاثر دیا جائے کہ وزیر لڑائی میں کام آ گیا۔ جاسوس (حضرات) باغی فریقوں کو ایک دوسرے کی دعوت کرنے کی تجویز دیں۔ اس دعوت میں ایک فریق کو زہر دلوا دیا جائے جبکہ دوسرے کو اس جرم کی سزا میں دھر لیا جائے۔ (صفحہ ۳۱۴-۳۱۶)

خزانہ بھرنے کے طریقے اور چالیں

مندروں کا منتظم تمام مندروں کی آمدنی ایک جگہ جمع کرائے اور اسے بحفاظت بادشاہ کے خزانے میں جمع کرا دے۔ کسی علاقے میں کسی دیوتا کا بت کھڑا کر کے قربان گاہ بنوائے۔ کوئی آشرم (آستانہ) کھول کر یا کسی بدشگونی کے ازالے کی خاطر میلہ منعقد کرانے کے بہانے بادشاہ رقم اکٹھی کر سکتا ہے۔

بادشاہ کے باغ کے کسی ایک پیڑ کے متعلق جس پر بے موسم پھل پھول لگے ہوں۔ یہ افواہ اڑائی جائے کہ یہ دیوتا کا معجزہ ہے یا لوگوں میں اس طرح خوف و ہراس پیدا کیا جائے کہ فلاں درخت پر بھوت کا بسیرا ہے۔ اس درخت پر ایک آدمی چھپ چھپ کر مختلف آوازیں نکالتا رہے بادشاہ کے کارندے منت بن کر روپیہ بٹورتے رہیں۔ یا کسی کنوئیں میں کئی سروں والے ناگ کو دکھا کر لوگوں سے پیسے لئے جائیں یا کسی مندر کے کسی کونے میں سانپ کو بند کر کے اسے دواؤں کی مدد سے قابو میں کرنے کے بعد لوگوں سے پیسے جمع کئے جائیں۔ جو لوگ شکی مزاج ہوں ان پر ایسا پانی چھڑکا جائے یا پینے کو دیا جائے جس میں بے ہوش کرنے والی دوا ملی ہو اور کہا جائے کہ یہ دیوتاؤں کا عذاب ہے یا کسی ادھرمی (بے دین) کو سانپ سے کٹوا کر ردبلا کے لئے چندہ جمع کیا جائے۔

بادشاہ کا ایجنٹ کسی کاروباری کے ساتھ مل کر کاروبار کرے۔ جب اچھی خاصی دولت جمع ہو جائے تو خود کو (اپنے خود ساختہ) ڈاکوؤں سے لٹ جانے دے۔

بیوائیں نیک عورتوں کے بھیس میں امیروں کو متوجہ کریں اور جب امراء ان کے گھروں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں جائیں تو پکڑ لئے جائیں اور ان کی ساری جائداد ضبط کر لی جائے۔ جب کوئی جھگڑا دو باغیوں کے درمیان شروع ہو تو ان میں سے ایک کو مروا دیا جائے اور دوسرے کی املاک اسی جرم میں ضبط کر لی جائیں۔ (صفحہ ۳۱۹)

عوام میں دھاک بٹھانے کے لئے
حکمران کو شعبدہ بازیوں کے مشورے

حکمران —— دیوتاؤں سے اپنے تعلق کو یوں ظاہر کرے —— کہ خفیہ راستے سے مندر کی مورتی میں چھپے جاسوس سے گفتگو کرے۔ لوگ خیال کریں گے کہ (بادشاہ) مورتی سے ہمکلام ہے۔ ندی سے "ورونا" یعنی سمندروں کے دیوتا کے بھیس میں ظاہر ہونے والے کو بادشاہ مذہبی عقیدت سے سلام پیش کرے۔ یہ ظاہر ہونے والے اصل میں بادشاہ کے غوطہ خور جاسوس ہوں گے —— اسی طرح سمندر جھاگ کو ایندھن میں ملا کر پانی میں رکھنے کے بعد پانی کے نیچے آگ جلا کر دکھلا دے۔ پانی پر ڈوبے بغیر چلنے کا مظاہرہ کرے۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے لیکن اصل حقیقت یہ ہوگی کہ ایک لمبا چوڑا تختہ پانی کی سطح کے کچھ نیچے موجود ہوگا جس پر حکمران کھڑا ہو کر چند قدم ادھر ادھر چلے گا۔ وہ تختہ مضبوط رسیوں سے کسی نزدیکی چٹان کے ساتھ بندھا ہوگا۔

غرض پانی کے کچھ ایسے ہی مزید شعبدے حکمران اپنی رعایا کو دکھائے جیسا کہ جادوگر دکھاتے ہیں۔ مثلاً حکمران آبی جانداروں کے پیٹ کی جھلی کو سر اور منہ چھپانے کے لئے استعمال کرے جبکہ ناک پر چیتل ہرن کی آنتوں۔ کیکڑے اور مگرمچھ اور اودبلاؤں کی چربی سے تیار کیا ہوا انتہائی چکنا تیل لگا لیں پھر رورن یعنی ناگ دیوتا کی کنیائیں (دوشیزائیں) دریا کے پانی میں تیرتی اور حکمران سے باتیں کرتی ہوئی پیش کی جائیں۔ جب بادشاہ ان کنیاؤں سے انتہائی غضبناک ہو کر بولے گا تو اس کے منہ سے دھواں نکلتا دکھلائی دے گا۔ جس کا سبب کوئی خاص دوا ہوگی جو حکمران نے پہلے سے منہ کے اندر لگا رکھی ہوگی۔

ہاتھ کی لکیریں دیکھنے والے، ستارہ شناس زائچہ نویس، قصے سنانے والے، شگون لینے والے، جاسوس، ان سب لوگوں کے معاونین اور خصوصاً وہ لوگ جو بادشاہ کے مندرجہ بالا حیرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انگیز کمالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہوں وہ بادشاہ کی ان غیر معمولی قوتوں کے ہر جانب تذکرے چھیڑ دیں۔ اس کے علاوہ وہ دیوتاؤں سے حکمران کی گفتگو اور تعلق کو بھی خوب بڑھا چڑھا کر بیان کریں۔ دیگر ملکوں میں یہ بات اچھی طرح پھیلا دیں کہ حکمران کے سامنے دیوتا ظاہر ہوتے ہیں اور آسمان سے اس پر ہتھیاروں کے علاوہ دولت بھی نازل ہوتی ہے۔ وہ یہ بھی مشہور کریں کہ حکمران جانوروں کی زبان بھی خوب سمجھتا ہے۔ ان تمام باتوں کی خوب تشہیر کی جائے۔

(صفحہ ۵۳۵-۵۳۶)

غور کا مقام

ہندو دوستو! یہ ہیں وہ چالبازیاں اور فریب کاریاں کہ جن کے حامل حکمران کی حاکمیت کے لئے ۔۔۔ ارتھ شاستر کا مصنف چانکیہ ۔۔۔ تم ہندوؤں کو لڑنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جانیں قربان کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔ وہ رقمطراز ہوتا ہے:

"وہ اعلیٰ وارفع مقام جو برہمن کو لاتعداد قربانیوں اور انتہائی عبادت وریاضت کے بعد ملتا ہے۔ بھلائی کی جنگ میں مرنے والا دلیر اس سے بھی اونچا مقام اچانک حاصل کر لیتا ہے۔ مقدس پانی سے لبریز اور "دربھا گھاس" سے ڈھکے کٹورے سے پیاس بجھانا اس آدمی کے مقدر میں نہ ہو گا اور وہ دوزخ کا ہی ایندھن بنے گا جو اپنے جنوان کی خاطر نہ لڑے۔" (صفحہ ۶۹۰)

ہندو دوستو! ذرا عقل کو کام میں لا کر اور انسانیت کے ناطے سے غور کرو کہ ارتھ شاستر میں سے یہ چند چالیں جو ہم نے بیان کیں۔ روئے زمین پر ان چالوں کے نفاذ کے لئے لڑنے والا تو بقول چانکیہ جنت کا مقدس مشروب بھی پیئے گا۔ وہ مشروب کہ جو "دربھا گھاس" سے ڈھکے کٹورے میں ہو گا اور جو نہیں لڑے گا تو وہ دوزخ کا ایندھن بنے گا ۔۔۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ادھرمی چالوں کے لئے لڑنے والا جنت میں جائے گا اور ان چالوں کے لئے نہ لڑنے والا جہنم میں جائے گا۔ چنانچہ ہم پوچھتے ہیں کہ یہ ساری چالیں دھرم ہیں یا ادھرم؟ ۔۔۔ لامحالہ، یہ چالیں "ادھرم" ہیں تو پھر ادھرمی چالوں کو اپنانا اور ان کے لئے جان لڑانا بھی بلاشک "ادھرم" ہی ہے۔

اور وہ ضابطے جو رعایا کے لئے چانکیہ نے بیان کئے۔ ذرا غور تو کیجئے! کس قدر ظالمانہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانیت کے لئے ستمگرانہ ہیں؟ مگران ضابطوں کا نفاذ کرنے والے بادشاہ کے بارے میں چانکیہ یوں رقمطراز ہوتا ہے:

"اپنی رعایا سے مذکورہ بالا قوائد و ضوابط کی پابندی کروانے والا حکمران جنت کا اہل ہے اور جو حاکم عوام سے ان اصولوں کی پاسداری یا پیروی نہ کروا سکے جہنم کی آگ ہی اس کا مقدر رہے گی۔" (صفحہ ۳۱۶)

ہندو دوستو! اگر مندرجہ بالا ضابطوں پر عمل کرانے والا جنت میں جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ:

(۱) ظلم کا نام رحم ہے

(۲) بدی کا نام بھلائی ہے

(۳) جھوٹ کا نام سچ ہے

(۴) فریب اور دغابازی کا نام حقیقت پسندی ہے

(۵) بے انصافی کا نام عدل و انصاف ہے

جی ہاں ـــــ اے ہندو دوستو! اگر اسی کا نام "دھرم" یعنی سچا مذہب ہے تو بتلاؤ ادھرم یعنی بے دینی اور جھوٹا دھرم کون سا ہے؟ اور ذرا بتلاؤ کہ اگر ارتھ شاستر کے قوانین زمین پر چلنے شروع ہو جائیں تو اس زمین پر بسنے والی انسانیت کا کیا حال ہو گا؟ ـــــ آیئے! اب ہم آپ کو ایک ہلکا سا منظر ہندوستان کی سرزمین پر بسنے والوں کا دکھلاتے ہیں کہ جو ارتھ شاستر میں دیئے ہوئے چانکیہ کے ضابطوں کا شکار ہیں۔ وہ تباہ حال ہیں اور کس قدر تباہ حال ہیں۔ آیئے ذرا تھام کر یہ نظارے کیجئے۔

مسلمانوں کا رویہ

اوم پرکاش کی تحقیق

کون بے خبر ہے کہ مسلمان جب محمد بن قاسم کی قیادت میں ہندوستان آئے تو یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی مدد کے لئے اس وقت آئے کہ جب سندھ کے ڈاکوؤں نے ان کا مال لوٹ لیا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عزت کو برباد کر دیا تھا۔ وہاں کے راجہ داہر نے ان ڈاکوؤں کی سرکوبی اور مظلوموں کی دادرسی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تب مسلمانوں نے ظالموں کا اقتدار ختم کیا اور انسانی حقوق کا تحفظ کیا۔ پھر برصغیر میں مسلمانوں کے ہزار سالہ دورِ اقتدار میں ہندوؤں کے حقوق کا پورا پورا خیال کیا گیا۔ ان کی عزت، جان اور مال محفوظ تھا ــــ بلکہ یہاں تک کہ ہندو ــــ اپنے ہندوؤں پر جب ظلم کرتے تھے تو مسلمان حکمران اس ظلم کو بھی روکنے اور ختم کرنے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب محمد بن قاسم ہندوستان سے واپس جانے لگے تو ہندو نہ صرف روتے تھے بلکہ محمد بن قاسم کے جانے کے بعد ان کی مورتی بنا کر بطور "امن کا دیوتا" پوجنے لگے ــــ یہ پہلا حکمران تھا جبکہ مسلمانوں کے ہزار سالہ دور کا آخری پرحشمت حکمران اورنگ زیب عالمگیر تھا۔ جن کی زندگی پر پروفیسر اوم پرکاش پرشاد نے تحقیقی کام کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ جس حکمران کو متعصب اور ظالم بنا کر ہندو لوگ پیش کرتے ہیں وہ انتہائی رحم دل اور سب کے حقوق کا خیال رکھنے والا، انصاف پرور حکمران تھا۔ پروفیسر اوم پرکاش جو شعبہ تاریخ سے وابستہ ہیں انہوں نے اورنگ زیب عالمگیر کے دور کا ایک واقعہ بطور خاص تحریر کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

> علاقہ کچھ کی آٹھ مہارانیاں کاشی وشوناتھ میں درشن کرنے گئیں۔ ان میں سے ایک حسین رانی کو مہنتوں نے اغوا کر لیا۔ کچھ کے راجہ نے احتجاج کیا۔ عالمگیر نے چھان بین کروائی اور باقاعدہ وہاں فوج بھیجی۔ بڑے دیوتا کے پیچھے ایک سرنگ کا پتہ چلا جس سے انتہائی ناگوار بدبو نکل رہی تھی۔ دو دن تک دوا چھڑک کر اس بدبو کو ختم کیا گیا اور فوجی برابر پہرہ دیتے رہے۔ تیسرے دن فوجیوں نے سرنگ میں گھس کر کئی عورتوں کی گلی سڑی لاشیں برآمد کیں۔ لاپتہ رانی کی لاش بھی ملی جو برہنہ تھی۔ بڑا پجاری گرفتار کیا گیا اور اسے سخت سزا دی گئی۔ (مجلہ تاریخ شمارہ ۵ لاہور)

یہ دونوں مثالیں ایسی تھیں مسلم حکمرانوں کی مہم آرائیاں اور فوج کشیاں بھی مظلوم ہندوؤں ہی کی درخواستوں پر ہوتی تھیں اور ہندوؤں ہی کے حقوق کے لئے تھیں ــــ ہم نے مسلمانوں کی تاریخ کے پہلے حکمران اور حشمت و قوت کے اعتبار سے آخری بڑے حکمران کا تذکرہ کیا اور اب آیئے دیکھتے ہیں آپ کی تاریخ کو کہ جب جناب کو اقتدار کا موقع ملا تو کیا ہوا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقسیم سے قبل مسلم کش فسادات

انگریز جو برصغیر کا حکمران تھا۔ اس سے آزادی حاصل کرنے کے لئے مسلمان اور ہندو جدوجہد کر رہے تھے۔ ان حالات میں انگریز نے ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے تحت ہندوستان کے چھ صوبوں میں جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ انتخابات کرائے چنانچہ وہاں ہندوؤں کی صوبائی حکومتیں بن گئیں۔ حکومتیں بنتے ہی ان چھ صوبوں میں ہندو صوبائی حکمرانوں نے مسلم کش فسادات کرا دیئے۔ جس میں پولیس نے کھلے عام ہندوؤں کا ساتھ دیا۔ مسلمانوں کا قتل عام ہوا، ان کے خلاف مقدمے بنائے گئے۔ ان کی جائدادوں یعنی دکانوں اور مکانوں کو آگ لگائی گئی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ سکولوں اور کالجوں میں مسلم کش گیت "وندے ماترم" کو اسمبلی میں پڑھا جانا لازم قرار دیا۔ تعلیم کے نظام میں تبدیلی لا کر اسے بظاہر لادینی (سیکولر) اور بباطن مسلم کش نصاب پڑھایا جانے لگا۔

برصغیر کی تقسیم کے وقت فسادات

برصغیر کی تقسیم پر یہ فارمولا طے پایا تھا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ پاکستان بنے گا اور جن علاقوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہ ہندوستان بنے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا ـــــ مگر مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریتی علاقے امرتسر، گورداسپور، پٹھانکوٹ وغیرہ کو انگریز اور ہندو کی سازش سے ہندوستان میں شامل کر لیا گیا۔ چنانچہ یہاں کے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا گیا۔ ان علاقوں کے علاوہ ہندوستان کے ان علاقوں میں جہاں مسلمان تھوڑی تعداد میں تھے وہاں بھی مسلم کش فسادات شروع ہو گئے حتیٰ کہ مسلمان قافلوں کی صورت میں پاکستان کی طرف ہجرت کرنے لگے۔ ظلم اس قدر ڈھایا گیا کہ ان قافلوں پر بھی مسلح ہندو دستوں نے حملے کئے اور نہتے مسلمانوں کو بشمول عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کیا گیا۔ ان کے اسباب لوٹ لئے گئے اور دوشیزاؤں کو جبراً چھین لیا گیا ـــــ الغرض! ۱۹۴۷ء میں یہ ایک انتہائی بڑا قتل عام تھا جو تاریخ انسانی کے بڑے بڑے عام انسانوں کے قتلوں میں سے ایک تھا ـــــ تاریخ انسانی کے اس انتہائی بھیانک قتل عام پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ہم یہاں نمونے کے طور پر تین واقعات کا تذکرہ کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں جن کے متاثرین نے ہمیں یہ واقعات سنائے۔

ایمان سینے میں چھپائے اس سکھ سے پانچ بیٹیاں جنم دے چکی ہوں

ابو جواد نو سال انڈیا کی جیلوں میں رہے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ساؤتھ ایشیا کے ریسرچ سکالر ہیں ـــــ یہ تعارف محترم عبدالغفور صاحب کروا رہے تھے۔ چنانچہ ملاقاتیں شروع ہوگئیں اور پھر دوستی ہو گئی۔ اس وقت محترم ابو جواد اسلام آباد میں افسر ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنی اسیری پر کتاب بھی لکھی ہے۔ ایک واقعہ جو انہوں نے مجھے سنایا اور رلا رلا دیا۔ کچھ یوں ہے ـــــ بتلاتے ہیں:

میں اپنے کسی کام کے لئے انڈیا گیا اور جب میں نے اپنا کام مکمل کر لیا تو اتفاق کی بات ہے کہ شہر میں بم دھماکہ ہو گیا۔ ہوٹلوں کی تلاشی شروع ہوئی اور مجھے دھر لیا گیا۔ جیل جا پہنچا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے موقع دیا اور میں جیل سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان دنوں سیلاب آیا ہوا تھا چنانچہ سیلاب کے پانیوں سے گزر کر مجھے بارڈر پر پہنچنا تھا۔

جب بارڈر پر پہنچا تو دن چڑھ چکا تھا۔ چنانچہ بی ایس ایف (بارڈر سکیورٹی فورس) کے سکھ اہلکاروں نے مجھے دیکھ لیا اور گرفتار کر لیا۔ قریب ہی ان کا ڈیرہ تھا۔ وہ مجھے مارتے پیٹتے ڈیرے پر لے آئے۔ وہاں بھی خوب مارا۔ جب میں بدحال ہو گیا تو کہنے لگے۔ سالا کہیں مر ہی نہ جائے۔ اسے کھلانا پلانا بھی چاہئے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ایک انتہائی باوقار بزرگ خاتون میرے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے ایک ہاتھ پر لسی کا کٹورہ تھا۔ دوسرے ہاتھ پر روٹیوں کی چنگیر تھی اور مجھے پیار سے کہنے لگی "بیٹا کھانا کھالو" میں نے تعجب سے خاتون کی طرف دیکھا اور کھانا لے کر رکھ لیا۔ میں تعجب میں مبتلا تھا کہ یہ خاتون جس کا خاوند سکھ تھا۔ جس نے مار مار کر میرا برا حال کیا تھا۔ اس سکھ کی بیوی کے لہجے میں اپنائیت تھی۔ ماں کی مامتا کا پیار تھا۔ بہرحال میں سوچتا رہا اور کھانا کھاتا رہا کہ یارب! ماجرا کیا ہے؟ پھر یہ لوگ مجھے یہاں ایک کوٹھڑی میں پھینک کر چلے گئے۔ باہر سے تالا لگا گئے۔ شام کے بعد قدرے اندھیرے میں پھر یہی خاتون آئی اور لوہے کے سریوں والی کھڑکی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مجھے آواز دے کر کہنے لگی۔ بیٹا کھانا کھالو۔ میں نے کھانا رکھ لیا مگر ساتھ ہی کہا۔ اماں! آپ کے خاوند نے مجھے مار مار کر بدحال کیا مگر آپ کا انداز اس قدر مشفقانہ کیوں ہے؟ مجھے اس کا ماجرا تو بتلایئے۔ اب ماں نے کہا۔ بیٹا تم کھانا کھاؤ ماجرا چھوڑو۔ اب میرا تجسس اور بڑھا کہ واقعی کوئی بات ہے۔ میں نے اب کہا۔ ماں جی! کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک اصل ماجرا نہیں سنوں گا۔ ماں نے کہا۔ بیٹا تم سمگلنگ کرتے ہو۔ کیا پاک وطن تم نے اس لئے بنایا تھا کہ ایسے دھندے کر کے اپنے کو ذلیل و خوار کرو۔ میں نے عرض کی۔ اماں جان! میں سمگلر نہیں۔ میرا مقصد اونچا ہے۔ بتلا نہیں سکتا اور وہ اپنے ملک کی خاطر ہی ہے۔ تب اماں نے بتلایا۔ بیٹا بات یہ ہے کہ:

جب برصغیر تقسیم ہوا۔ میرا باپ علاقے کا نمبردار اور گاؤں کا زمیندار چودھری تھا۔ میں اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔ تب میری عمر دس سال تھی۔ میرا ایک چھوٹا چاند جیسے مکھڑے والا گورا چٹا پانچ سالہ بھائی تھا۔ ہم چار افراد کا کنبہ اس قافلے میں شامل ہو گیا جو پاکستان کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں ہندوؤں اور سکھوں کے مسلح دستے نے ہمارے قافلے پر حملہ کر دیا۔ بہت سے لوگ مارے گئے۔ مجھے میرے ماں باپ سے چھین لیا گیا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے کافروں نے میری ماں کو دھکا دیا اور اس کی گود سے میرا چاند جیسا بھائی چھین لیا۔ اسے ہوا میں اچھالا۔ نیچے نیزہ کر دیا۔ معصوم پرو دیا گیا۔ چیخوں نے فضاؤں میں شور ڈالا۔ خون کے فوارے چھوٹے اور معصوم نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ تب سے میں سکھ کی بیوی بن گئی۔ ماں اپنے پلو سے اپنے آنسو پونچھے جا رہی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ بیٹا! میں اس سکھ سے جو تم کو بات بات پر سالا کہہ کر پیٹ رہا تھا۔ پانچ بیٹیاں جنم دے چکی ہوں۔ کئی بار سوچا کہ بھاگ جاؤں مگر جاؤں تو کہاں جاؤں؟ پاکستان اگر جانے میں کامیاب ہو بھی جاؤں تو ماں باپ کی کوئی خبر نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ؟ اور پھر ان بیٹیوں کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ غرض ایمان چھپا کر بیٹھی ہوں اور بیٹا! تمہیں کیا معلوم؟ مجھ جیسی ایک لاکھ سے زائد اسلام کی بیٹیاں ہندوؤں اور سکھوں کے گھروں میں ان کافروں کے بچوں کو جنم دے چکی ہیں اور رو رہی ہیں۔

آہ! پاکستان کے بھائیوں نے مڑ کر ہماری کوئی خبر نہ لی۔ بہر حال، بیٹا ہمارے ساتھ تو جو ہونا تھا ہو گیا۔ اللہ کے لئے پاکستان کی فکر کرو اور اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کی بھی فکر کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو جو اداکتے ہیں۔ ماں یہ داستان سنا کر چلی گئی کہ اس کا سکھ خاوند اب آنے والا تھا۔ گھر میں نے کھانا کیا کھانا تھا۔ ہچکیاں لے کر رات بھر روتا رہا۔ مجھے اپنا غم بھول چکا تھا اور ہندوستان کے ایسے بے شمار گھرانوں سے ایسی بے شمار داستانوں کا غم رلا رہا تھا۔ اگلے دن میں پھر جیل پہنچ چکا تھا۔ اب مجھے انتہائی خطرناک مجرم قرار دے دیا گیا تھا۔ مزید متعدد سال جیلوں میں رہا۔ واجپائی بھی میرے ساتھ جیل میں رہا۔ بہرحال آخرکار جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں قیدیوں کے تبادلے کے سلسلہ میں میں رہا ہوا اور اپنے وطن پہنچا۔

لڑکیاں زیادہ تھیں ۔۔۔۔ ذبح کرنے والا ایک

شہر ملتان کا تحصیل ہیڈ کوارٹر شجاع آباد کا شہر ہے۔ شجاع آباد سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جہاں محمد حنیف کا مجھے غائبانہ جنازہ پڑھانا ہے جو کشمیر میں شہید ہوا ہے۔ گاؤں سے ذرا دور دریائے چناب کے کنارے پر آموں کے خوبصورت باغات ہیں جن میں ایک مکان اور ڈیرہ بھی ہے۔ میں سب سے پہلے یہاں پہنچا۔ محمد حنیف کے بزرگ والد نے مجھے بتلایا:

حمزہ صاحب! میرا بیٹا شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ہم تو شروع سے قربانیاں دیتے چلے آ رہے ہیں۔ ۱۹۴۷ء کا وہ منظر بھی نہیں بھولتا جب بٹھنڈہ شہر سے ہم نکلنے لگے تو ہندوؤں اور سکھوں کے جتھوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ تب میری عمر تیرہ سال تھی۔ میرے سامنے میرے باپ کو قتل کیا گیا۔ پھر میرے دادا کو لٹا کر ذبح کیا گیا۔ میری خالاؤں اور پھوپھیوں کو ذبح کر دیا گیا۔ جو جوان لڑکیاں تھیں ان میں سے خوبصورت لڑکیوں کو ہندو اور سکھ سنگینوں کے سائے تلے چھین چھین کر لے جا رہے تھے۔ ایسی حالت میں ایک لڑکی نے اپنے دامن سے ایک چاقو کھولا اور اپنے بھائی سے کہنے لگی۔ بجائے اس کے کہ ہم ان کے گھروں میں عزتیں لٹاتی رہیں۔ ہمیں ذبح کر دو۔ بھائی ہچکچانے لگا مگر بہن چیخ رہی تھی۔ بھائی جان! وقت کم ہے۔ جلدی کرو۔ آخر بھائی نے مجبور ہو کر بہن کی شہ رگ کاٹ ڈالی۔ اب ایک دو ۔۔۔۔ اور پھر لڑکیوں کی لائن لگ گئی جو اپنے گلے کٹوا رہی تھیں ۔۔۔۔ یہ منظر کبھی نہیں بھولتا۔ جو ہمارے ساتھ بیتا تھا۔ نوجوان نسل کو کیا پتہ کہ لا الہ الا اللہ کے نام پر پاکستان کن قربانیوں کے صلہ میں بنا تھا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے مریم نہیں بھولتی

۹۵ سالہ بزرگ محترم عبداللہ مستری رحمہ اللہ جو ۱۹۹۷ء میں فیصل آباد میں فوت ہو گئے۔ انہوں نے ایک بار اپنا واقعہ سنایا اور جب آخر پر پہنچے تو بے ہوش ہو گئے۔ انہوں نے پاکستان کی اکاون سالہ زندگی میں یہ واقعہ صرف دو بار سنایا اور دونوں بار بے ہوش ہوئے۔ کہنے لگے۔

میری تین بیٹیاں تھیں۔ بڑی کی عمر ۱۵ سال چھوٹی کی تیرہ سال اور سب سے چھوٹی کی عمر نو سال تھی۔ میں جب قافلے میں شامل ہو کر جموں سے نکلا تو نکلتے ہی مسلمانوں پر حملہ ہو گیا۔ مسلمان بچیوں کو چھین چھین کر لے جانے لگے۔ میرے پاس تیز چھری تھی۔ میں نے بڑی بیٹی ذبح کر دی۔ چھوٹی آگے بڑھی۔ بابا مجھے بھی ذبح کر دو۔ اسے بھی ذبح کر دیا۔ سب سے چھوٹی مریم آگے آئی تو ایک ہندو نے مجھے پیچھے سے جکڑ لیا۔ دوسرے نے مریم کو پکڑا اور وہ غنڈے میری مریم کو لے گئے۔ میں روتا پیٹتا اسی حالت میں ـــــ لٹے پٹے قافلے کے ہمراہ پاکستان پہنچا۔ بس وہ مریم نہیں بھولتی۔ بابا جی اس جملے کی تکرار کرتے کرتے بے ہوش ہو گئے۔ آخر کار انہیں ہوش میں لایا گیا ـــــ اور بالآخر وہ اپنے اللہ کے پاس جا پہنچے۔ یوں بنا تھا پاکستان۔

تقسیم کے بعد کیا بیت رہی ہے

۱۹۴۷ء کے بعد ترپن سال گزر گئے۔ اکیسویں صدی کا آغاز ہو گیا۔ مگر مسلم کش فسادات نہ تھمے نہ گھٹے بلکہ بڑھتے ہی چلے گئے بلکہ اب تو شودر ہی نہیں عیسائی اور سکھ بھی اس میں شامل کر لئے گئے۔ یہ فسادات سینکڑوں میں نہیں نہ ہی ہزاروں میں ہیں بلکہ ان کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ تاہم ہم صرف نمونے کے طور پر صرف تین واقعات کا تذکرہ کریں گے کہ جن پر ہندو ججوں نے فیصلے دیئے اور واضح طور پر کہا کہ ان فسادات کے ذمہ دار ہندو تھے۔ ہندوؤں کے متعصب گروپ اور پارٹیاں تھیں۔ آیئے! سب سے پہلے ہم بمبئی کے فسادات کا جائزہ لیتے ہیں۔

بمبئی کے لرزہ خیز مسلم کش فسادات

بیت اللہ میں انڈیا کے شہر بمبئی کے مظلوم مسلمان ہم سے ملے۔ انہوں نے اپنی مظلومانہ داستانیں سناتے ہوئے بتلایا کہ بمبئی میں شیوسینا اور دوسری متعصب ہندو تنظیموں کے دہشت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گروں نے مسلم کش فسادات کا پروگرام بنایا اور پھر ان فسادات میں ان کے اموال کو تو لٹنا ہی تھا۔ قتل عام تو ہونا ہی تھا کہ یہ معمول کی بات تھی۔ اسی طرح عزتوں کو بھی تار تار ہونا ہی تھا کہ یہ بھی معمول کی کارروائی تھی مگر اس بار تو حد کر دی گئی۔ ہماری بہو بیٹیوں کو ہندو غنڈے سر بازار لے آئے۔ کپڑے تار تار کر دیئے گئے اور پھر اسی پر بس نہیں، ان ظالموں نے ننگا کر کے نچوایا اور پھر ہندو توں کے برسٹ اسلام کی بیٹیوں کے جسم کے خاص حصے پر مار کر انہیں موت کی نیند سلا دیا اور پھر اس سارے ظلم کی ویڈیو فلم کو ہندوستان بھر میں دکھلایا گیا تاکہ یہ مناظر پورے ہندوستان میں دہرائے جائیں۔

شری کرشنا رپورٹ

اگست ۱۹۹۸ء کے "انڈیا ٹوڈے" کا دوسرا شمارہ ملاحظہ کیجئے۔ ٹائٹل پر "شیو سینا" کے صدر بال ٹھاکرے کی تصویر ہے۔ لال رنگ کا لباس پہنے ہوئے ہے۔ گلے میں منکوں کی مالا ہے۔ بائیں بازو پر بھی یہی مالا ہے اور ٹائٹل پر سرخی جمائی گئی ہے۔

Srikrishna Commission - Tiger in Troubl

یعنی شری کرشنا کی رپورٹ آگئی ہے اور چیتا مشکل میں ہے۔

جی ہاں! یہ کون سا چیتا ہے۔ کن کا شکار کرتا ہے۔ کن کا گوشت کھاتا ہے۔ کون ہیں وہ جن کو چیرتا پھاڑتا ہے ـــــ تو جناب! یہ چیتا بال ٹھاکرے ہے۔ مسلمانوں کا شکار کرتا ہے۔ اس کی تصویر کے پس منظر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ شیو سینا کے غنڈے مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو سے آگ اور خون کا کھیل کھیل رہے ہیں ـــــ چیتا ٹربل میں یعنی مشکل میں اس لئے ہے کہ اس ظلم پر بمبئی ہائیکورٹ کے جسٹس شری کرشنا کی رپورٹ آگئی۔ اس رپورٹ میں مسلمانوں پر مظالم کا ذمہ دار بال ٹھاکرے کو ٹھہرایا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مشکل کوئی مشکل نہیں۔ اس رپورٹ کے آنے پر کچھ بھی نہیں ہوا۔ کسی کا بال بھی بیکا نہیں ہوا لہٰذا یہ چیتا کسی مشکل میں نہیں۔ بلکہ الٹا یہ ہوا ہے کہ یہ رپورٹ جب مہاراشٹر کی اسمبلی میں پیش ہوئی تو بال ٹھاکرے اور بی جے پی کے ممبران نے اس رپورٹ کو مسترد کر دیا۔

تاہم ایک بات قابل غور ہے کہ یہ رپورٹ ایک ہندو جج نے پیش کی ہے اور یہ جج شری کرشنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہ تو کمیونسٹ ہے نہ سیکولر ہے بلکہ مذہبی ہندو ہے جو باقاعدہ مندر میں اپنے کرشنا کی پوجا کرتا ہے ۔۔۔۔اس ہندو جج کی رپورٹ نے ہندوستان بھر میں تہلکہ مچادیا۔

اس رپورٹ کے بارے میں بتلایا گیا ہے کہ بمبئی ہائی کورٹ میں رپورٹ کو مرتب کرنے کے لئے ۵۲۶بار سماعت ہوئی۔ اسے پیش کرنے کے لئے دس بار التوا میں ڈالا گیا۔ پانچ سال سے کچھ اوپر عرصے میں تیار ہوئی۔ اس رپورٹ کے صفحات کی تعداد ۸۰۰ ہے۔ یہ ان فسادات سے متعلق ہے کہ جنہوں نے بمبئی کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہ دسمبر ۱۹۹۲ء اور جنوری ۱۹۹۳ء میں ہوئے۔ ۲۵ جنوری ۱۹۹۳ء کو یہ رپورٹ درج ہوئی۔ ۴۷۰ دنوں میں پانچ سو آدمیوں نے اس کمیشن کے سامنے گواہیاں دیں۔ اگست ۱۹۹۷ء میں یہ رپورٹ سامنے آئی۔ یاد رہے! واجپائی جب اپریل ۱۹۹۶ء میں ۱۳دن کے لئے وزیر اعظم رہا تھا۔ تب اس نے اس رپورٹ کو نہ صرف التوا میں ڈال دیا بلکہ اس میں ایسی اکھاڑ پچھاڑ کروائی کہ بمبئی کے بم دھماکوں کو مسلمانوں کے سر ڈال کر حساب برابر کر دیا جائے۔ تاہم اس کے باوجود جسٹس کرشنا رپورٹ بالآخر منظر عام پر لے آئے۔

بنگلور سے شائع ہونے والے اردو ہفت روزہ "نشیمن" نے شری کرشنا رپورٹ اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

بابری مسجد کے انہدام پر مسلمانوں کا غصہ واجبی اور برحق تھا اور ان کا برافروختہ ہونا قدرتی امر تھا۔ لہٰذا جو کچھ ہوا، وہ قیادت سے محروم مسلمانوں کے فوری ردعمل کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کا احتجاج پر امن تھا مگر پولیس نے بلا اشتعال ان پر اندھا دھند فائرنگ کر کے اس کو فساد کی شکل دے دی۔ یعنی کرشنا کی نظر میں فساد کی ذمہ داری پولیس پر ہے۔ اس کی جانب داری پر تھی۔ پولیس نے مسلمانوں کو نہ صرف ہراساں کیا بلکہ قابل مواخذہ جرائم کی رپورٹ تک درج کرنے سے انکار کر دیا۔ بمبئی میں جو کچھ ہوا، وہ سوچے سمجھے پلان اور اشتعال انگیز کارروائیوں کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے بابری مسجد کے انہدام پر جشن منایا، ریلیاں کیں، جذبات کو بھڑکانے والی تقریریں کیں، انتقام کے نعرے لگائے اور لوگوں کو قتل کرنے پر اکسایا اور تمام تیاریوں کے ساتھ فساد برپا کیا۔ رپورٹ میں پورے ثبوت کے ساتھ لکھا ہے کہ فسادات کو "سامنا" کی تحریروں نے بھڑکایا اور فساد کی کمان شیوسینا کے لیڈروں نے سنبھال لی۔ ان کو بال ٹھاکرے کی طرف سے ڈائریکٹ ہدایات مل رہی تھیں۔ کمیشن نے ٹھاکرے کی تحریروں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریروں اور انٹرویوز کو بھی ریکارڈ کے طور پر جمع کر دیا۔ جس میں ٹائم میگزین کا انٹرویو بھی شامل ہے جس میں مسلمانوں کے خلاف ایسی باتیں کہی ہوئی ہیں جسے کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا اور سرپوٹدار کی کارروائیوں کی تفصیل درج ہے۔ جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ۶ جنوری کے بعد جو فسادات شیو سیناوالوں نے شروع کئے ان کی غرض وغایت ہی مسلمانوں کا صفایا کر دینا تھا۔ اس رپورٹ پر جو بالکل واضح اور صاف ہے، اگر وزیر اعلیٰ جوشی کہتے ہیں کہ یہ یکطرفہ اور جانبدارانہ ہے تو اس سے بڑا جھوٹ کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اسی طرح جوشی کا یہ کہنا کہ بال ٹھاکرے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کے خلاف لگائے جانے والے الزامات بے بنیاد ہیں تو یہ سچائی کا منہ چڑانے کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ جب بمبئی جل رہی تھی اور قتل وخون کی آندھی تھمنے میں نہیں آ رہی تھی تو پانکھی والا، رتن ٹاٹا اور بہت سے دوسرے ممتاز شہری وزیر اعلیٰ سدھاکر راؤ کے پاس نہیں بلکہ بال ٹھاکرے کے پاس گئے اور ہاتھ جوڑ کر یہ التجا کی تھی کہ بالا صاحب! اب بس کیجئے۔ اس ہولی کو بند کر دیجئے تو ٹھاکرے نے فون اٹھا کر اپنے ایجنٹوں کو حکم دیا تھا کہ مسلمانوں کو جتنا سبق سکھانا تھا سکھایا جا چکا ہے۔ اب کارروائی بند کر دو۔ ایک مراٹھی اخبار کے لیڈر نے لکھا ہے کہ وہ اتفاق سے ایسے وقت ٹھاکرے کے قریب موجود تھا جب وہ شیو سینا کے لیڈروں کو مسلم محلوں میں جانے اور صفایا کرنے کی ہدایت دے رہے تھے۔ ٹائم میگزین نے تو وہ گفتگو جوں کی توں شائع کی ہے جو پولیس والوں اور کنٹرول روم کے درمیان ہوئی تھی۔ کیا شیو سینا کے لیڈر سرپوٹدار کو ایک فوجی افسر نے اپنی وین میں ہتھیار لے جاتے ہوئے نہیں پکڑا تھا۔ ان لوگوں کو جو اصل میں مسلمانوں کے قاتل ہیں، سزا دینے کے لئے مذکورہ بالا ثبوت کافی نہیں؟

قارئین کرام! ہندو جج سری کرشنا نے کیا پتے کی بات کی۔ مسلمان قیادت سے محروم تھے اور بے چارے اپنی مسجد کے ڈھائے جانے پر چھوٹا موٹا احتجاج کر رہے تھے کہ متعصب ہندوؤں کو یہ بھی پسند نہ آیا۔

بمبئی میں جو فسادات ہوئے، وہ اتنے خونریز، ہولناک اور تباہ کن تھے کہ ان کی یاد ہی سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس فساد میں سرکاری اندازے کے مطابق ۳ ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ ۱۰ ہزار جھونپڑیاں اور مکانات جل کر راکھ ہوئے۔ ہزار ہا مسلمان شہر چھوڑ کر بھاگ گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کئی سوارب روپے کا نقصان صرف مسلمانوں کا ہوا۔ کیونکہ نشان لگا کر تباہی مچائی گئی تھی۔ بمبئی کے مسلم اکثریت والے علاقے پانچ دن تک جلتے رہے اور آگ وخون کی ایسی ہولی کھیلی گئی کہ دنیا بھر میں اس پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا گیا۔ ان ہی فسادات کی تحقیق کے لئے جسٹس شری کرشنا کی سرکردگی میں کمیشن بٹھایا گیا۔

چنانچہ ۲۴ اگست ۱۹۹۸ء کے انڈین ہفت روزہ "نئی زندگی" اور "انڈیا ٹوڈے" کے مطابق جسٹس کرشنا نے بال ٹھاکرے کے بارے میں لکھا کہ مسلمانوں پر جو حملے ہوئے وہ منصوبہ بند تھے اور جس طرح کوئی فوجی جرنیل اپنی فوج کو دشمن کے خاتمہ کے لئے میدان میں بھیجتا ہے، اسی طرح شیو سینکوں کو مسلمانوں کے مکانوں اور دکانوں کی فہرستیں دے کر میدان میں اتارا گیا۔ جبکہ مسلمانوں کی طرف سے کسی تنظیم یا اہم لیڈر نے فساد کی کوئی تلقین نہیں کی تھی اور فساد کے لئے نہیں بھڑکایا تھا۔

جسٹس شری کرشنا نے اپنی رپورٹ میں بمبئی کے ۹ پولیس سٹیشنوں کے ۱۵ پولیس افسروں اور کانسٹیبلوں کی نشاندہی کی ہے جنہوں نے فسادیوں کے ساتھ مل کر مار دھاڑ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

بمبئی کے محمد علی روڈ پر واقع مسجد ــــ متعصب اور فرقہ پرست پولیس افسر آر ڈی تیاگی کے ظلم وزیادتیوں کی داستان آج بھی سنا رہی ہے۔ مسجد کی دیواروں پر آج بھی پولیس کی گولیوں کے نشانات اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اس مسجد میں واقع مدرسہ کے معصوم طلبہ کو کس بے دردی سے موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ ۹ جنوری ۱۹۹۳ء کو ڈپٹی کمشنر پولیس نے اس وقت مدرسہ کے ان بچوں پر فائرنگ کرنے کا حکم دیا جب وہ دوسری منزل پر جمع تھے۔ اس فائرنگ کے نتیجہ میں ۹ معصوم طلبہ شہید ہوئے۔

بہت جگہ ایسا ہوا کہ شیو سینکوں کے ذریعہ مسلمانوں پر ہونے والے حملوں میں پولیس نے کھل کر حملہ آوروں کا ساتھ دیا۔ "وڈالا" کے علاقہ میں البلال مسجد پر پولیس انسپکٹر این کے کانسے نے دھاوا بول دیا اور اندھا دھند فائرنگ کر کے سات مسلمانوں کو شہید کر دیا۔

کمیشن کے سامنے ایسے واقعات بھی آئے جب پولیس کانسٹیبل خود لوٹ مار اور مار دھاڑ میں شامل ہو گئے۔ ۶ جنوری کو "ماہم" میں پولیس کانسٹیبل "سنجے گواڈے" "شیو سینا" کے لیڈر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"ملند رردیدیا" کے ساتھ تکوار لے کرمار دھاڑ میں شامل تھا۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "کولایا پولیس سٹیشن" کے سب انسپکٹر دی مورے، اسسٹنٹ پولیس انسپکٹر ایس جادھوا اور چار کانسٹیبلوں نے شیوسینا کے ہجوم کو تشدد اور لوٹ مار پر ابھارا۔

ایسا نہیں ہے کہ ممبئی پولیس کی شیوسینک حملہ آوروں کے ساتھ ہمدردی اچانک فساد کے دوران امنڈ پڑی۔ اس وقت بھی جب نفرت اور ٹکراؤ کا ماحول تیار کیا جارہا تھا تو اس وقت بھی اس ماحول کو پیدا کرنے کے لئے پولیس نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شری کرشنا کمیشن کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ممبئی پولیس نے مہا آرتی کے جلوسوں کو محض مذہبی تقریبات کا حصہ سمجھ کر اسے نظر انداز کر دیا اور ان جلوسوں کو آزادی سے نکلنے دینے کے لئے ہر طرح کی مدد بھی پہنچائی۔ جب کہ سچائی یہ تھی کہ مہا آرتی جلوس سیاسی مقصد کے لئے نکالے گئے تھے۔ ان جلوسوں میں شامل ہونے والے افراد نے اشتعال انگیز نعرے لگائے اور بعد میں انہی لوگوں نے آس پاس کے مسلم علاقوں میں توڑ پھوڑ اور لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔

شری کرشنا کمیشن نے پولیس کی اس دلیل کو مسترد کر دیا ہے کہ بابری مسجد کے انہدام کے بعد مسلمانوں میں غم و غصہ تھا اور انہوں نے جلوس کی شکل میں سڑک پر آکر پولیس والوں پر حملہ کیا اور پولیس کی فائرنگ میں وہ مارے گئے۔ رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ پولیس نے مسلمانوں کے ساتھ کھل کر تعصب برتا، اسی لئے ان کی جان و مال کا زبردست نقصان ہوا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۲ء اور ۱۵ جنوری ۱۹۹۳ء کے درمیان ہونے والے واقعات اس بات کے گواہ ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف ایک منظم کارروائی کی گئی۔ کچھ علاقوں میں پیشہ ور قاتلوں کے ذریعے چھرے بازی کے واقعات سامنے آئے۔ بال ٹھاکرے مسلمانوں کے قتل عام کا جس طرح فرمان جاری کر رہے تھے، اس کا اندازہ کرشنا کمیشن کے سامنے ایک صحافی یووراج موہنتی کے بیان سے ہو جاتا ہے۔ فساد کے دوران امن قائم کرنے کے لئے اس وقت کے ممبئی کے میئر چند کانت ہنڈوالے نے امن کی ایک اپیل تیار کی۔ وہ چاہتے تھے کہ فریقین کے لیڈر اس پر دستخط کر دیں۔ یوراج موہنتی نے کرشنا کمیشن کو بتایا کہ وہ اپیل کو لے کر پہلے حاجی مستان کے پاس گئے جنہوں نے خوشی خوشی اس پر دستخط کر دیئے پھر وہ یہ اپیل بال ٹھاکرے کے پاس لے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ ٹھاکرے اور میسٹر کے درمیان بات چیت ہوتی رہی۔ اسی دوران بال ٹھاکرے کے پاس کئی فون آئے اور انہوں نے بات چیت کی۔ فون پر ہونے والی اس بات چیت میں بال ٹھاکرے شیو سینکوں، شاکھا پر مکھوں اور دوسرے کارکنوں کو یہ احکامات جاری کرتے رہے کہ مسلمانوں پر حملے جاری رہنے چاہئیں اور کوئی بھی مسلمان بچنے نہ پائے جو ان کے خلاف گواہی دے سکے۔

مسلمان ہونے والی ریشماں نے اپنے خاوند کو کس طرح بچایا؟

دسمبر ۱۹۹۸ء کے "نئی زندگی" میں جسٹس کرشنا رپورٹ کے مطابق ریشماں نے ایک مسلمان عرفی سے شادی کرنے کے لئے اسلام قبول کرلیا۔ ۳ جنوری کو اس کے مکان کا سروے کیا گیا کیونکہ شیو سینا نے فسادات سے قبل ان مکانوں کو نشان زد کر دیا تھا کہ جہاں انہیں لوٹ مار اور قتل عام کرنا تھا چنانچہ ریشماں کا مکان بھی زد میں آیا کیونکہ اس نے ہندومت کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا۔ چنانچہ ۹ جنوری کو شیو سینا کے لوگوں نے ریشماں کے گھر دھاوا بول دیا مگر ریشماں نے دھاوے سے قبل ہی اپنے خاوند کو بکس نما گدے میں چھپا دیا تھا۔ ہندو آتے ہی ریشماں کو غلیظ گالیاں دینے لگے اور کہنے لگے۔ ہندو مر گئے تھے۔ تم نے مسلے (مسلمان) کے ساتھ شادی کیوں کی۔ وہ تلواروں، چاقوؤں، چاپڑوں اور لاٹھیوں سے لیس تھے۔ ہندوؤں نے اس کے سر پر ایک چاپڑ ا رکھا اور کہا کہ اپنے خاوند کے بارے میں بتلاؤ ورنہ تجھے برہنہ کیا جائے گا۔ ہم سب تیری عزت لوٹیں گے اور پھر قتل کر دیں گے لیکن ریشماں نے یہی کہا کہ اس کا خاوند گھر پر نہیں۔ باہر گیا ہوا ہے۔ کہاں گیا ہے؟ مجھے خبر نہیں۔ ریشماں کے ساتھ کیا بیتی یہ تو اس کا اللہ ہی جانتا ہے تاہم اس کی جان بچ گئی اور شوہر بھی بچ گیا۔ ریشماں نے جسٹس کرشنا کو بتلایا کہ اس نے خطرہ بھانپتے ہوئے سینئر پولیس انسپکٹر دینائیک پاٹل کے ساتھ فون پر رابطہ کیا اور مدد کی درخواست کی لیکن پولیس آفیسر نے آنے سے صاف انکار کر دیا۔ بلکہ ڈھٹائی کے ساتھ کہا "اگر ایک مسلمان مرے گا تو ایک کم ہوگا" ریشماں نے روتے ہوئے کہا، شیو سینا کے غنڈے اسے آئے روز اسلام اور مسلمان خاوند چھوڑنے کو کہتے ہیں۔ دھمکیاں دیتے ہیں۔ وہ ٹی شرٹ پہن کر آزادانہ گھومتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ جس پر "شیو سینا" لکھا ہوتا ہے۔

قارئین کرام! یاد رہے، بمبئی میں اجتماعی قبر بھی دریافت ہو چکی ہے جہاں سینکڑوں مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو دفن کیا گیا تھا۔ غرض اگست ۲۰۰۰ء میں مہاراشٹر کی حکومت نے محض اس بدنامی کا داغ دھونے کے لئے یہ کیا کہ اس رپورٹ کی روشنی میں بال ٹھاکرے کو علامتی طور پر گرفتار کر کے فوراً ضمانت پر رہا کر دیا۔ یہ ایک ڈرامہ تھا جو انسانیت کا درد رکھنے والوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے رچایا گیا۔

اور اب آیئے! مسلمانوں کے قتل عام پر دو رپورٹیں اور ملاحظہ کیجئے جو ہندو ججوں ہی کی رپورٹیں ہیں۔

آسام میں "نیلی" کے ۱۸۰۰ مسلمانوں کا قتل عام

پٹواری کمیشن رپورٹ

انڈیا کا معروف اردو ہفت روزہ "نئی دنیا" مردوں عورتوں کو چھوڑ کر صرف بیسیوں معصوم بچوں کے قتل عام کی تصاویر شائع کر کے رقمطراز ہوتا ہے:

معروف انگریزی جریدہ انڈیا ٹوڈے کا انکشاف

۱۸۰۰ مسلمانوں کے قتل کی سزا میں صرف دو پولیس والے معطل

کتنی بھیانک گھڑی تھی وہ جب آسام میں نیلی کے بے گناہ مسلمانوں پر قتل و غارت گری کا بازار گرام ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے کوئی ۱۸۰۰ مسلمان تہہ تیغ ہو گئے اور ان کا خون ناحق نیلی کے گلی کوچوں کو سرخ کر گیا۔ اس شرمناک قتل و غارت گری کا شکار جوان بھی ہوئے، بوڑھے بھی، عورتیں بھی ہوئیں اور مرد بھی اور ساتھ ہی معصوم و بے زبان بچوں کے لہو کا دریا بھی بہہ اٹھا۔ مرنے والے مر گئے تھے، ان کو اجتماعی قبروں میں دفن بھی کر دیا گیا تھا، رونے والے رو کر تھک بھی چکے تھے اور سیاستدانوں کو جو "آہ و زاری" کرنی تھی وہ بھی ہو چکی تھی۔ اب سوال یہ تھا کہ اس مجرمانہ، ظالمانہ اور بے رحمانہ قتل و غارت گری کا ذمہ دار کون ہے؟ قاتل کتنے تھے، کہاں کے تھے اور کہاں چلے گئے؟ اس کے بعد سوال تھا کہ ان قاتلوں کے ہاتھ قانون کی تلوار سے کاٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈالے جائیں جنھوں نے چشم زدن میں ایک ہزار آٹھ سو بے گناہ مردوں، عورتوں اور بچوں کا خون بہادیا تھا۔ سوال یہ بھی تھا کہ اس تباہی میں جو خاندان اجڑ گئے ہیں اور جو گاؤں برباد ہوئے ہیں، ان کی دوبارہ آباد کاری کی جائے۔

مگر آج ۱۵ برس بعد جو سب سے اہم سوال ہے وہ یہ ہے کہ کیا ان پندرہ برسوں میں آسام کی آنے جانے والی حکومتوں نے نیلی کے قتل عام میں ملوث ہاتھوں کو کاٹ ڈالا ہے؟ اس کا انتہائی تکلیف دہ اور کریہہ جواب یہ ہے کہ اس بھیانک قتل عام کا کوئی مجرم آج تک نہیں پکڑا جاسکا ہے اور ۱۸۰۰ مسلمانوں کے قتل کی سزا میں ابھی تک صرف دو پولیس والے معطل کئے گئے ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ قاتلوں کا اتہ پتہ نہ ہو، قاتلوں کو سب جانتے ہیں۔ خود حکومت آسام بھی اچھی طرح واقف ہے لیکن انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کی بجائے ان کو انعامات سے نوازا جارہا ہے اور جن کو موت ملی تھی، ان کے خاندانوں کو پھر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ ایسا کیوں ہے۔ اس کا جواب انگریزی جریدہ انڈیا ٹوڈے کے نمائندے اوریدک سین نے ۶ اکتوبر ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں دیا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

داغدار تاریخ

"نیلی سے چند کلو میٹر کے فاصلہ پر "اسلام بستی" میں ایک ایسی داغدار تاریخ موجود ہے جس پر وقت کی گرد جم گئی ہے اور بڑی بڑی گھاس اگ آئی ہے۔ اس سانحہ کو ۱۴ برس گزر چکے ہیں جب ۵۵۸ مسلمانوں کو ایک اجتماعی قبر میں دفنایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ ملک اس بہیمیت اور قتل و غارت گری کو اب بھول گیا ہے۔ یہ لوگ اس بری طرح ہلاک کئے گئے کہ ملک نے ایسی قتل و غارت گری بس آزادی سے پہلے دیکھی تھی۔ ناگاؤں ضلع میں تین دنوں تک یہ منظم قیامت جاری رہی تھی جس میں ایک تہائی مسلمان ہلاک ہو گئے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن پر بنگلہ دیش سے آکر یہاں غیر قانونی طور پر ٹھہر جانے کا شبہ تھا۔ آج اس سانحہ کے متعلق کوئی بھی شخص بات کرنے کو تیار نہیں۔ یہاں تک کہ تاریخ کی یہ بھیانک اور شرمناک قتل و غارت گری کسی کو یاد بھی نہیں رہی۔

آسام گن پری شد کی حکومت اس مسئلہ کو مرنے والوں کے ساتھ ہی دفنا چکی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وزیر اعلیٰ آسام کمار منتا کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اسی وقت ختم ہو گیا تھا جب آسام کی کانگریسی حکومت نے معاوضہ تقسیم کیا تھا۔

قاتلوں کو انعام

دراصل کمار منتا اور دوسروں کے لئے یہ ایک سیاسی مصلحت اور مجبوری بن گئی ہے کہ اس موضوع کو دبا دیا جائے یا اس پر جھاڑو ہی پھیر دی جائے۔ کیونکہ اس شرمناک قتل وغارت گری میں مبینہ طور پر آسام گن پری شد کے لیڈر ملوث تھے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ افسران ابھی تک مرنے والوں کے ورثاء کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں اور یہ تباہ حال لوگ ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے رہتے ہیں۔

ان تباہ حال لوگوں کے زخموں پر جس بات نے اور زیادہ نمک چھڑکا، وہ یہ ہے کہ جب کمار منتا اقتدار میں آئے تو انہوں نے آسام گن پری شد کے ان ورکروں کو اسی، اسی ہزار روپیہ تقسیم کیے۔ جن میں سے اکثر نیلی قتل عام میں کھلے طور پر ملوث تھے۔ جبکہ مرنے والے مسلمانوں کے رشتہ داروں کو فقط پانچ پانچ ہزار روپیہ ہی ملے تھے۔

قاتل چھوٹ بھی گئے

سانحہ کے ایام میں چند گرفتاریاں ضرور ہوئی تھیں لیکن ۸۸ پختہ مقدمات جو عدالت میں چل رہے تھے اور جن کے ثبوت وشواہد بھی کچھ کمزور نہیں تھے، آسام گن پری شد کی سرکار بنتے ہی ختم کر دیئے گئے۔ کمار منتا کہتے ہیں کہ یہ "مقدمات عدالت نے ختم کر دیئے ہیں"۔

پاریکھ کمیشن کی رپورٹ

میرٹھ کے فسادات کی تحقیقات کے لئے سی ڈی پاریکھ کمیشن مقرر کیا گیا تھا جس نے اپنی تحقیقات مکمل کرنے کے بعد رپورٹ یوپی سرکار کے حوالہ کر دی تھی۔ مگر یہ رپورٹ ۱۴ سال سے سرکاری الماریوں میں پڑی ہوئی گرد کھا رہی تھی۔ یوپی کے بھاجپائی وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ نے اب اس رپورٹ کو نامنظور کر دیا ہے اور اپنے اس فیصلہ سے سپریم کورٹ کو بھی آگاہ کر دیا ہے۔ جس نے یوپی سرکار کو حکم دیا کہ وہ میرٹھ کے ان فسادات کی تحقیقات کرنے والے پاریکھ کمیشن کی رپورٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر کی جانے والی کارروائی کی رپورٹ دو مہینوں کے اندر داخل کرے۔

بہر حال یہ رپورٹ جو مسلسل دس سال تک سرد خانے میں پڑی رہی ٦ ستمبر ١٩٨٢ء کو میرٹھ میں ہونے والے فسادات کی تحقیقاتی پاریکھ کمیشن کی رپورٹ ہے جنے، گذشتہ دنوں سپریم کورٹ نے ریاستی اترپردیش حکومت کو عدالت میں پیش کرنے کے لئے کہا ہے۔

پاریکھ کمیشن نے سب سے زیادہ ذمہ دار اور قصوروار قانون کے رکھوالوں کو ٹھہرایا ہے جنہوں نے غیر ضروری طور پر اپنی بے جا قوت کا مظاہرہ کیا۔ کمیشن کی رپورٹ کے مطابق پی اے سی اور پولیس نے مسلمانوں پر اندھا دھند فائرنگ کی جس کی وجہ سے سینکڑوں مسلمان مارے گئے۔ ضلعی انتظامیہ کے یکطرفہ، متعصبانہ رویہ پر بھی کمیشن کی رپورٹ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس نے نہ صرف حقائق کو چھپایا بلکہ مرنے والوں کی صحیح تعداد بھی نہیں بتائی۔ اس وقت کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شمبھو ناتھ کو جو اب سوشل ویلفیئر میں پرنسپل سیکرٹری ہیں، حالات پر کنٹرول نہ پانے کے لئے قصوروار ٹھہرایا ہے۔ کمیشن نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ آزاد رپورٹ کے مطابق سینئر پولیس افسران نے مسلمانوں کے خلاف یکطرفہ کارروائی کی۔ حالانکہ بے شمار مسلمان تہہ تیغ کر دیئے گئے اور ان کی املاک تباہ کر دی گئیں۔

قارئین کرام! اب آیئے عیسائیوں کی طرف کہ ان پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹنے شروع ہو گئے ہیں۔ دو واقعات ان کے اور تیسرا واقعہ ہندو دلتوں پر مظالم کا بطور نمونہ کے ملاحظہ کیجئے۔

عیسائی پادری اور اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کو زندہ جلادیا گیا

کئی سالوں سے ہندوستان کے صوبہ اڑیسہ میں آسٹریلیا کا ڈاکٹر پادری گراہم اسٹینز کوڑھیوں کا علاج کرتا تھا اور اپنا مذہب پھیلاتا تھا۔ ادھر دارا سنگھ نامی نوجوان جو ہندو دہشت گرد تنظیموں، بجرنگ دل، آر ایس ایس اور "بی جے پی" کا کارکن ہے۔ اس کی ڈیوٹی اڑیسہ میں لگ گئی کیونکہ ملک بھر میں عیسائیوں کے گرجوں کو منہدم کرنے اور قتل عام کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ چنانچہ گراہم اسٹینز جس کے ہمراہ اس کے دو چھوٹے بیٹے بھی تھے، فلپ کی عمر ٩ سال تھی، دوسرا تیمو تھی تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس کی عمر ۶ سال تھی۔ آسٹریلیا کا ایک سیاح مسٹر گلبرٹ وینز بھی ان کے ہمراہ تھا۔ یہ لوگ رات ساڑھے آٹھ بجے "منوہرپور" پہنچے۔ وہاں اپنا کام کیا اور پھر ڈاکٹر اپنے بچوں کے ساتھ اپنی جیپ میں ہی سو گیا جبکہ باقی لوگ چرچ کے پیچھے بنے ہوئے ایک کمرے میں سو گئے۔ جولائی ۱۹۹۹ء کا انڈین میگزین (OutLook) مزید بتاتا ہے کہ ۲۲ جنوری کو آدھی رات کے قریب پچاس ساٹھ آدمی جن کی قیادت دارا سنگھ کر رہا تھا اور جو سرخ نقاب چہروں پر اوڑھے ہوئے تھے، آئے۔ انہوں نے ڈاکٹر کی جیپ کو لاٹھیوں کلہاڑیوں اور نوکوں سے مارنا شروع کر دیا۔ ہجوم کے شور میں ڈاکٹر اور اس کے دو بچوں کی چیخ وپکار دب چکی تھی، تاہم منوہرپور کے لوگ اس طرف دوڑے تو حملہ آوروں نے انہیں ڈرا کر بھگا دیا اور پھر ان بے گناہوں کو جو شدید زخمی حالت میں کراہ رہے تھے، آگ لگا دی۔ جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو زخموں سے چور ہونے کے باوجود ڈاکٹر نے اپنے بچوں سمیت جیپ سے نکلنے کی کوشش کی مگر حملہ آوروں نے یہ کوشش ناکام بنا دی اور یوں ڈاکٹر اور اس کے دونوں بچے جیپ سمیت جل کر راکھ ہو گئے......انڈین میگزین کے مطابق اس کامیابی کے بعد یہ ہجوم نعرے لگا رہا تھا:

جے بجرنگ بلی

دارا سنگھ، زندہ باد

بنیئے کا جھوٹ ملاحظہ کیجئے۔ اس واقعہ کے دوسرے ہی دن ایل کے ایڈوانی نے صاف انکار کیا کہ دارا سنگھ کا تعلق بجرنگ دل سے ہے اور پھر کیا ہوا؟ اس کے لئے آندھرا پردیش کے دارالحکومت حیدرآباد سے شائع ہونے والے اردو میگزین "نئی دنیا" کی رپورٹ ملاحظہ کیجئے:

"اڑیسا میں عیسائی مبلغ گراہم اسٹینز اور ان کے دو بچوں کو زندہ جلانے والا دارا سنگھ ایک قاتل، ایک مجرم نہیں بلکہ قبائیلوں کی نظر میں ایک مسیحا اور ایک دیوتا بن گیا ہے۔ ٹارزن کی طرح اسے ایک سپر ہیرو کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے جسے قبائلی اب ایک دیوتا کی طرح پوجتے ہیں اور اسے ایک مافوق الفطرت انسان سمجھتے ہیں۔ جس کے بارے میں قبائیلوں میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ وہ جنگلوں پہ حکمرانی کرتا ہے۔ شیروں کے ساتھ کھیلتا ہے اور جب وہ سوتا ہے تو زہریلے سانپ اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ خطرناک جانور بھی اس کے سامنے فرماں بردار بچے کی طرح بن جاتے ہیں۔ وہ چیتے سے زیادہ تیز دوڑتا ہے اور بندر سے زیادہ تیز کودتا ہے اور جب وہ غصہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے تو شیر بھی کانپنے لگتے ہیں۔

دارا سنگھ کی شخصیت مکمل طور پر پراسرار بن گئی ہے اور وہ "رابن ہڈ" کی طرح ایک ہیرو بن گیا ہے جس کی چمتکاری کے قصے، کہانیاں قبائلیوں میں مشہور ہوتے جا رہے ہیں۔ کیونجھر اور میور بھنج جیسے ضلعوں میں تو باضابطہ اس کی پرستش کی جانے لگی ہے اور اسے ہندوؤں کا اساطیری کردار، یعنی متھ بنایا جا رہا ہے۔ منوہرپور میں ایک روڈ اور "چائے بٹرا" میں ایک چوراہے کو بھی اس کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔

دارا سنگھ مذہبی جنون کو بھڑکا کر قبائلیوں کا مسیحا بن گیا ہے اور مہاتوز قبیلہ میں تو اسے لوگ دیوتا کی طرح پوجتے ہیں، اپنا محافظ سمجھتے ہیں کیونکہ اسی دارا سنگھ نے کلکتہ کے ایک مذبح خانہ میں گائیں لے جانے والے ایک ٹرک کے ڈرائیور کو مارا تھا اور گایوں کو اس کی قید سے نجات دلائی تھی۔ مہاتوز قبیلہ والے چونکہ گائے کی پرستش کرتے ہیں اس لئے دارا سنگھ ان کی نظر میں محافظ ہے۔

اڑیسہ کے علاقے میں اندھے وشواس کی حکمرانی ہے، اس لئے دارا سنگھ ان کی نظر میں قاتل، مجرم ہوتے ہوئے بھی مسیحا بن گیا ہے جبکہ اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ وہ قتل کے کئی مقدمات میں ملوث ہے اور سرکار نے اس کی گرفتاری پر ایک لاکھ کا انعام بھی رکھا ہے۔ بجرنگ دل کے اس سرگرم کارکن نے گراہم اسٹینز اور اس کے دو بچوں کو کار میں زندہ جلا دیا تھا۔ تبھی سے پولیس اس کی تفتیش میں ہے مگر ابھی تک اسے گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہو پائی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ عوام اس سلسلے میں ان سے کوئی تعاون نہیں کر رہے ہیں اور قبائلی لوگ تو اسے دیوتا کی طرح پوجتے ہیں...... اس لئے انہیں ہر ممکن طور پر بچانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ پولیس نے اب تک جن مشتبہ افراد کو گرفتار کیا ہے ان میں سے اکثر کو واضح ثبوت نہ ہونے کی بنا پر چھوڑ دیا گیا اور جن لوگوں نے دارا سنگھ کے خلاف گواہی دی تھی اور کہا تھا کہ عیسائی مبلغ کے وحشیانہ قتل میں دارا سنگھ کا ہاتھ ہے۔ وہ بھی اب مکرتے جا رہے ہیں، اس لئے پولیس اور اڑیسہ حکومت کی کارکردگی پہ سوالیہ نشان لگ گیا ہے کہ آخر دارا سنگھ کو گرفتار کیوں نہیں کیا جا سکا جبکہ وہ اسی علاقے میں روپوش ہے۔ پولیس مستعدی کا دعویٰ تو کرتی ہے مگر اس قاتل کو گرفتار نہیں کر پاتی ہے۔ جبکہ گذشتہ دنوں اسٹار چینل پر ایک فری لانس جرنلسٹ بھوشن پٹنائک نے دارا سنگھ کا انٹرویو بھی نشر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا۔

اس کے پولیس ریکارڈ نے واضح کر دیا ہے کہ وہ سات سابقہ کیسوں میں بھی "بجرنگ دل" کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اور مزید دوسری چار تنظیموں کے ساتھ بھی۔ اسی طرح وہ بی جے پی کے ساتھ بھی تعلق رکھتا تھا۔

تفتیشی ٹیم کی رپورٹ نے دارا سنگھ کے بارے میں واضح کر دیا ہے کہ اس کا تعلق بجرنگ دل اور "آر ایس ایس" کے ساتھ ہے۔ گئو ماتا کی حفاظت کی مہم میں بھی اس نے جرائم کا ارتکاب کیا۔ جانوروں کے مسلم تاجروں اور بزنس مینوں کے خلاف بھی اس نے جرائم کیے۔

۱۵ اگست کے نئی دنیا کے مطابق دارا سنگھ نے ایک گاؤں "دماھوداہات" کے ایک مسلمان تاجر پر حملہ کیا اس کی کپڑے کی دکان لوٹ لی۔ بعد میں لوٹ کا بچا کھچا کپڑا جنگل سے برآمد ہوا۔

عیسائی نرسوں کی عزتیں تار تار

"نواپادا گاؤں" میں عیسائیوں نے ایک ہسپتال نما ڈسپنسری بنائی۔ تھوڑے فاصلے پر چرچ اور پادری اگستائن کی رہائش گاہ تھی۔ چار نوجوان راہبائیں یہاں کام کرتی تھیں۔ لامحالہ ادویات سے فائدہ اٹھانے والے گاؤں کے رہائشی ہندو ہی تھے۔ مگر جب فسادات شروع ہوئے تو رات کے وقت دس کے قریب ہندو ڈسپنسری میں آئے، چاروں سسٹرز یہیں رہائش پذیر تھیں۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا "آؤٹ لک" کے نمائندے "بھاودیرکانگ" کو ایک سسٹر اپنی کہانی سناتے ہوئے بتاتی ہے۔

"رات ساڑھے دس کا وقت تھا۔ ہم میں سے ۲ نے دیکھا کہ دس آدمی لوہے کے راڈ لئے ہمارے گھر سے باہر سڑک پر گھوم رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے ہمارے کتے کو پتھر مارا۔ گیارہ بجے ہم نے شور کی آوازیں سنیں لیکن ہم نے ان کو سنجیدگی سے نہ لیا اور اپنے کمروں میں چلی گئیں۔ رات کے دو بجے گھنٹی بجی۔ پھر ساتھ ہی دوسری گھنٹی بجی۔ میں اٹھی اور گرل کے قریب گئی جو لوہے کی بنی ہوئی ہے۔ کیا دیکھتی ہوں کہ باہر کھڑے لوگ دروازہ کھولنے کے لئے چیخ رہے ہیں۔ میں واپس اپنے کمرے میں گئی۔ تولیہ سر پر رکھا اور پھر وہاں آ گئی۔ گھنٹی متواتر بج رہی تھی۔ دوسری سسٹرز بھی اپنے اپنے کمروں سے نکل آئیں۔ میں نے محسوس کیا کہ کوئی ظلم ہم پر ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا ہے۔ ہم نے اب پانچ چھ آدمیوں کو لوہے کے راڈ اٹھائے دیکھا جو ہم سے دوائی طلب کر رہے تھے۔ ہم نے انہیں کہا کہ آپ ہمارے فادر بیرش سے لیٹر لائیں ہم دوائی دے دیں گی لیکن وہ ہماری سنے بغیر چلاتے رہے کہ بچہ بیمار ہے دوائی چاہئے۔ دروازہ کھولو۔ بچے کو الٹیاں اور خون آرہا ہے۔ اب ہم نے پوچھا تم کون سے گاؤں سے ہو؟ انہوں نے کہا "بیرم گاوں سے ہیں" ہم نے جواب دیا "وہاں ہماری کارکن ویر دنیکا ہے اسے ہمراہ لاؤ۔" مگر انہوں نے اس بات کو بھی رد کر دیا اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ اب ان میں سے دو نے اندر کی طرف ٹارچ کی لائٹ ماری تو خطرہ بھانپتے ہوئے میں نے دس پندرہ بار وسل بجائی۔ چوکیدار کو آواز دی مگر کوئی مدد کو نہ پہنچا۔ اب یہ لوگ لوہے کی گرل توڑنے لگے۔ جبکہ ہم چاروں اکٹھی ہو کر دعائیں کرنے لگیں۔ چند منٹ ہی گزرپائے تھے کہ گرل اور لکڑی کے دروازے ٹوٹ گئے۔ یہ لوگ اندر آئے اور اب ہمیں کمرے سے باہر آنے کو کہا۔ ہم نے ان سے التجا کی کہ جو چاہئے ہم سے لے لیں مگر ہمیں کچھ نہ کہیں مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور کمرے کا دروازہ بھی توڑ ڈالا۔ اب ہم چاروں ان کے رحم و کرم پر تھیں۔ پانچ ہندو اندر آئے۔ کہنے لگے "پیسے کہاں ہیں؟" ہم نے کہا "یہاں کوئی پیسہ نہیں۔" اور پھر باقی بھی اندر آ گئے۔ ہمیں انہوں نے پکڑ لیا۔ عزتوں کو تار تار کیا اور وہ ظلم کیا جو ناقابل بیان ہے۔"

شودروں اور دلتوں پر مظالم

آندھرا پردیش کی ایک رپورٹ بھی ملاحظہ کیجئے اور ہندو دھرم کے بارے میں سوچئے! کہ یہ وہ مذہب ہے جو اپنے ہم مذہبوں کو بھی برداشت نہیں کرتا اور اگر لوگ تنگ آکر کسی اور مذہب کو اختیار کر لیں تو تب بھی انہیں برداشت نہیں کرتا۔ لیجئے! اب ملاحظہ فرمائیے مہاراشٹر کے دلتوں کی حالت زار جنہیں شودر کہا جاتا ہے۔

محبوب نگر رانچور روڈ سے تھوڑے فاصلے پر واقع آندھرا پردیش کے ایک چھوٹے سے گاؤں نیلی کونڈی میں چار ماہ سے زیادہ عرصہ سے ایک مندر میں تالا پڑا ہوا ہے۔ یہ تالا اس لئے ڈالا گیا کیونکہ کچھ دلتوں کو مندر میں داخل ہو کر پوجا اور ارچنا کرنے میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔

اس واقعہ کے بعد اس گاؤں میں زبردست کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ اعلیٰ ذات والوں اور دیگر پسماندہ طبقات والوں نے مندر کو متروک قرار دے دیا ہے اور اب وہ جوابی حملہ کرنے کے لئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موقع کی تاک میں ہیں۔ مگر دلت کسی بھی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر یہ بات یہیں پر ختم ہو جاتی تو زیادہ تشویش نہ پیدا ہوتی مگر اونچ نیچ کی دیواریں اب اقتصادی میدان میں بھی اٹھ گئیں ہیں اور اعلیٰ ذات کے کسانوں نے دلتوں سے کام لینا بند کر دیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے دلتوں کے گھروں پر چولھے ٹھنڈے ہو گئے ہیں۔

ایک بوڑھے دلت رمنا کا کہنا ہے: "صورت حال بہت خراب ہے، وہ ہمارے خون کے پیاسے ہیں۔" رمنا کا بیان ہے کہ اس مندر کی جگہ پر پہلے ایک پرانا مندر تھا، چند دہائیاں قبل اس کی تعمیر میں رمنا نے بھی حصہ لیا۔ مگر دلتوں کو نہ پہلے مندر میں پوجا کرنے کی اجازت تھی نہ اب ہے۔ اب دلتوں کا سماجی بائیکاٹ کر دیا گیا ہے اور اگر بیڑی بنانے کا کام نہ ہوتا تو دلتوں کو بھکری (فاقوں) کا سامنا کرنا پڑتا۔"

ایک دن تو یہ بھی ہوا کہ جس دلت نوجوان نے اس مندر میں پوجا پاٹ کروایا تھا اس کی تلاش میں اعلیٰ ذات کے لوگوں نے لاٹھیوں سے لیس ہو کر دلت بستی پر حملہ کیا۔ ایک دوسرے دلت ماشنا کا کہنا ہے: "جب اعلیٰ ذات والوں نے مندر کو متروک قرار دے دیا تو حکام نے اس میں تالا ڈال دیا اور چابی لے گئے، اب اگر کوئی مندر میں جانا چاہتا ہے تو اسے ایڈمنسٹریٹو آفیسر سے چابی لینی ہوتی ہے۔

مگر اعلیٰ ذات کے ایک شخص "کونڈنا" کا بیان ہے کہ دلتوں نے اس مندر کی تعمیر میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔" اعلیٰ ذات والوں کا کہنا ہے: "ہم سے یہ توقع کیوں کی جاتی ہے کہ ہم اپنی صدیوں پرانی روایت کو ترک کر دیں گے؟"

کہا جاتا ہے کہ آر ایم نارائن نے اس فساد کی بنیاد رکھی ہے جس نے اونچی ذات کے نوجوانوں کو بھڑکایا تھا کہ وہ دلتوں کو اس مندر میں گھسنے نہ دیں۔ گاؤں کا سرپنچ سیمسن ہے جو پیدا تو ایک دلت خاندان میں ہوا تھا لیکن اب عیسائی بن چکا ہے۔ سیمسن کا کہنا ہے: "ہماری توہین کی جاتی ہے اور جب ہم اپنا حق مانگتے ہیں تو ہم کو باغی ٹھہرایا جاتا ہے۔"

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ جس پولیس انسپکٹر کی شہ پر دلتوں نے مندر میں داخل ہو کر پوجا کی تھی اس کا تبادلہ کر دیا گیا ہے۔ اب اعلیٰ ذات کے کچھ لوگ اس مندر کو پاک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور دلتوں کا کہنا ہے: "اگر اعلیٰ ذات والوں نے ایسا کیا تو وہ دوبارہ مندر میں داخل ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔"

تلنگانہ کے ضلع محبوب نگر کا صرف یہی گاؤں ایسا نہیں ہے جہاں دلتوں کو اعلیٰ ذات کے لوگوں کے عتاب کا سامنا ہے۔ کوٹا کونڈا گاؤں کے ایک دلت سائی ربہ کا کہنا ہے: "ہمارے ساتھ کتوں جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ ہم کو گالیاں دیتے ہیں اور اگر ہم سر اٹھاتے ہیں تو ہمیں زدوکوب کیا جاتا ہے۔ ہم کو سماجی بائیکاٹ کا بھی شکار بنایا جاتا ہے۔ چھوا چھوت، مندروں میں داخلہ کی مخالفت، ہوٹلوں میں دو گلاسوں کا استعمال (ایک اعلیٰ ذات کے لئے اور ایک ادنیٰ ذات کے لئے) اور بے عزتی سے پیش آنا ایک عام بات ہے۔ محبوب نگر کے درجنوں گاؤں میں یہ ہوا ہے۔ اور جب ذات پات کی بنیاد پر امتیازی سلوک کی مخالفت کرنے والے فورم کے پرچم تلے کوئی مظاہرہ کیا جاتا ہے تو اعلیٰ ذات کے لوگ دلتوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں جس کی وجہ سے کئی دیہات میں کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ گاؤں کے باربر بھی دلتوں کے بال کاٹنے یا داڑھی بنانے سے انکار کرتے ہیں۔

گاؤں گونڈا میں تو ان ہوٹل والوں کی پٹائی کی جاتی ہے جو جوتے پہن کر دلتوں کو چائے وغیرہ دیتے ہیں اور ان پر ۱۵۰ روپے جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔ جب دلتوں نے اس کی شکایت کی تو پولیس نے شکایت کرنے والے ۳۲ دلتوں کو گرفتار کر لیا۔ اعلیٰ ذات کے ایک شخص امیہ کا کہنا ہے: ؟ رواجوں کو بدلا نہیں جا سکتا اور اگر رواجوں کے تحفظ میں جیل بھی جانا پڑے تو وہ اس کے لئے تیار ہیں۔" امیہ کا کہنا ہے: "آج دلت ہمارے گلاسوں میں چائے پینے کی بات کرتے ہیں۔ اگر ہم نے ایسا کرنے دیا تو کل وہ ہماری لڑکیوں سے شادی کرنے کی بات بھی کریں گے۔"

آندھرا پردیش کے گاؤں میں دلتوں کے ساتھ بدسلوکی کی ہی وجہ سے وہ اپنا مذہب بدل رہے ہیں مگر "ہندوتوا" کے ٹھیکے داروں کی حالت یہ ہے کہ وہ جڑوں کو کاٹ رہے ہیں اور شاخوں کو پانی دے رہے ہیں۔ کیا اس طرح تبدیلی مذہب کا طوفان رک سکتا ہے........؟ بالکل نہیں۔ ناگالینڈ میں اب تک دو لاکھ ہندو شودر یا دلت عیسائی ہو چکے ہیں۔ ان عیسائیوں کو ان کے گھاس پھوس کے جھونپڑوں میں گولی مار دی گئی یا انہیں اس وقت آگ لگا دی جب ان کے بیوی بچے جھونپڑیوں میں موجود تھے۔ اس طرح انہیں زندہ جلا دیا گیا۔ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ اونچی ذات کے ہندوؤں کے ظلم و ستم کا نشانہ بننے اور اہانت اٹھانے کے بعد انہوں نے عیسائیت قبول کر لی اور اب اپنے ملک کو عیسائی قانون کے مطابق خود چلانا چاہتے ہیں۔ دہشت گردی کے سلسلہ در سلسلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منصوبے بھارت کی خفیہ ایجنسی "را" نے بنائے اور ان پر عمل در آمد بھی کیا گیا لیکن ہر مرتبہ واردات کا الزام پہلے سے تیار شدہ پلان کے مطابق ان لوگوں پر ڈال دیا گیا جو خود اس کا ہدف تھے۔

سکھوں پر مظالم اور عالمی دہشت گردی

انڈین حکومت نے پنجاب میں لاکھوں سکھوں کو آزادی مانگنے کی پاداش میں قتل کر دیا۔ اندرا گاندھی نے امرتسر میں ان کے گوردوارے میں فوج داخل کر کے قتل عام کیا——اور پھر جب اندرا گاندھی کو اس کے دو سکھ محافظوں نے قتل کر دیا تو ایک ہی دن میں انڈیا بھر میں ہزاروں سکھوں کا قتل عام ہوا۔ صرف دہلی شہر میں ایک ہزار سکھ قتل ہوئے——مزید برآں! سکھوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لئے انڈیا کی حکومت نے عالمی دہشت گردی کا بازار بھی گرم کر دیا تا کہ اسے سکھوں کے قتل عام کا جواز مل سکے۔ مثال کے طور پر ۲۹ جون ۱۹۸۵ء کو "را" نے ٹورنٹو، مانٹریال لندن دہلی فلائٹ نمبر ۱۸۲ کو بم دھماکے سے اڑا دیا۔ اس فلائٹ پر سوار سب مسافر موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اس طیارے کو زمین پر اس وقت اڑانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا جب وہ لندن کی ہیتھرو ائرپورٹ پر تیل لینے کے لئے رکا تھا۔ لیکن انڈین ائرفورس کا کچھ سامان مانٹریال سے جہاز پر لادنا تھا۔ چنانچہ اس پرواز میں تین گھنٹے کی تاخیر ہوئی اور ٹائم بم لندن پہنچنے سے پہلے چھ فاصلے پر ہوا میں ہی پھٹ گیا۔

آئندہ بارہ گھنٹوں کے دوران جب عالمی میڈیا اس دہشت گردی کو ہولناک واردات کی تفصیل کا کھوج لگا رہا تھا تو بھارتی ایجنسی "را" نے سکھ دہشت گردوں کے نام جاری کر دیئے۔ ساری ذمہ داری سکھوں پر ڈال دی۔ اس خود ساختہ عذر کا بھانڈا بعد میں ایک کتاب موسوم "ائر انڈین فلائٹ ۱۸۲" میں مکمل طور پر پھوڑا گیا اور اس جرم کے ارتکاب کی ذمہ داری ہندوستان پر ڈالی گئی۔ لیکن اس مجرمانہ ارتکاب جرم پر بھارتی حکومت کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ حالانکہ اس واقعے میں کئی ممالک کے باشندے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ یہ وحشیانہ جرم سکھوں کو دہشت گرد ثابت کرنے اور بھارت کی اس درندگی سے دامن چھڑانے کے لئے کیا گیا جو ہندوؤں نے بد قسمت سکھ قوم کے قتل عام میں کیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کشمیر میں مظالم

کشمیر میں آٹھ لاکھ ہندو فوج موجود ہے۔ جو پچھلے گیارہ سالوں میں ۷۰ ہزار کشمیریوں کو قتل کر چکی ہے۔ ان میں عورتیں، بچے اور بوڑھے بھی شامل ہیں۔ اسی طرح صدر کلنٹن کے بھارت آنے پر جنوبی کشمیر کے گاؤں جت سنگھ پورہ میں ۲۶ مارچ ۲۰۰۰ء کو ۳۵ سکھوں کا جو قتل ہوا۔ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ بھی "را" نے کرایا ــــــ اور اگست ۲۰۰۰ء میں امرناتھ کے یاتریوں کا جو قتل عام ہوا اس قتل عام میں بچ جانے والے ہندوؤں نے واضح طور پر بیان دیا کہ یہ قتل کرنے والے مجاہدین نہیں بلکہ ان کے اپنے ہی فوجی تھے۔

یکم نومبر ۲۰۰۰ء کے نوائے وقت کے مطابق مقبوضہ کشمیر میں پہلگام کے مقام پر امرناتھ جانے والے ہندو یاتریوں کا قتل نیم فوجی دستوں اور پولیس نے کیا۔ یہ انکشاف تفتیشی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ یہ تفتیش ۱۵ کور کے کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل جے آر مکرجی نے کی۔ رپورٹ میں ۱۷ سرکاری اہلکاروں کو اس سانحہ کا مجرم قرار دیا گیا ہے۔ ان میں ۴ پولیس والے اور بقیہ سی آر پی الیف کے ملازمین ہیں۔ انکوائری میں کہا گیا ہے کہ پولیس والے اپنی ڈیوٹی نہیں دے رہے تھے جبکہ بھارتی نیم فوجی دستوں نے غیر ضروری فائرنگ کی جس سے ہلاکتیں بڑھ گئیں۔ جنرل مکرجی کے ساتھ انکوائری کمیٹی میں دو دوسرے ممبران پرنسپل سیکرٹری ہوم اور ڈی سی اننت ناگ تھے۔ کٹھ پتلی وزیر اعلیٰ فاروق عبداللہ نے کہا ہے کہ رپورٹ بھارتی وزارت داخلہ کو اس سفارش کے ساتھ بھجوائی جائے گی کہ ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔ عبداللہ کا خیال ہے کہ سانحہ کے ذمہ دار صرف پولیس والے ہیں ان کے خلاف مقدمات بھی درج ہو چکے ہیں۔ سانحہ یکم اگست کو ہوا تھا۔

الغرض انڈین فوجیوں نے پاکستان کے کشمیر میں گھس کر سماہنی کے علاقے میں رات کے وقت معصوم بچوں اور عورتوں کو قتل کیا اور واپس چلے گئے۔ میں خود سماہنی گیا اور جب دردناک مناظر دیکھے تو چانکیہ کی سیاست اور ارتھ شاستر کی چالیں ذہن میں آ گئیں کہ ہندوستان کی حکومتیں جو چانکیہ کوتلیہ کی کتاب "ارتھ شاستر" کو بار بار سرکاری سطح پر شائع کرتی ہیں تو اس پر عمل بھی کرتی ہیں کہ عام لوگوں کو قتل کر کے الزام اور لوگوں کے سر تھوپ دیئے جائیں ــــ مگر اے ہندو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوستو! سوال یہ ہے کہ کیا دھرم اسی کا نام ہے؟ یقیناً انسانیت اس سے پناہ مانگتی ہے۔

اقوام متحدہ کا ملینیم (تیسری دس ہزاری عیسوی) کا اجلاس جو دس ستمبر ۲۰۰۰ء کو ختم ہوا اس میں کشمیری تنظیموں نے دنیا بھر کے نمائندوں اور حکمرانوں کے سامنے ایک بروشر پیش کیا ہے۔ جس میں دیئے گئے مظالم کے اعداد و شمار ان غیر جانبدار تنظیموں سے لئے گئے ہیں جو عالمی سطح کی غیر جانبدار تنظیمیں ہیں اور حقوق انسانی کی علمبردار ہیں۔ ان اعداد و شمار کے مطابق کشمیر میں گذشتہ دس سالوں میں انڈین آرمی کے مظالم کا نقشہ اس طرح ہے:

(۱) عام شہریوں کی شہادت = ۴۴۲۳۲

(۲) خواتین کی عصمت دری = ۱۵۳۱۱

(۳) گھروں اور دکانوں کو آگ = ۱۸۴۵۷

نوٹ: یہ اعداد و شمار انتہائی محتاط اور کم از کم ہیں جبکہ اہل کشمیر کے ہاں اعداد و شمار کافی زیادہ ہیں۔

کشمیر میں ماضی کا کردار

اب ہم کشمیر کی قانونی پوزیشن کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انڈین حکومت ماضی میں کیا کر چکی ہے۔ برطانوی حکومت نے ۳ جون ۱۹۴۷ء کو اعلان کیا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان اور انڈیا کو ۱۴ اور ۱۵ اگست کے دنوں میں آزاد کر دیا جائے چنانچہ مغرب (مغربی پاکستان) اور مشرق (مشرقی پاکستان — موجودہ بنگلہ دیش) کے ساتھ جو جو مسلم اکثریت کے علاقے ہیں وہ اپنی مرضی سے ان کے ساتھ مل جائیں۔

اس اعلان کے پانچ ہفتے بعد ۹ جولائی ۱۹۴۷ء کو کشمیر اور جموں کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت "آل جموں اینڈ کشمیر مسلم کانفرنس" نے ایک قرارداد منظور کی اور جموں و کشمیر کے غیر مسلم راجہ ہری سنگھ کو اطلاع کر دی کہ جموں اور کشمیر کے لوگوں کی خواہش کے مطابق اور ریاست کی جغرافیائی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے جموں اور کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ چاہیے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو کشمیر کے لوگ مجبور ہوں گے کہ وہ اٹھیں اور جموں و کشمیر کی آزادی کے لئے جنگ لڑیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب ہری سنگھ نہ تو انڈیا کے ساتھ الحاق کر رہا تھا اور نہ پاکستان کے ساتھ۔ وہ وقت حاصل کر رہا تھا کہ اس دوران انڈین حکومت نے اپنے فوجی دستوں کو ہوائی جہازوں کے ذریعہ سری نگر ائرپورٹ پر اتار دیا۔ اس کے دستے ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کی صبح ائرپورٹ پر اتر چکے تھے۔ انڈیا نے دعویٰ کیا کہ راجہ ہری سنگھ نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء کی دوپہر کو ایک دستاویز پر دستخط کر دیئے ہیں اور انڈین حکومت سے درخواست کی ہے کہ جموں اور کشمیر کو انڈین یونین کے ساتھ ملا دیا جائے اور یہ بھی درخواست کی ہے کہ نئی دہلی سے آرمی کی امداد بھیجی جائے جو مسلمان باغیوں کا مقابلہ کرے کہ جن کی امداد پاکستان کے قبائلی علاقے کے لوگ کر رہے ہیں۔

قارئین کرام! انڈین حکومت نے پاکستان بننے کے آغاز سے ہی چانکیہ کی سیاست کا آغاز کر دیا۔ اس نے برطانوی حکومت کے طے شدہ فارمولے کے خلاف عمل کیا کیونکہ جموں اور کشمیر کے مسلمان جو اکثریت میں تھے وہ اکثریتی اعتبار سے ہی نہیں جغرافیائی اعتبار سے بھی پاکستان کا حصہ بنتے تھے ——— پھر ان کی نمائندہ جماعت نے بھی پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کیا ——— اب لامحالہ ہری سنگھ کے دستخطوں کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ تاہم اس کے باوجود ہری سنگھ کے جو دستخط تھے ان کی قانونی حیثیت بھی مشکوک ہے۔ معروف برطانوی مؤرخ مسٹر الاسٹیئر لیمب (Alastair Lamb) نے ۱۹۹۳ء میں اپنی کتاب (The Indian Claim to Jammu and Kashmir) میں تفصیلی دلائل کے ساتھ واضح کیا کہ ہری سنگھ کے دستخطوں والا مسئلہ نہ صرف مشکوک ہے بلکہ صریحاً جھوٹا ہے اور یہ کہ دستخط سے قبل ہی انڈین ٹروپس سری نگر میں پہنچ چکے تھے اور یہ ڈرامہ ایک دن کی پیچھے تاریخ ڈال کر رچایا گیا۔

جی ہاں! ہر لحاظ سے باغی انڈین آرمی بنتی ہے نا کہ آزادی کے لئے لڑنے والے مجاہدین جو اپنے حق کے لئے لڑ رہے تھے مزید یہ کہ کشمیر و جموں کے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت نے بھی کہہ دیا تھا کہ اگر ہمارے طے شدہ حق کو نہ مانا گیا تو پھر ہمیں لڑنا پڑے گا۔

جی ہاں! وہ لڑے اور آج تک لڑ رہے ہیں ——— جبکہ انڈین حکومت نے جموں اور کشمیر کے لوگوں کے ساتھ جھوٹ اور فراڈ کیا۔ اس فراڈ کے طشت از بام ہونے پر انڈین گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور وزیراعظم نہرو کو کہنا پڑا:

”ہری سنگھ کی دستخط شدہ دستاویز کے تحت ہم نے کشمیر میں جو کچھ کیا یہ صرف وقتی اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عارضی تھا"

جی ہاں! جب کشمیر میں انڈین آرمی کی کارروائی وقتی اور عارضی تھی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر کچھ عرصہ بعد نہرو نے یہ کیوں کہا:

Jammu and Kashmir was an integral part of India.

جموں اور کشمیر انڈیا کا اٹوٹ انگ (ناقابل تقسیم حصہ) تھا۔

یہ ہے وہ جملہ جسے نہرو سے لے کر موجودہ حکمران تک سب دہراتے آرہے ہیں ــــ چانکیہ کی یہی سیاست تھی کہ وقت نکالو اور پھر پینترا بدل لو ــــ حالانکہ انڈیا کے حکمران اخلاقی طور پر کوئی ساجھی پینترا بدلیں وہ دنیا کے سامنے جھوٹے ہیں۔ ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ جناب! اگر ہری سنگھ کے دستخطوں سے کشمیر تمہارا اٹوٹ انگ بن جاتا ہے تو پھر حیدر آباد کی ریاست جہاں کی اکثریت ہندو تھی وہاں کے مسلم حکمران نے اس کا الحاق پاکستان سے کر دیا تھا پھر تم نے وہاں کیوں فوجی چڑھائی کر کے قبضہ کیا ــــ اسی طرح صوبہ گجرات کی ریاست جوناگڑھ اور مناوادر کے نواب نے اپنے علاقے کا الحاق پاکستان سے کیا تھا پھر تم نے جوناگڑھ اور مناوادر پر فوجی قبضہ کیوں کیا؟ ــــ یہی تو چانکیہ کی سیاست ہے کہ اپنا الو سیدھا کرو۔ اصول و قانون کی گردان کرو مگر عمل وہی کرو جو تمہارے مفاد میں ہو۔

ذرا غور تو کیجیے! کہ جموں اور کشمیر کو اٹوٹ انگ کہنے والوں نے ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کیا کہا تھا۔ اس وقت مسٹر نہرو نے وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان کو ٹیلیگرام بھیجا جس میں نہرو نے واضح طور پر لکھا:

> We shell withdraw our troops from Kashmir as soon as order is restored, and leave the decision regarding the future of the state to the people of the state.

کشمیر میں جونہی امن قائم ہو گیا ہم اپنے فوجی دستوں کو وہاں سے نکال لیں گے اور کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ وہاں کے لوگوں کی مرضی کے مطابق ہو گا۔

نہرو نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے مزید کہا:

> 'This is not merely a promise to your Government but also to the people of Kashmir and the world.'

یہ وعدہ صرف جناب کی حکومت سے ہی نہیں بلکہ کشمیر اور دنیا بھر کے لوگوں سے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید برآں! اقوام متحدہ کا کمیشن جو انڈیا اور پاکستان کے لئے تھا۔ اس نے بھی ایک قرارداد پاس کی کہ جموں اور کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ وہاں کے لوگوں کے حق خود ارادیت سے ہوگا کہ وہ کس ملک کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔

۱۹۵۱ء کے آغاز میں انڈیا نے مکاری کے ساتھ کشمیر کی اسمبلی کے ممبران پر دباؤ ڈال کر انڈیا کے ساتھ کشمیر کے الحاق کی کوشش کی تو ۳۱ مارچ ۱۹۵۱ء کو اقوام متحدہ نے ایسی ہی ایک اور قرارداد پاس کی اور واضح کیا کہ انڈیا کی طرف سے جموں اور کشمیر کی حیثیت کو تبدیل کرنے کی کوئی بھی کوشش قانونی قرار نہ پائے گی ——— مگر ——— مگر انڈیا نے اقوام متحدہ کی پرواہ کی۔ نہ دنیا بھر کی پرواہ کی ——— نہ کوئی اصول مانا۔ نہ کوئی قانون ——— اور نہ کوئی اخلاقی دباؤ قبول کیا ——— وہ بیسویں صدی کے آخری دس سالوں میں ۷۰ ہزار کشمیریوں کو قتل کر چکا ہے مگر اہل کشمیر ہنوز انصاف کو ترس رہے ہیں ——— یہ تھا ۱۹۴۷ء میں بننے والے انڈیا کا ماضی اور آج ——— اب مستقبل میں روا رہنے والے رویہ کا اندازہ لگاتے ہیں۔

مستقبل کے ارادے

بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی جب ستمبر ۲۰۰۰ء میں اقوام متحدہ کے ملینیم اجلاس میں شرکت کے لئے آئے تو انہوں نے نیویارک میں ہندوؤں سے خطاب کرتے ہوئے جس سوچ اور فکر کا اظہار کیا وہ دنیا بھر کے ان لوگوں کے لئے انتہائی تشویشناک ہے جو انسانیت کے دکھوں اور غموں کا درد رکھتے ہیں۔ لیجئے! اب جناب واجپائی کی سوچ ملاحظہ کیجئے:

> بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے اعلان کیا ہے کہ وہ انتہاپسند ہندو تنظیم راشٹریہ سوائم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کا رکن ہے اور انہیں کوئی بھی اس راستے سے نہیں ہٹا سکتا۔ اگر بھارت کے لوگ بی جے پی کو دو تہائی اکثریت سے کامیاب کرائیں تو بابری مسجد کی جگہ رام مندر تعمیر کرنے کے علاوہ بھارت کو آر ایس ایس کا خواب پورا کرنے والا ملک بنا دیا جائے گا۔ نیویارک میں امریکہ میں مقیم انتہا پسند ہندوؤں وشوا ہندو پریشد کے کارکنوں سادھوؤں اور سنتوں کے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے بھارتی وزیر اعظم نے کہا کہ چاہے میں وزیر اعظم رہوں یا نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہوں میں ہمیشہ آر ایس ایس کارکن رہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس جلسے سے وزیراعظم کی حیثیت سے خطاب کرنے نہیں آیا ہوں بلکہ میں آر ایس ایس کے ایک رکن کی حیثیت سے تقریر کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت میں کئی سابق وزرائے اعظم موجود ہیں کل میں بھی وزیراعظم نہیں رہوں گا لیکن کوئی مجھ سے آر ایس ایس کارکن رہنے کا حق نہیں چھین سکتا۔ جب ایک انتہاپسند ہندو نے خطاب کے دوران واجپائی سے سوال کیا کہ آپ کی حکومت نے رام مندر کیوں نہیں تعمیر کیا تو واجپائی نے کہا کہ اکثریت نہ رکھنے کے باوجود میری حکومت نے بہت کچھ کیا ہے۔ بھارتی عوام نے ہمیں اکثریت سے حکومت نہیں دی اگر ہمارے پاس دو تہائی اکثریت رکھنے والی حکومت ہوگی تو ہم بھارت کو آر ایس ایس کے خوابوں کا ملک بنا دیں گے۔

(روزنامہ "نوائے وقت" ۱۱ ستمبر ۲۰۰۰ء)

قارئین کرام! کیا آپ کو معلوم ہے کہ "آر ایس ایس" کیا ہے۔ راشٹریہ سیوک سنگھ نامی اس تنظیم کا سربراہ رجو بھیا ہے۔ اس تنظیم کے تحت بیس ہزار مدارس ایسے قائم کئے گئے ہیں کہ جن میں ہندومت کے دوبارہ احیاء کی تعلیم دی جارہی ہے اور نوجوانوں کو ہندو مذہب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عسکری تربیت بھی دی جارہی ہے ـــــ مزید براں مسلمانوں اور عیسائیوں کو پھر سے ہندو بنانے کے لئے ۵۰ ہزار رضاکاروں کا مسلح لشکر تیار کیا گیا ہے جو اس منصوبے پر قوت و جبر اور تشدد کو بروئے کار لا کر عمل کروائے گا۔ مسلمانوں کی مساجد کو منہدم کرے گا اور جب مسلمان دفاع کے لئے اٹھیں گے تو ان نہتے مظلوموں کا قتل عام کیا جائے گا جیسا کہ ۱۴ نومبر ۲۰۰۰ء کو ہندو پریشد کے ۴۰۰ مسلح رضاکاروں نے دہلی میں قطب مینار کے قریب جامع مسجد قوت الاسلام میں گنیش کی مورتی کو رکھ کر پوجا کرنے کی کوشش کی اور دعویٰ کیا کہ یہ مسجد پہلے مندر تھا۔ (یاد رہے) یہ مسجد سلطان قطب الدین ایبک نے بنائی تھی ان کی قبر انار کلی لاہور میں ہے ـــــ

جی ہاں! یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جنرل مشرف نے واجپائی کے انتہائی متعصب بیان کو ملاحظہ کرنے کے بعد کہا:

"واجپائی ریاکار اور دوغلا ہے۔ میں ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ بھارت اقلیتوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتل گاہ بن چکا ہے۔"

(روزنامہ "نوائے وقت" ۱۱ ستمبر ۲۰۰۰ء)

قارئین کرام! واجپائی کا بیان ہمارے لئے اچنبھے کا باعث نہیں اس لئے کہ ہم اس بات سے آگاہ ہیں کہ واجپائی کو تلیہ چانکیہ کی فریب کارانہ سیاست پر چل رہا ہے۔ واجپائی سے پہلے بھی سارے حکمران اسی سیاست پر عمل پیرا رہے ہیں اور آئندہ آنے والے بھی اسی پر فریب سیاست پر چلیں گے لہٰذا جناب مشرف صاحب کا بیان بے شک لوگوں کو تحت محسوس ہو مگر یہ حقائق کا علمبردار جرأتمندانہ بیان ہے ــــ جی ہاں! پوری دنیا کو آگاہ ہو جانا چاہئے کہ ہندوستان کے حکمران ہندوستان میں اقلیتوں سے کیا کرنے والے ہیں۔ جی ہاں! وہ جو کچھ کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں ــــ صاف نظر آتا ہے۔ وہ آئندہ اس سے بھی بھیانک انداز اختیار کرنے والے ہیں ــــ مگر، اے ہندو دوستو! کیا دھرم اسی کا نام ہے؟ اگر اسی کا نام دھرم ہے تو یہ انسانیت کے لئے انتہائی خطرناک، تشویشناک اور تباہ کن ہے۔ اسلام کا ایک خوبصورت پیغام ہے۔ اللہ نے واضح کر دیا:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ (البقرہ:۲۵۶)

دین میں جبر نہیں ہے۔ راہ راست، گمراہی سے (الگ ہو کر) واضح ہو چکی۔

جی ہاں! اسلام نے واضح کر دیا کہ کسی کے سر پر تلوار رکھ کر اس پر مخصوص عقیدہ اور مذہب مسلط نہیں کیا جا سکتا کیونکہ عقیدے کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور دل تلواروں اور جبر و تشدد سے نہیں بدلتے بلکہ دل دلیل کے ساتھ بدلا کرتے ہیں اور جو دلیل کے بجائے تشدد اور دہشت سے کام لے وہی دہشت گرد ہے ــــ اور اس دہشت گردی کو آج پورے ہندوستان میں دیکھا جا سکتا ہے اور جناب واجپائی نے اس دہشت گردی کو مزید پھیلانے کا نہ صرف اشارہ دیا ہے بلکہ لگی لپٹی رکھے بغیر واضح کر دیا ہے۔ چنانچہ ساری دنیا کے امن پسند لوگوں کو سوچنا ہو گا کہ انڈیا کے مظلوموں کو دہشت گردی سے کیسے محفوظ کیا جائے؟ اور انصاف پسند ہندو دوستوں کو بھی غور کرنا ہو گا کہ ایسے دھرم کے ساتھ انہیں کب تک چمٹے رہنا ہے؟

راشٹر سوائم سیوک سنگھ (RSS) کیا ہے

واجپائی نے جو یہ کہا کہ میں RSS کا رکن ہوں اور یہ بھی کہا کہ (RSS) میری روح ہے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے کہ ہم اپنے قارئین کو بتلائیں کہ یہ (RSS) کیا ہے؟ اس تنظیم کی بنیاد ڈاکٹر کیشو بالرام ہیگوار نے ۱۹۲۵ء میں میں رکھی۔ ڈاکٹر ہیگوار ۱۸۸۹ء میں مہاراشٹر کے شہر ناگپور میں ہندو پنڈت کے گھر پیدا ہوئے جو دریائے ناگ کے کنارے سے واقع ہے۔ اس تنظیم کا مقصد ہندو دھرم اور ہندو کلچر کا احیاء تھا اور یہ کہ ہندوؤں کو بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ کیا جائے۔ جن میں سرفہرست مسلمان اور بعد میں انگریز تھے۔ اب چونکہ مسلمان ہندوستان میں بہت بڑی تعداد میں ہیں اس لئے ان سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے آئے روز انہیں مٹانے اور ختم کرنے کے منصوبے بنتے رہتے ہیں جن میں سرفہرست مسلم کش فسادات ہے اور اب چونکہ عیسائیوں کی تعداد بھی تین کروڑ تک جا پہنچی ہے لہٰذا ان کے خلاف بھی کام شروع کر دیا گیا ہے۔

راشٹریہ کا معنی قوم ہے ـــــ سوائم سیوک کا مطلب رضا کار اور پیروکار ہے جبکہ سنگھ کا معنی مقدس گروہ یا پارٹی ہے۔ یعنی ہندو قوم کے پیروکاروں اور رضاکاروں کا پاکیزہ گروہ ـــــ اس پارٹی کے جھنڈے کا رنگ سرخی مائل زعفرانی ہے۔ یہ جھنڈا ایک شیر کی پشت پر لگا ہے اور شیر منہ کھولے قدم اٹھائے دھاڑتا ہوا حملے کے لئے تیار ہے ـــــ یہ اس پارٹی کا "مونوگرام" ہے ـــــ اس پارٹی کے بڑے لیڈروں میں شری گوروجی تھا جو ۱۹۴۰ء میں فوت ہوا۔ تیسرا بڑا لیڈر شری مادھو کر تھا جو ۱۷ جون ۱۹۹۶ء کو پونا میں فوت ہوا۔ اس نے ۱۹۹۴ء میں ہی پروفیسر رجنیش سنگھ کو (RSS) کا صدر مقرر کر دیا تھا۔

آج کل یہی پروفیسر رجنیش RSS کا صدر ہے۔ اسے رجو بھیا کہا جاتا ہے۔ رجو بھیا اتر پردیش کے بلند شہر میں ۲۹ جنوری ۱۹۲۲ء کو پیدا ہوا ـــــ یہی رجو بھیا باجپائی کا لیڈر ہے۔ باجپائی RSS کا رکن ہے۔ (RSS) کی کئی شاخیں ہیں۔ ان شاخوں میں سے سیاسی شاخ بھارتیہ جنتا پارٹی (.B.J.P) ہے جو آج کل برسراقتدار ہے اور اس کا وزیراعظم واجپائی ہے۔ آر ایس ایس کے صدر نے واضح کیا کہ ہمارا مقصد پاکستان کو ختم کرنا ہے اور اس راستے میں جو رکاوٹ بنا اسے ختم کریں گے۔ مزید برآں! معروف ہندو سردار شیواجی کے بارے میں کہا گیا کہ انہی کی لائنوں پر چلتے ہوئے گوریلا وار لڑی جائے گی ـــــ یہ گوریلا وار کہاں لڑی جائے گی۔ اس کے لئے پہلا میدان ہندوستان کے اندر یعنی مسلمانوں کا خاتمہ ہے۔ چنانچہ RSS کی ایک عسکری شاخ شیو سینا کے لوگ اس کے لئے بھرپور تیاری کر رہے ہیں اور بال ٹھاکرے نے واضح طور پر کہا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"انڈیا میں سول وار جلد بپا ہو گی۔ یہ "ہندوتوا" کو قائم کرنے کا اعلیٰ ترین پھل ہے"

(دی انڈین ایکسپریس ممبئی ۲۵ جون ۱۹۹۹ء)

جی ہاں! یہ ہے انڈیا کہ جس کو سلامتی کونسل کی سیٹ دینے کے لئے امریکہ اور یورپ بے قرار ہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ ہندوستان کے حکمرانوں سے وہاں کے مظلوم باسیوں کی جان، مال اور آبرو سلامت نہیں ہے تو سلامتی کونسل کا رکن بننے کے بعد کیا ہو گا؟ یقیناً پھر عالمی سطح پر مظلوموں کی سلامتی کے مزید پرخچے اڑیں گے ــــ چنانچہ انسانیت کی سلامتی کے لئے ضروری ہے کہ ہندوستان کے تمام لوگوں کو اسلام کے پرچم تلے کھڑا کیا جائے تاکہ برصغیر سلامتی کا گہوارہ بن جائے ــــ اس دنیا میں بھی سلامتی کا یہی طریقہ ہے ــــ اور آخرت میں اللہ کی پکڑ سے سلامتی ملے گی ــــ تو اے ہندو دوستو! اس کا طریقہ بھی یہی ہے ــــ "ہندو کا ہمدرد" کا یہی پیغام ہے۔

وما علینا الا البلاغ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

مختصر سیرۃ النبی ﷺ

رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت کے تابناک نقوش

بین الاقوامی شہرت یافتہ مصنف کی بلند پایہ تصنیف ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر ہر مبتدی اور منتہی کیلئے بیش بہا خزینہ ادب و معلومات ہے جو اپنے دلچسپ اسلوب تحریر کی بنا پر شروع سے آخر تک کے مطالعہ پر آپ کو مجبور کر دے گی۔

ان شاءاللہ

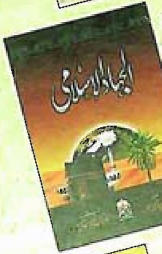

الجہاد الاسلامی

جہاد کے اَحکام و مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

انسانوں کی دینی زندگی میں اجتماعی رنگ پیدا کرنے کی اساس ـــ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ وابستگی کے لیے ابتدائی ثمر بار ـــ خلیفہ و امیر کی اطاعت و فرمانبرداری کا اصل میدان ـــ نظام خلافت و امارت کے حصول کا صحیح ترین راستہ ـــ اور خلافت و امارت کے ثمرات و برکات سے فیض یاب ہونے کا عظیم ترین ذریعہ ہے۔

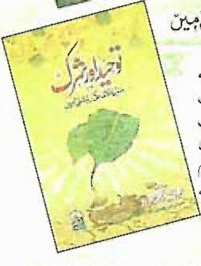

توحید اور شرک

سُورَۃُ الاِنعام کی روشنی میں

قرآن حکیم میں سب سے زیادہ توحید کا ذکر ہے یہی وہ محور ہے جس کے ارد گرد اسلام، ایمان اور اخلاق کے تمام تقاضے گردش کرتے ہیں۔ انبیاء کرام ﷺ کی بعثت کا مقصد یہی تھا۔ اس کتاب میں محترم حافظ عبدالغفار المدنی نے سورۃ الانعام کی روشنی میں انہی حقائق کی نقاب کشائی کی ہے۔ توحید کو تمام کامیابیوں کی کلید قرار دیا ہے اور شرک کا خوب پوسٹ مارٹم کیا ہے

دار الاندلس

4- لیک روڈ چوبرجی لاہور | 6- غزنی سٹریٹ نزد رحمن مارکیٹ اردو بازار لاہور
042-37230549 | +92-42-37242314

Head Off: +92-42-37150891 Fax:+92-42-37150889